یا اللہ جل جلالہ — اللہ اکبر — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سورہ یونس، آیت ۶۲

# مخزنِ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب
غوث الاغیاث محی السنۃ قاطع البدعۃ فنا فی الرسول جگر گوشہ بتول،
جناب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

## حضرت کرمانوالے قدس سرہ العزیز

کے

سوانح حیات، دِل آویز ملفوظات، نوادر مکاشفات، کرامات، تصرفات
کا پُر بہار گلدستہ

تالیف لطیف

چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی (میروالی)

مکتبہ حضرت کرماں والا چوک کرمانوالا۔ مقبول سٹریٹ افضال روڈ
سانده کلاں لاہور فون نمبر: 723762

Marfat.com

یا اللہ جل جلالہ　　　　اللہ اکبر　　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

سورہ یونس، آیت ۶۲

# مخزنِ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب
غوث الاغیاث محی السنۃ قاطع البدعۃ فنا فی الرسول جگر گوشۂ بتول،
جناب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

## حضرت کرمانوالے قدس سرہ العزیز

کے

سوانح حیات، دل آویز ملفوظات، نوادر مکاشفات، کرامات، تصرفات
کا پُر بہار گلدستہ

تالیف لطیف

چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی (میروالی)

مکتبہ حضرت کرمانوالا چوک کرمانوالا مقبول سٹریٹ افضال روڈ
ساندہ کلاں لاہور فون نمبر: 7237622

Marfat.com

297.9924
13
89559

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ﴾

| | |
|---|---|
| کتاب | مخزنِ کرم |
| مؤلف | چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی |
| ناشر | مکتبہ حضرت کرماں والا مقبول سٹریٹ چوک کرمانوالا افضال روڈ سانده کلاں لاہور (پاکستان) |
| سرورق | محمد صدیق خوشنویس اسلام پورہ لاہور |
| اردو کمپوزنگ | غلام محمد یٰسین خاں، مرکز الاویس دربار مارکیٹ، لاہور |
| مطبع | ادریس یوسف پرنٹنگ پریس، شیخ ہندی مارکیٹ، بھاٹی چوک، لاہور |
| سال اشاعت | شوال ۱۴۲۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۴ء |
| ضخامت | ۳۰۴ صفحات |
| تعداد بار اول | ۶۰۰ چھ صد |
| ہدیہ | 110 روپے |

ملنے کے پتے:

(1) دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ۔

(2) مکتبہ حضرت کرماں والا مقبول سٹریٹ افضال روڈ سانده کلاں لاہور فون: 7237622

(3) ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ فون: 7221953

(4) مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور۔ فون: 7225605

(5) دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی نمبر ۶ کراچی۔ فون: 576884

Marfat.com

## حمدِ ربِّ قدیر جل جلالہ

یہی دل میں میرے ہے آرزو کہ میں ربّ سے اپنے وفا کروں
میں اسی کے رَستے جیا کروں ، میں اسی کے رستے مَرا کروں

یہ فلک ، یہ تارے ، یہ کہکشاں ، ہیں اسی کے جلوے سے ضوفشاں
ہے تجلّی اس کی یہاں وہاں ، میں کہاں تک ان کو گِنا کروں

وہ تو میرا ربِ جلیل ہے ، وہی تنہا میرا کفیل ہے
میں اسی کی مدح لکھا کروں ، میں اسی کی حمد پڑھا کروں

مرے دل کو جس سے قرار ہو ، مرے دل کو جس سے سکون ہو
کوئی حمد ایسی پڑھا کرے ، میں خموش اس کو سنا کروں

وہی ذرّے ذرّے میں جلوہ گر ، وہ سب کی نظروں سے مُستتر
یہ حجاب کیسا حجاب ہے ، میں یہ کیسے اُس سے پتا کروں

رہے دل میں اس کی ہی جستجو ، کروں کھوج اس کی میں کُو بکو
میں اسی کو ہر دم پڑھا کروں ، میں اسی کو پیہم لکھا کروں

کیوں نہ نور اُس سے اخذ کروں ، کہ وہی تو منبع نور ہے
میں اسی سے لے کے کِرن کِرن ، دل مضطرب پہ جَلا کروں

رہے دل میں میرے وہ جلوہ گر ، یہی آرزوئے جمیل ہے
رہوں رحمتوں کے سحاب میں ، یہی ربّ سے اپنے دعا کروں

جمیل عظیم آبادی

Marfat.com

## سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

مومنوں کا وظیفہ ہے یہ صبح و شام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

ظلم جانوں پہ ہم نے ہزاروں کیے
ان کی رحمت نے پھر بھی دلاسے دیئے
ہم غریبوں پہ شفقت اُنہی کا ہے کام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

شہرِ مکہ میں آئے خدا کے حبیبؐ
غم کے ماروں کے غمخوار مونس طبیبؐ
ابنِ عبداللہ ہیں انبیاء کے امام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

ظلمتوں کے اندھیرے مٹاتے گئے
ہر طرف نوری جلوے سجاتے گئے
رحمتیں لے کے آئے وہ ماہِ تمام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

میرے آقا کا ثانی نہیں ہے کوئی
اُن کے آتے ہی ہر سُو ہوئی روشنی
آمنہ بی کے گھر آئے خیر الانام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

جن کی عظمت پہ حیراں ہیں ارض و سما
جِن پہ شیدا ہے ساری یہ خلقِ خدا
اسمِ اعظم حفیظِ حزیں جن کا نام
ذاتِ والا پہ بے حد درود و سلام

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

Marfat.com

# انتساب

عارف حقّانی آفتاب عرفانی شہباز طریقت ہادی
راہِ حقیقت عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سیدنا و
مخدومنا سرکار اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کے

## نام

جنہوں نے پیرو مرشدی سید **محمد اسمٰعیل** شاہ بخاری
قدوس سرّہٗ العزیز کو ''**حضرت کرماں والا**'' بنا دیا اور
علاّمہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کو عشقِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہٖ وسلم کی رنگینی میں رنگ کر ایسا ''بلند اقبال'' کر دیا کہ
اب انہیں قبرانور پر ہمہ وقت حاضری کی سعادت حاصل
ہے اور صرف انہیں ہی عاشقان رسول اللہ کی فہرست مرتب
کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

احقر العباد

حاجی نور احمد مقبول نقشبندی

Marfat.com

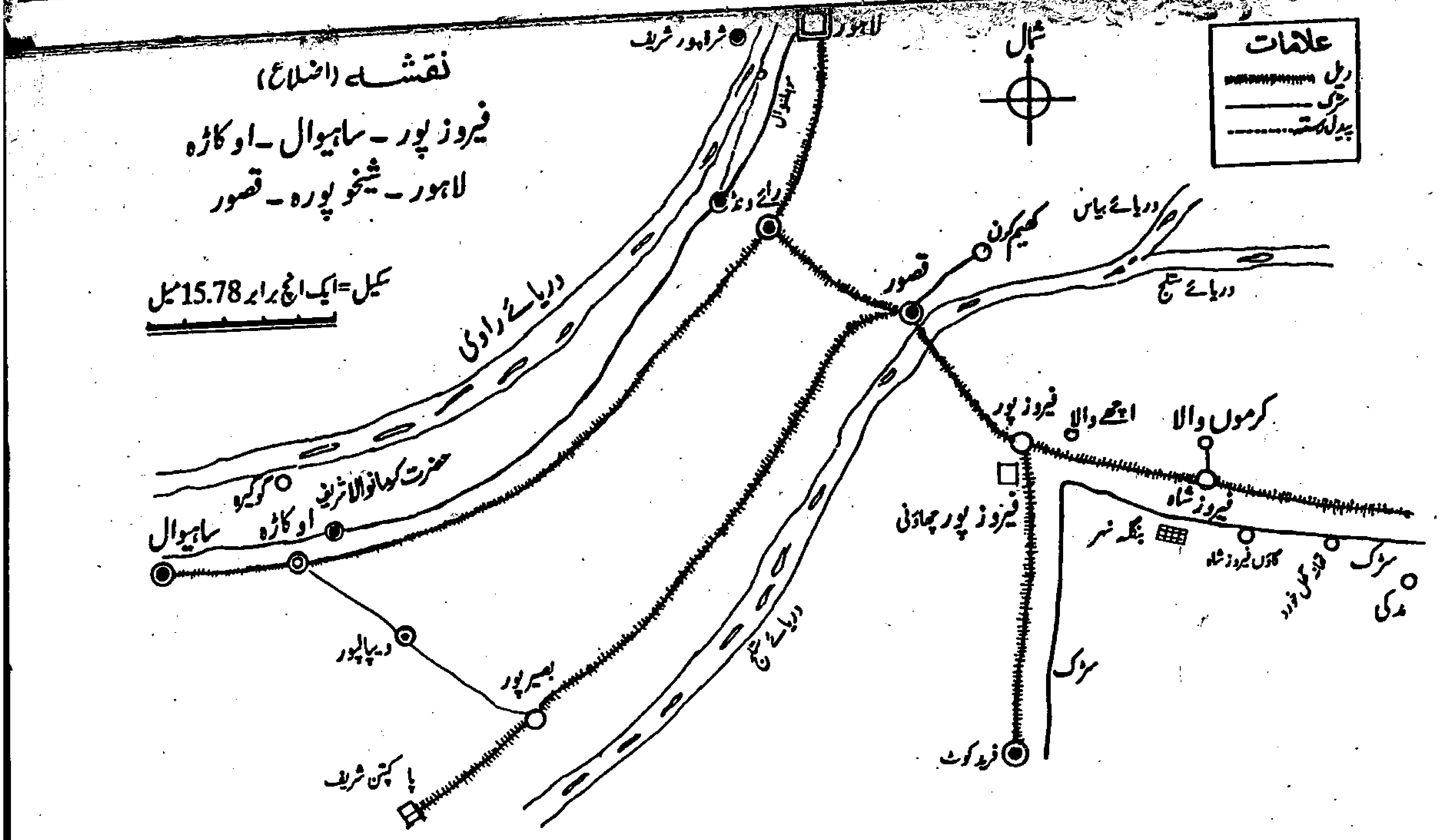
نقشہ (اضلاع)
فیروز پور ۔ ساہیوال ۔ اوکاڑہ
لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ قصور
سکیل = ایک انچ برابر 15.78 میل
علامات
ریل
سڑک
پیدل راستہ
شمال
لاہور
شرقپور شریف
رائے ونڈ
قصور
کھیم کرن
دریائے بیاس
دریائے ستلج
دریائے راوی
فیروز پور
فیروز پور چھاؤنی
اچھے والا
کرموں والا
فیروز شاہ
گاؤں فیروز شاہ
بنگلہ نہر
سڑک
مدکی
فرید کوٹ
ساہیوال
اوکاڑہ
گوگیرہ
حضرت کرمانوالا شریف
دیپالپور
بصیر پور
پاکپتن شریف

Marfat.com

# آئینہ ترتیب


| عنوان | صفحہ |
| --- | --- |
| حمد باری تعالیٰ | 3 |
| نعت رسول مقبول ﷺ | 4 |
| انتساب ونقشہ | |
| آئینہ ترتیب | 5 |
| عرض حال | 13 |
| ابتدائی حالات | 17 |
| آباؤاجداد، نسب نامہ | 17 |
| ولادت پاک، ایام طفولیت | 18 |
| حصول تعلیم دینیہ، مولٰنا شرف الدین فیروز پوری کی خدمت میں حاضری | 19 |
| مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، خطابت | 20 |
| تکمیل منازل سلوک، سفر مبارک شرقپور شریف | 21 |
| شرق پور شریف کے سفر کے حالات | 23 |
| طب یونانی، کرموں والا شریف | 24 |
| قیام پاکستان، فیروز پور سے سوئے پاکستان ہجرت | 25 |
| پکا چک حضرت کرماں والا کے نام سے موسوم ہو گیا | 26 |
| سرچشمہ فیض، لنگر خانہ، میو ہسپتال | 27 |
| قطعہائے تاریخ رحلت حضرت کرماں والا | 28 |
| تعزیت مختلف رسائل کے ادارئیے | 29 |
| تربیت اولاد پاک | 33 |
| حالات زندگی پیر سید محمد علیؒ شاہ بخاری | 34 |
| جلسہ منعقدہ لنڈن کی روئیداد | 36 |
| حالات زندگی پیر سید عثمان علیؒ شاہ بخاری | 38 |
| سجادہ نشینی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری | 39 |
| تلقین وارشاد | 40 |
| خوف ورجا | 42 |
| ملفوظات۔ ملفوظات کی تعریف | 44 |
| ذکر الٰہی، نماز تہجد | 44 |
| حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب | 45 |
| مزارات پر دعا مانگنے کا طریقہ | 46 |
| درود شریف، بسم اللہ کی برکت | 48 |
| مشکل کام کونسا؟ اسم اعظم کیا ہے؟ | 49 |
| ادب | 50 |
| علم باطن وعلم ظاہر | 52 |
| التحیات کا پڑھنا | 53 |
| سینما گھر اور قد آدم تصاویر | 54 |
| دو چیزیں (زبان، شرم گاہ) | 55 |
| حقوق اللہ، حقوق العباد | 55 |
| لباس کی اہمیت، حصول روزی | 56 |
| اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت، عقیدہ | 57 |
| دعا کی اہمیت، نماز | 58 |
| شیطان لعین اور اس کا تکبر | 59 |
| درود شریف کی برکت | 62 |
| تصدیق کمال | 62 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| اتباع شریعت کا جذبہ، اسوۂ حسنہ ﷺ | 63 |
| آپؒ کی تسبیح، مقبرہ جہانگیر، نماز تہجد، ادب | 65 |
| ادب، آپؒ کے مرید کا مقام | 67 |
| موذی جانوروں سے بے خوفی کا علاج | 67 |
| منزل مقصود کے دو دشمن شیطان اور عورت | 68 |
| نعت خوانی | 68 |
| مسجد داتا صاحب اور بادشاہی مسجد | 69 |
| اولیاء اللہ سے گستاخی | 69 |
| جانوروں پر شفقت، نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے کیوں؟ | 70 |
| حضور ﷺ اللہ کے نور سے ہیں تشریح | 71 |
| خوف ورجا، خواب میں رہنمائی | 72 |
| امانت میں خیانت، الحسینؓ منی کی تشریح | 74 |
| ایک مغرور قلعی گر حضرت رحمۃ اللہ کی خدمت میں | 75 |
| ادب | 76 |
| مذہب حنفیہ کی اہمیت | 76 |
| ملاوٹ سے توبہ، کاروبار میں برکت کی دعا، مقرب الٰہی کون؟ | 77 |
| درود شریف کی برکت، بات بن گئی | 78 |
| آپؒ کا تصرف ''داتا'' کا مطلب؟ | 79 |
| صاحبزادگان اور زائرین کی خدمت کا جذبہ اور مقام | 80 |
| میرٹھ کے بزرگ اور مولٰنا محمد اصغر علی روحی، شمس الدین پہلوان | 81 |
| اتباع سنت، لفظ امنوا کی تشریح | 82 |
| پیرخانہ سے محبت | 83 |
| شرق پور کا مطلب سید پیر چراغ علی شاہ (والٹن والے) | 85 |
| شریعت مطہرہ سے محبت اور التزام | 85 |
| درود شریف پڑھنے کا طریقہ، ولا الضالین کا مسئلہ | 86 |
| عالم دین پر نگاہ لطف، تلقین | 87 |
| دل کی حقیقی صفائی | 89 |
| بچہ شیر کی حکایت، مسلمان اپنی اصلیت بھول گیا ہے | 90 |
| دنیا عمل کے لئے کھیتی ہے، پیر کامل کی اتباع (گرو چیلہ کی حکائت) | 91 |
| پابندی شریعت | 92 |
| ارشادات عالیہ حضرت گنج کرم | 93 |
| مکاشفات، تشریح | 94 |
| مکاشفہ کی اقسام | 96 |
| انوار الحق مفتی اعظم جونا گڑھ | 97 |
| بات سچی کرنا چاہیے | |
| ڈپٹی کمشنر کی عہدہ پر بحالی، جنرل ایوب اور صدارتی انتخاب | 98 |

Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| خلافت کی آرزو اور تنبیہہ، مؤلف کی کرموں والا میں پہلی حاضری | 99 |
| بداعمالی کی سزا، دیسی لباس پسندیدہ، انگریزی لباس کی مذمت | 100 |
| داتا رحمتہ اللہ علیہ کے مجاور، آپؒ کا کشف عیانی | 101 |
| عبدالغنی گھسن کا آپؒ کو آزمانا | 102 |
| اعتراف مرض اور ایک نوجوان کی بیماری سے شفایابی | 103 |
| سٹہ کے کاروبار کی مذمت، قرآن مجید کا ادب، امام کا صحیح عقیدہ ہونا لازمی ہے، مفتی محمد حبیب اللہ چغتائی پر نظر کرم | 104 |
| یوپی کے ایک بزرگ کا حضرت قبلہ کے زہد، ذکر اذکار کا اعتراف | 105 |
| ایک پولیس افسر کا بری حرکات سے تائب ہونا، ایک راہ گیر کی اعانت | 106 |
| آپؒ کی زیارت کے لئے پشاور سے مستورات کا آنا | 107 |
| (اپنی سکونت بھارت) حضرت قبلہ کا موجودہ جگہ کی نشاندہی کرنا (میلاد امام کا اعتراف) | 107 |
| پیرزادہ افتخار احمد فریدی اور سجدہ تعظیمی، مکمل رہنمائی | 107 |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| پس ماندہ پانی کی خواہش، خاص کھانا کی آرزو پوری ہوگئی | 110 |
| حضور نبی کریم ﷺ کا علم غیب، آپؒ کی توجہ سے شکوک رفع ہوگئے | 110 |
| بزرگوں کی قبور فیض رساں ہیں | 112 |
| حکیم مولوی غلام محی الدین پر شفقت اولاد نرینہ عطا ہوئی | 113 |
| مؤلف کی عہدہ میں ترقی، رائے محمد اقبال اور اولاد نرینہ | 113 |
| مؤلف پر نظر کرم | 113 |
| گم شدہ بھائی مل گیا، مرید کے حال سے خبر | 114 |
| لڑکے کا کیش لے کر فرار ہونا، اور حضرت قبلہ کی توجہ سے واپسی | 115 |
| مولنا رحیم بخش راجن پور اور چار سوال | 116 |
| ایک جاسوس عورت | 119 |
| اقبال جرم اور گمشدہ بیل مل گیا۔ حضرتؒ کی حکم عدولی کی سزا | 120 |
| ایک پولیس اہلکار کی ترقی، زمین کا تنازعہ حل ہوگیا | 121 |
| حقیقتِ حال سے واقفیت | 122 |
| آپؒ کا کرم مولنا محمد عنائت احمد خطیب مسجد طٰہٰ پر | 122 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ساداتکی عزت، | 124 |
| مشکل مسئلہ حل کر دیا، دست غیب، پنشن مل گئی۔ قمرالدین اور چوری | |
| عزتِ فقر | 127 |
| مقدمہ میں جیت اصلاحِ احوال | 127 |
| امر بالمعروف (حلال وحرام میں تمیز) | 128 |
| گم شدہ بچہ مل گیا | 129 |
| منصب میں ترقی | 130 |
| پلاٹ کے رقبہ میں اضافہ، مرید کے حال سے آگاہی | 130 |
| گم شدہ بچی چار سال کے بعد مل گئی | 131 |
| مرید صادق پر نظر کرم (حاجی نظام دین) | 132 |
| ٹرین کا حادثہ، کار کا حادثہ | 134 |
| ڈیگر ویلا ہر کسے تے اوے گا | 135 |
| مرید پر نظر کرم | 135 |
| علم کی دولت عطا کر دی، درود پاک کی برکت | 136 |
| اولاد نرینہ مل گئی | 137 |
| چودھری نذیر احمد کمشنر اشتمال | 138 |
| اراضیات طعام میں برکت | |
| فوج سے سبکدوشی، کاروبار میں برکت | 139 |
| خدمت میں عظمت | 140 |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| خلاف شرع امور سے پرہیز کی تلقین | 141 |
| فلسفہ کرامت | 143 |
| کرامت اور استدراج میں فرق | 144 |
| معجزہ وکرامت میں فرق، برادر مل گیا۔ | 145 |
| دیوانگی ختم، دعا سے بیماری ختم، سہاگہ اور ارشاد، بیماری سے نجات | 146 |
| لسی سے ٹی بی کا علاج، کیمیا گری | 146 |
| قاتل بری، چارہ کی چوری گنٹھیا کی بیماری، اقرار جرم اور شفاء، پیٹ کا شدید درد اور نعت خوانی | 147 |
| آپ کی توجہ سے پختہ مسجد تعمیر، سکھ زمیندار ناکام | 148 |
| حضرت قبلہ کی توجہ سے برادری کا تنازعہ ختم | 148 |
| ناک پر لاہوری پھوڑا دعا سے ختم | 150 |
| غریب لڑکی کا گنج توجہ سے دور ہو گیا۔ تختہ دار سے رہائی | 151 |
| اقرار جرم اور قاتل بری، آئندہ کیلئے توبہ | 153 |
| باطنی اپریشن سے بینائی حاصل ہوئی | 153 |
| تکیہ کلام چھڑا دیا | 154 |
| تھپڑ سے روحانی بیماری دور، نظر کرم | 155 |
| دائمی کلیجہ کا درد جاتا رہا، ملازمت مل گئی | 156 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| آپؒ کا مقام، حاجی رحمت علی کی خواب کا واقعہ اور حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری | 158 |
| حاجی رحمت علی کے منشی کا فرار، اس کی واپسی حضرت قبلہ کی توجہ سے | 161 |
| حاجی رحمت علی اور سید ناصر حسن قادری کی ملاقات ملتان میں | 161 |
| حاجی رحمت علی اور جنت میں حضرت قبلہ کی ہمسائیگی | 162 |
| حاجی رحمت علی اور چودھری بٹر کا خواب، وعدہ پورا کر دیا | 162 |
| اقرار جرم اور رشوت کیس سے برأت | 164 |
| آپؒ کی نظر کرم اور نبی پاک ﷺ کی شفقت، اولاد نرینہ اور بیماری سے شفاء حاصل ہوئی | 164 |
| ایک نوجوان حافظ قرآں کا دماغی توازن درست کر دیا، آپؒ کی نظر کرم سے اب نماز قضا نہیں ہوتی۔ پان سگریٹ سے نفرت ہوگئی | 165 |
| اللہ کے ولی کی مجلس میں بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا۔ | 166 |
| راجہ فرید کوٹ کی والدہ کی عقیدت مندی | 166 |
| محمد یونس کی اولاد میں برکت | 167 |
| گم شدہ لڑکا مل گیا | |
| سید نجم نعمانی ہیڈ ماسٹر اور نعمتِ اولاد | 168 |
| بچے کو قوت گویائی مل گئی | |
| آپؒ سے غائبانہ محبت اور خواب میں رہنمائی | 170 |
| لسّی پلائی درد گردہ غائب (مولنا اچھروی کا واقعہ) | 171 |
| سرسام سے شفاء، مفقود الخبر لڑکا مل گیا | 171 |
| معمر بیوی کے بطن سے اولاد کی نعمت، جنّات کا اثر ختم | 172 |
| منّت پوری کرنا ضروری ہے۔ | 173 |
| شہاب الدین پولیس افسر بن گیا | |
| لنگر کھانے سے دل کی کدورت دور، مرید کی دست غیب سے مدد | 174 |
| آپؒ کی توجہ سے بیت اللہ، مسجد نبوی کی زیارتیں خواب میں نصیب ہوگئیں | 175 |
| اولاد کی نعمت مل گئی | 176 |
| سکھ مال افسر صاحب اولاد ہو گیا | 176 |
| آپؒ کی توجہ سے ناممکن مسئلہ حل ہو گیا | 176 |
| داڑھی، درود شریف، نماز کی پابندی سے مشکلات کا حل | 177 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| توجہ کا اثر، جرم قتل کا اقرار آئندہ کے لئے توبہ، قاتل بری | 180 |
| اقرار جرم، آئندہ کے لئے توبہ، قاتل بری، قرآن حکیم مع معانی حفظ | 181 |
| گم شدہ لڑکا مل گیا۔ زمین کے مقدمہ میں جیت | 181 |
| حضرت قبلہ نے بارڈر پختہ کر دیا | 182 |
| اقرار جرم، قاتل بری، عدالتوں پر آپؒ کا تصرف | 183 |
| مرض تپ دق سے شفاء، پرانا مرض جاتا رہا | 184 |
| بیوہ کے حالات پر توجہ، زندگی آرام سے بسر ہوئی | 184 |
| مرض سے نجات، اولاد نرینہ عطا ہوئی | 185 |
| آپؒ کا طریقہ تلقین، توجہ کا اثر | 185 |
| انکساری کا ثمرہ، دھسہ کی برکت، اولاد نرینہ | 186 |
| آپ کی توجہ کا اثر | 188 |
| تصرّفات | 188 |
| آپ کی دعا سے الاٹمنٹ قائم رہی | 188 |
| جذبہ محبت، پھانسی کی سزا عمر قید میں تبدیل | 190 |
| آپؒ کی شفقت، ٹرین کا حادثہ، موت کے مونھ سے بچ گئے | 190 |
| اعتراف جرم اور قاتل کی رہائی، اولاد بخش دی | 191 |
| بسم اللہ کی برکت، دربار شریف کا احترام | 193 |
| طے الارض، مرید کی حفاظت، آپؒ کی توجہ سے رشتہ اور اولاد نرینہ مل گئی | 194 |
| لکڑی کا سونٹا گویا عصائے موسیٰ تھا | 195 |
| مولنا اچھروی اور قمر الدین ذیلدار مولنا اچھروی کی رہائی | 196 |
| الاٹمنٹ بحال ہوگئی | 197 |
| حادثہ، نئی زندگی ملی، ملزمان بَری | 197 |
| بلند نسبت کا احساس | 198 |
| عقیدت مند کی مدد ہر مقام پر | 201 |
| حضرت قبلہ کا بلند مقام | 201 |
| مفقود الخبر لڑکا مل گیا | 201 |
| مرید کی مدد | 202 |
| لنڈن مقیم مرید کی رہنمائی، غلبہ محبت | 202 |
| نماز قضا کرنے پر تنبیہ | 202 |
| اتباع شریعت مطہرہ میں برکت ہے | 203 |
| آتش بازی سے نفرت آپؒ سے وابستگی | 204 |
| نون وزارت ختم کردی۔ مرید کی پاسداری | 205 |
| آپؒ کی خدمت سے دیرینہ کمر درد ختم، تپ تلی ختم مہاجر کی امداد | 206 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| اپنے نعت خواں کی استمداد نماز تہجد کی تاکید | 207 |
| جنّات پر تصرف، بدعقیدہ راہِ راست پر | 208 |
| مرید پر نظر التفات | 210 |
| آپؒ کی نظر کرم سے پیدائشی رسولی ختم | 211 |
| بینائی عود کر آئی | 212 |
| دلی مراد مل گئی | 213 |
| مؤلف کی ڈوگرہ فوج کے پنجہ سے رہائی، نئی زندگی ملی | 214 |
| پالتو ہرن اور نماز | 216 |
| معالج روحانی کا عجیب تصرّف | 217 |
| شدید بیماری سے حیرت انگیز شفایابی، ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہوگئی | 218 |
| لاعلاج مریض کی صحت یابی | 219 |
| خطرناک مرض سے شفاء | 220 |
| سنگرہنی سے شفاء، مہلک مرض سے بچہ کو شفاء | 221 |
| مرض قولنج سے شفاءیابی | 223 |
| بغیر اپریشن بینائی مل گئی | 224 |
| بینائی عطا کردی | 224 |
| مرض بواسیر سے نجات | 225 |
| مریض پر رحم | 226 |
| موت کے منھ سے نجات | 227 |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| روحانی تصرف | 228 |
| عالم دین پر نظر کرم، حضرت کا طریقہ تلقین | 229 |
| نظر کرم | 230 |
| ملازمت پر باعزت بحالی | 231 |
| اولاد نرینہ عطا ہوئی | 232 |
| طاقتِ گویائی عطا کردی | 235 |
| نظر کرم سے مشکلات کا حل | 236 |
| دعا سے مشکل حل ہوگئی۔ عازم حج کے لئے زادِ راہ | 237 |
| روئی کے کارخانہ کی الاٹمنٹ | 239 |
| ایک عقیدت مند کی مشکل کشائی | 240 |
| عقیدت مندوں سے پیار | 241 |
| حضرت سید نور الحسن بخاری کے یوم وصال پر بے قراری | 242 |
| میٹھے پانی کا کنواں عطا کردیا | 244 |
| اعترافِ حقیقت | 245 |
| حضرت بوعلی شاہ قلندر کی عزت افزائی | 245 |
| آپؒ کا مقام | 248 |
| کوئٹہ کا زلزلہ اور سائیں محمد دین۔ | 249 |
| اولیاءاللہ کی گستاخی | 249 |
| مرید کی عیادت اور خواب میں علاج فرمادیا | 250 |
| شانِ مرشدی | 250 |
| آپؒ کا مقام، ماسٹر مقصود احمد اور حافظ سید باغ علی شاہ حضوری | 252 |


Marfat.com

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| نفیس خلیلی اور عظمت حضرت گنج کرم | 252 |
| شریعت کی پابندی لازمی ہے | 254 |
| ہندو جج کا فیصلہ | 255 |
| پولیس افسر کی فوری ترقی، پولیس افسر پر نظر کرم | 256 |
| امیدوار پٹواری صاحبان کو مستقل ملازمت عطا کر دی | 257 |
| حضرت گنج کرم کا بلند مقام، آپ کی توجہ کا اثر | 258 |
| چودھری نذیر احمد کمشنر اشتمال اراضیات پر توجہ | 259 |
| مرید کے حال کی نگرانی | 260 |
| عدالتی فیصلوں پر آپ کا تصرّف | 261 |
| شیخ کامل کی غیبی امداد اور ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب | 262 |
| مشائخ عظام سے روحانی تعلق | 263 |
| خواجہ غریب نواز اجمیری کی کرم نوازی، فراست کاملہ | 264 |
| مخلصانہ خدمت کا صلہ | 266 |
| ایک ہندو کی عقیدت، دیرینہ خاندانی تنازعہ حل ہو گیا | 267 |
| دنیاوی منصب عطا کر دیا | 269 |
| حاجی بشیر احمد راجپوت حضرت قبلہ کی خدمت میں | 270 |
| آپ کا مقام | 271 |
| چودھری دلاور علی بھلی حضرت قبلہ کی خدمت میں | 274 |
| حضرت قبلہ گنج کرم اور خواجہ قمرالدینؒ سیالوی | 279 |
| دفتر کا معائنہ، اعترافِ حقیقت | 283 |
| پیر و مرشدی کی رفعتِ شان کا واقعہ | 285 |
| حضور نبی کریم ﷺ کی حضرت کرماں والا شریف میں تشریف آوری | 289 |
| بھلی صاحب کا خواب | 293 |
| چابیوں کا گچھا | 294 |
| آپ کی استعانت ہر مقام پر | 296 |

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرضِ حال

## ایک فقید المثال ہستی

وہ مبارک ہستی جس کی آمد نے موضع کرموں والا (ضلع فیروز پور بھارت) کے ریگ زاروں کو مرغزاروں میں بدل دیا۔ وہ بزرگ ہستی جس نے کرموں والا کی گمنام بستی کو چار دانگِ عالم میں شہرت بخش کر ہمدوشِ ثریا کر دیا۔ وہ فیض رساں وجود باجود جس سے اس پیاسی زمین میں علم و حکمت کے چشمے ابلنے لگے اور جن کے شیریں سخن مکارم اخلاق اور قادر الکلامی سے ہر کس و ناقص اِدھر کھنچا چلا آنے لگا۔ وہ دور اُفتادہ زمینِ کرموں والا جس میں کسی کے لئے بھی دلکشی کا سامان نہ تھا اب ان کے قدوم میمنت لزوم سے ہر ایک کے لئے جاذبِ نظر بن گئی کہ اب یہاں لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی [1] لاعلاج امراض کی دوا اور ہر قسم کی پریشانی کا ازالہ موجود ہے۔ گنہگاروں کو اقرارِ جرم کے بعد قید و بند سے رہائی کی نوید ملنے لگی ہے۔ ہر مسلک اور ہر مذہب و ملت کے پیروکاروں کو اپنے شکوک اور شبہات کے حل کے لئے یہاں امان اور سکون کی صورت نظر آنے لگی ہے۔ یہ وہ بستی تھی جس کے اہل دیہہ ہمسایہ اضلاع کے لوگوں میں قابل تعزیز و نفریں سمجھے جاتے تھے۔ اب اس فقید المثال ہستی کی موجودگی سے وہی لوگ نہ صرف معزز بن گئے بلکہ انہیں مہمان بنانا اور ان کے مال مویشیوں کو سرکاری خرچ [2] پر چارہ وغیرہ مہیا کرنا قانون بن گیا۔ یہ سب محیّر العقول تبدیلی اُس عظیم ہستی کی آمد سے ہوئی جن کا نام نامی، اسمِ گرامی پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری بن سیّد سکندر علی

---

[1] راجہ فرید کوٹ کی والدہ کا دیرینہ لاعلاج آشوب چشم حضرتؒ قبلہ کے دم کردہ پانی سے دور ہوگیا۔ اسی راجہ کے حکم پر کرموں والا بستی کے لوگ حدود ریاست فرید کوٹ میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر لئے جاتے تھے کہ چور اُچکے اور فسادی ہیں۔ حضرت قبلہ کی چند سالہ صحبت نافعہ کے بعد یہی لوگ معزز اور قابل احترام بن گئے۔ راجہ نے اپنا حکم واپس لے لیا اور ان کی ہر طرح سے خدمت کرنے کا نیا فرمان جاری کیا۔

[2] راجہ فرید کوٹ کا حکم تھا کہ جو کوئی بھی کرموں والا موضع سے آئے گرفتار کر لیا جائے کہ یہ لوگ بد کردار ہیں۔ حضرت قبلہ کی اس بستی میں آمد کے چند سال بعد اس راجہ نے حکم جاری کیا کہ جو کوئی بھی کرموں والا سے آئے وہ راجہ کا مہمان ہے اور اگر مال مویشی ساتھ ہیں تو انہیں سرکاری خرچ پر چارہ دیا جائے۔

Marfat.com

شاہ المعروف سیّد سید علی شاہ ہے۔ ہاں ہاں یہ اُسی ہستی کا کرشمہ ہے جسے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے کرماں والے کہہ کر پکارا تھا اور وہ حقیقتاً کرماں والے بن گئے اور جن کے مہمانوں کے لئے اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری نے بحکم الٰہی رزق کا ایک ''کھالا'' (چھوٹی نہر) رواں دواں کر دیا تھا کہ آج تک لنگر میں کسی طرح سے کمی نظر نہیں آئی۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پہلی ملاقات پر ہی اپنے بھرپور فیضان نظر سے بلند روحانی منازل پر فائز کر دیا۔ جب اس قابلِ صد احترام ہستی کی فیض رسانی کا شہرہ عام ہوا تو قلمکار حضرات نے اپنے اپنے رسائل اور ماہناموں میں ان کے ملفوظات کرامات، مکاشفات کا تذکرہ کیا۔ ماہنامہ ''آئینہ'' لاہور کے ایڈیٹر میاں محمد امین شرقپوری نے مستقل عنوان ''میری سرکار'' کے تحت آپ کو خراج عقیدت پیش کرنا شروع کیا اور آپ کی کرامات کے تذکرہ سے اپنے ماہنامہ کے اوراق کو زینت بخشی۔ پھر محمد امین شرقپوری صاحب نے اپنی کتاب ''اولیائے نقشبند'' شائع کی تو اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے خلفاء معظم کے حالات تحریر کرتے وقت سب سے زیادہ اوراق حضرت قبلہ ''کرمانوالی سرکار'' کے حالات اور کرامات کے لئے مختص کیے۔ یہ کتاب شائع ہوئی تو حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آپ نے جستہ جستہ پڑھی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا اور مصنّف کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

قیام پاکستان (اگست 1947ء) سے دو سال قبل آپ نے فرمایا[1] تھا کہ ایسی کھلی جگہ ہو جس کے در و دیوار قبلہ رُخ ہوں۔ جس کے قریب جرنیلی سڑک۔ بڑی نہر اور ریلوے لائن بھی ہو۔ لوگوں نے سنا تو سوچتے رہ گئے کہ یہ سب خوبیاں کہاں کس جگہ میں جمع ہوں گی۔ لیکن سب ہی جانتے تھے کہ کہنے والے مردِ درویش بلاشبہ ولی اللہ ہیں اور صاحبِ کشف و بصیرت ہیں اس لئے انہیں وہ جگہ ضرور مل جائے گی۔ پکا چک 56/2-L (اوکاڑا) کو دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے کہ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے گویا بچشم بصیرت دیکھ کر ہی اس جگہ کی یہ سب خوبیاں بیان کی تھیں۔ بالآخر یہی پکا چک ''حضرت

[1] اچھے والا مقام سے جہاں آپ نے دو سال ایک خیمہ میں گزار دیئے اور بستی کرموں والا سے 1945ء میں اس جگہ چلے آئے تھے۔

Marfat.com

کرماں والا شریف'' کے نام سے موسوم ہو گیا۔

گو ماہنامہ ''آئینہ'' لاہور میں آپؒ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی کرامات کا ذکر آتا رہا مگر 1974ء تک کوئی ایسی کتاب شائع نہ ہوئی جس میں اس فقید المثال ہستی کے حالات زندگی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیے گئے ہوں اور جو ان ہی کے ملفوظات کرامات وغیرہ پر مشتمل ہو اور ان کے شایان شان ہو۔ حضرت قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کے وصال مبارک (1966ء) کے آٹھ سال بعد چند مقرب متوسلین نے اپنے اضطراب کا ذکر بابا جی سرکار پیر سید محمدؒ علی شاہ بخاری سجادہ نشین اوّل دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والا شریف سے کیا اور اس عاجز بندہ ناچیز نے بھی ایسی کتاب کی ضرورت پر اتفاق کیا تو حضرت بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے بمصداق ''قرعۂ فال بنامِ ما دیوانہ زدند'' حکم فرمایا چودھری صاحب! پھر آپ ہی لکھیں''۔ بس کمر ہمت باندھ لی اور چار سال کی محنتِ شاقہ کے بعد کتاب ''خزینہ کرم'' (جلد اول) فروری 1978ء کے عرس مبارک کے موقعہ پر پیش کر دی۔

یہ تو محض بابا جی حضور رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کرم کا فیض تھا کہ یہ **ھیچمیدان** راقم الحروف ایسی ضخیم کتاب (712 صفحات مشتمل بر ہفت ابواب) مرتب کر سکا۔

عروس البلاد اولیاء لاہور شہر کے جید عالم دین مشہور دینی درس گاہ جامعہ نعیمہ گڑھی شاہو لاہور کے مہتمم مفتی محمد حسین نعیمیؒ صاحب نے اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرمایا ''حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک پر آج تک جتنی کتابیں نظم یا نثر میں لکھی گئی ہیں ان میں سرفہرست ''خزینۂ کرم'' ہے۔ مجھ ایسے گمنام ناکارہ کے لئے تبصرہ کے یہ قیمتی الفاظ سرمایۂ زندگی رہیں گے۔

اس کے بعد کتاب ''معدن کرم'' جو قبلہ حضرت پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد عالیہ پر محترم مولٰنا محمد اکرام صاحب نے تصنیف کی منصۂ شہود پر آئی۔ جو عقیدت مندوں میں مقبول ہوئی۔ یہ کتاب بھی گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کرامات تصرفات و ملفوظات پر مشتمل ہے۔

1997ء میں اس عاجز بندہ مقبول نے ''خزینہ کرم'' جلد ثانی شائع کی جس کے

Marfat.com

شائع کرنے کے متعلق پیر جی حضور پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری تاکید در تاکید فرما گئے تھے۔ یہ کتاب مشتمل بر حالات زندگی و کرامات حضرات اولیائے کرام حضرت کرماں والا شریف ہے پھر اسی بندہ ذرہ ناچیز نے کتاب ''فخر نقشبند'' 2002ء میں شائع کی جو زیادہ تر بحر کرم حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی و کرامات پر مشتمل ہے۔

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین ثانی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والا شریف کے ارشاد پر 2002ء میں عبدالعلیم قریشی صاحب نے معدنِ کرم (مصنفہ مولنٰا محمد اکرامؒ صاحبؒ) قابل قدر اضافہ کے ساتھ شائع کی ہے۔

قارئین کرام دیکھیں گے کہ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ جو مخزن کرم، معدنِ کرم، گنج کرم کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں کے حالاتِ زندگی اور کرامات وتصرفات سے آگاہی کے لئے ایک سے زاید کتابوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایک کرم فرمانے[1] مشورہ دیا کہ ان کتابوں میں سے ایسے اہم واقعات جن سے صاحب موصوف و ممدوح کی علو شان کا اظہار بھی ہوتا ہو اور عوام الناس کے لئے رہنمائی، اصلاح اور سبق کا پہلو نکلتا ہو جمع کر کے ایک الگ جامع کتاب مرتب کی جائے تاکہ حضور قبلہ مخزنِ کرم قدس سرہٗ العزیز کرم کے متوسلین اور ارادت مند مختلف کتابوں کی ورق گردانی کی زحمت سے بچ جائیں یہ مشورہ راقم الحروف کو پسند آیا اور تمام کتابوں سے گلہائے رنگارنگ اکٹھے کر کے ایک خوش رنگ گلدستہ کی صورت میں جمع کئے ہیں۔ خداوند قدوس کا لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے اس عاجز کو توفیق بخشی کہ یہ سدا بہار گلدستہ ''مخزن کرم'' کے نام سے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سراپا خاطی و گنہگار رحمت حق کا طلبگار
بندہ ناچیز حاجی نور احمد مقبول

---

[1] برادر محترم چودھری دلاور علی بھلی صاحب ریٹائرڈ انجینیر واپڈا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائی حالات

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

## آباؤ اجداد اور مولد و مسکن:

پیر و مرشدی حضرت پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرماں والے کی ولادت باسعادت موضع کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور بھارت میں ہوئی آپ کا سنِ ولادت مبارک 1297 ہجری یا 1298 ہجری مطابق 1883ء یا 1884ء ہے۔ آپ کے والد ماجد سیّد سکندر علی شاہ المعروف سیّد سید علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ متقی، علم دوست اور سخی تھے۔ خاندانی وجاہت کے باعث علاقہ بھر میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے۔ پیر و مرشدی نے خود فرمایا کہ برصغیر میں ہمارے اسلاف کا مرکز اُوچ شریف ضلع بہاول پور ہے بہ الفاظ دیگر حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے بزرگوں میں ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد علاقہ سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت پذیر رہے۔ بالا آخر تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں دریائے ستلج کے بائیں کنارے سے تھوڑے فاصلہ پر ریت کے ٹیلوں میں قصبہ کرمونوالا میں آباد ہوئے۔ یہ گاؤں شہر فیروز پور سے اندازاً پندرہ میل شرق میں اور ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن فیروز پور شہر کے ریلوے اسٹیشن سے تین میل ہے کرمونوالا گاؤں تھانہ گھل خورد کے علاقہ میں ہے۔

## نسب نامہ:

قبلہ مرشدی نے کبھی اپنے حسب نسب پر فخر نہ کیا کہ راہِ طریقت میں فخر و مباہات کی گنجائش نہیں بلکہ اس منزل میں تو صرف گرمی عشق ہی سب کچھ ہے۔

Marfat.com

بندہ عشق شدی ترکِ نسب کن جامیؔ
کاندریں راہِ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابن سیّد سکندر علی شاہ المعروف سیّد سید علی شاہ۔ اس کے بعد بیالیس (۴۲) واسطوں سے حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ حسینی سیّد ہیں۔

## ولادت پاک:

جس صبح کو آپ نے عالم شہود میں ظہور فرمایا اُس رات چاند پوری تابنا کی اور خوش رُوئی سے چمک رہا تھا۔ رُک رُک کر چاندی کے کٹورے میں نور و معرفت کا ہدیہ ایک آنے والی بزرگ ہستی کے لئے پیش کرنے کی کوشش میں تھا۔ صبح دم آفتاب اپنی سنہری کرنوں کے جلو میں عظمت اور تمکنت کے گلدستے پیش کرنے کے لئے قدم بقدم بڑھ رہا تھا نکہت باد بہاری کرموں والا شریف کے اِرد گرد کی ریت کے مبارک ذرّوں کے ساتھ حضرت سید علی شاہ کے مبارک گھر کی چار دیواری کو چوم رہی تھی۔ یہ مبارک دن تیرھویں صدی کے آخری سالوں میں سے تھا۔ جونہی یہ خوش رنگ پھول عالمِ اسباب میں کِھلا اکناف عالم (بالخصوص تونسہ شریف مکان شریف، شرق پور شریف) کی معطر ہواؤں نے خوش آمدید کہا۔ معتبر روایات کے مطابق آپ نے 27 رجب المرجب صبح کے وقت عالم شہود میں ظہور فرمایا۔ آپ کا اسم مبارک سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رکھا گیا۔

## ایّامِ طفولیت:

قبلہ مرشدی مادر زاد ولی تھے۔ شروع سے ہی آپ کو لہو و لعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں کی طرح کھیل کود میں مصروف نہ ہوئے آپ نے ہوش سنبھالا تو ایک متقی اور شریف الطبع استاد سے آپ کو بسم اللہ کرائی گئی۔ قرآن حکیم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروّجہ عربی فارسی کی کتب کی تعلیم میاں رحمت علی صاحب جوئیہ راجپوت کرمونوالا شریف سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم پرائمری سکول سلطان خاں والا میں حاصل کی یہ گاؤں کرمونوالا شریف سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ میاں رحمت علی صاحب مولانا شرف الدین چشتی

Marfat.com

فیروز پوری کے مرید تھے۔

آپ بچپن میں ہی والد بزرگوار کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ آپ تین بھائی تھے اور آپ منجھلے تھے اپنے چچا قطب الدین صاحب سے زیادہ مانوس تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے بڑے بھائی سیّد نور محمد شاہ صاحب نے آپ کو سختی سے گھر کے کاروبار کی طرف راغب کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا ''بھائی جی! دنیا کے کام آپ جانیں اور سنبھالیں مجھے کوئی سروکار نہیں۔ خدا میرا کارساز ہے میری قسمت کا مجھے مل جائے گا''۔

## حصول تعلیم دینیہ:۔

ابتدائی کتب کی تعلیم کے بعد آپ نے مزید تعلیم دارالعلوم نعمانیہ اندرونِ ٹیکسالی گیٹ لاہور میں حاصل کی۔ ان ایام میں یہ مدرسہ علوم دین کا سرچشمہ تھا اور جامع عالمگیری (بادشاہی مسجد) سے ملحق تھا۔ اس کے بعد آپ علوم ظاہری کی تحصیل اور تکمیل کے لئے جلال پور شریف ضلع جہلم پہنچے اور پیر فضل شاہ صاحب ابن حضرت پیر سیّد حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے۔ حضرت پیر حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ پر بے حد شفقت فرماتے۔

## حضرت قبلہ مولٰنا شرف الدین چشتی کی خدمت میں حاضری:

حضور پُر نور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ دو شخص کبھی سیر نہیں ہوتے ایک علم کا پیاسا دوسرا مال کا حریص۔ حضرت قبلہ کی علمی پیاس نہ بجھی آپ نے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے ہندوستان جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ عنہ کے خلفاء میں سے حضرت مولٰنا شرفؒ الدین چشتی فیروز پور شہر میں چشمہ فیض تھے۔ ان کا شہرہ چاروں اطراف میں پھیلا ہوا تھا۔ پیر و مرشدی بھی ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ شرفِ نسبت حاصل کرنے کے بعد آپ نے ہندوستان کا سفر بیس بائیس برس کی عمر میں اختیار کیا۔

Marfat.com

## مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (بھارت):

اُن ایام میں یہ مدرسہ تشنگان علم دین کی سیرابی کا مشہور مرکز تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا سیّد قطب الدین شاہ نے نصیحت فرمائی بیٹا! وہ علم حاصل کریں جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ جو صرف قیل وقال تک محدود ہو۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مولنا خلیلؒ احمد رحمتہ اللہ علیہ صدر مدرس سے سند تکمیل حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرّب واقع شیخ پورہ محلّہ میں مولنا عبدالعلیٰ قاسمی صاحب سے 1327ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

## خطابت:

صوفی محمد ابراہیم میرووالی ضلع شیخو پورہ نے بیان کیا کہ حضرتؒ قبلہ کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قیام دہلی کے دوران مدرسہ میں مجالس مذاکرہ وقتاً فوقتاً منعقد ہوا کرتی تھیں۔ طلباء کو تقریر کا موقع ملتا مگر میں جان بوجھ کر وقت نہ لیتا۔ ایک موقعہ پر کثیر طلباء شریک ہوئے۔ علمی تقریریں ہو رہی تھیں۔ طلباء اپنے اپنے پسند کے موضوع پر خطابت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ میر مجلس نے مخاطب ہو کر مجھے فرمایا ''آپ بھی کچھ کہیں'' چنانچہ میں اُٹھا اور سورۃ النساء آیت ۷۸ تلاوت کی ''این ماتکونو یدرککم ............ مشیدہ'' ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنز الایمان)

میں نے اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریر کی کہ میرے شریک درس طلباء انگشت بدنداں تھے اور اساتذہ داد دے رہے تھے۔ تقریر ایسی پُر اثر تھی کہ دنیا کی بے ثباتی اور یادالٰہی کی اہمیت ہر سامع کے دل میں گھر کر گئی کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خاکساران جہاں را بحقارت مِنگر
تُو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ اپنے وطن مالوف موضع کرمونوالا شریف واپس آ گئے۔ گاؤں میں اہل سنت و جماعت کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی آپ نے اس مسجد میں چند طالب علم جمع کر کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ان ہی ایام میں آپ کے پیرومرشد

Marfat.com

حضرت مولٰنا شرف الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کو اس مفارقت کا از حد صدمہ ہوا۔

## تکمیل منازل سلوک:۔

آپ کے دل میں علم باطن کے حصول کے لئے بے پناہ طلب پیدا ہو چکی تھی اتفاقیہ آپ کی ملاقات فیروز پور شہر کے ایک مجذوب سے ہو گئی۔ یہ صاحب عوام الناس سے گفتگو نہ کرتے تھے۔ آپ سے کہنے لگے کہ شاہ جی! آپ کا حصہ شرق پور شریف میں ہے۔ آپ کے لئے اتنا ہی اشارہ کافی تھا چنانچہ شرق پور شریف کی حاضری کے لئے آپ بے قرار رہنے لگے۔ کیونکہ صرف علمی نکتوں سے سینہ میں عشق الٰہی کا گداز پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ گداز تو صرف مرشد کامل ہی پیدا کرتا ہے۔

پیر سیّد محمد علیؒ شاہ سجادہ نشین اوّل حضرت کرماں نوالا شریف اوکاڑا نے فرمایا کہ شرق پور جانے سے پہلے حضرت قبلہ گنج کرم سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری حصار میں خواجہ مظفرؒ علی خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بزرگ حضرت سائیں توکلؒ شاہ انبالوی کے خلیفہ معظم اور خواجہ عبدالصمدؒ صاحب المعروف حضور صاحب رینالہ خورد والوں کے پیرومرشد تھے۔ حضرت قبلہ گنجؒ کرم نے حضرت مظفرؒ علی خاں سے بیعت ہونے کی آرزو کا اظہار کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ''آپ کا ظرف بہت وسیع ہے میں اس قابل نہیں کہ آپ کو بیعت کروں۔ آپ حضرت میاں شیر محمدؒ شرق پوری کی خدمت میں جائیں۔ آپ کا حصہ وہاں ہے۔

شرق پور شریف میں غوثِ دوراں زبدۃ العارفین اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب بن کر آسمانِ طریقت پر جلوہ فگن تھے۔ توحید و رسالت کے پروانے اس شمع فروزاں کے گرد دیوانہ وار جمع ہو رہے تھے۔

## سفر مبارک شرقپور شریف:

ایک مجذوب اور ایک سالک کی رہنمائی پر آپ شرق پور شریف میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس پہلی ملاقات کے وقت حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''شاہ جی! کچھ پڑھے لکھے بھی ہو'' عرض کیا حضور!

Marfat.com

پڑھا لکھا تو ہوں مگر "سُر" نہیں یعنی کچھ سمجھ نہیں۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا "رب کریم سمجھ بھی عطا فرما دے گا۔ حضرت میاںؒ صاحب نے دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا اور نسبت نقشبندیہ عطا فرمائی گویا پہلی حاضری پر ہی پیر کامل نے قلب منوّر کو اور بھی منور کر دیا اور آپ کی غیر معمولی روحانی استمداد کے پیش نظر خلعت خلافت عطا فرما دی بعد ازاں آپ نے متعدد بار اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوری کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کیا اور جلدی جلدی منازل سلوک طے کرتے گئے۔ یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنے رنگ میں رنگ دیا اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔

صاحبزادہ محمد عمرؒ بیربل شریف (سرگودھا) والے اپنی تصنیف "انقلاب حقیقت" میں رقم طراز ہیں "جناب سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب کی طبیعت نے حضرت قبلہ مرشد[1] کی ذات بابرکات سے مسکنت[2] حاصل کی۔ اتباع تقویٰ اور تواضع میں بے مثل نظر آتے ہیں اور تواضع آپ کا خاصہ ہے اس صفت میں درجہ امتیازی رکھتے ہیں۔ پیرومرشدؒ کی حیات طیبہ میں مسند خلافت کو ایسی رونق دی کہ کسی کو یہ نصیب نہ ہوئی اور سب سے بڑھ کر یہ دیکھا کہ ان (شاہ صاحب) کے متوسلین پر وہی جھلک اور وہی رنگ نظر آتا ہے جو اعلیٰ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادموں پر نظر آتا ہے۔ سب کے سب نہایت مؤدب، منکسر المزاج ہیں۔ آپ کے سلسلہ بیعت میں اچھے عالم بھی داخل ہو رہے ہیں"۔

قبلہ حضرت گنج کرم کا اثر بے پناہ تھا۔ ضلع فیروز پور اور گردونواح کے لوگ جب شرق پور شریف اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اعلیٰ حضرتؒ فرمایا کرتے "شاہ صاحب جو تھے ان کے پاس چلے جاتے ایک ہی بات ہے۔ اتنی دور آنے کی کیا ضرورت تھی۔"

بابا غلام محمد نے جن کی عمر 100 سال ہو گی بیان کیا کہ میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میاںؒ صاحب کو معلوم ہوا کہ میں علاقہ ضلع فیروز پور

---

[1] اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[2] فقیر کی امتیازی خصوصیت کے تین اوصاف ہیں۔ (۱) مسکنت (انکساری) (۲) اتباع اسوہ حسنہ (۳) تقوی، پرہیزگاری، جس کسی کی طبیعت میں یہ جواہر موجود ہوں تو ایسا فقیر پُر بہار ہے اور سلسلہ کی رونق۔

٨٩٥٥٩

Marfat.com

سے آیا ہوں تو فرمایا ''یہ تو شاہ صاحب کا علاقہ ہے اُن کے پاس جائیں۔

ایک ملاقات کے وقت اعلیٰ حضرت میاں صاحب نے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے بتایا کہ کرمونوالا ضلع فیروز پور سے، میاں صاحب نے فرمایا ''کرمونوالا نہیں کرمانوالا کہیے۔ بس آپ ''حضرت کرماں والے'' مشہور ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ شاہ جی! اپنے گاؤں میں جمعہ پڑھایا کریں۔ پیر و مرشدی کے دل میں خیال گزرا کہ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں گے اُن کے لئے لنگر کا انتظام کیسے ہوگا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا شاہ جی! بحکم ربّی آپ کی طرف رزق کی ایک نہر کھول دی ہے۔ آپ متفکر نہ ہوں حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ میں اپنے گاؤں کرمونوالا میں درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص چھ گدھے مختلف اشیائے خوردنی سے لدے ہوئے لے کر میرے پاس آیا اور کہا کہ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب نے بھیجے ہیں اس دن سے لنگر جاری کر دیا اور جمعہ پڑھانے کا انتظام میاں صاحبؒ کی نظر کرم سے ہو گیا۔ آج تک میاں صاحبؒ کے فیض سے لنگر جاری ہے کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

## شرق پور شریف کے سفر کے عجیب و غریب واقعات:۔

حضرت پیر و مرشدی نے شرق پور شریف میں پہلی حاضری کا واقعہ کچھ اس طرح بیان فرمایا تھا۔ ''جذبہ شوق نے جب مجھے کشاں کشاں شرق پور شریف لے جانا چاہا تو میں تن تنہا روانہ ہوا۔ رائے ونڈ تک بذریعہ ٹرین سفر کیا وہاں سے موہلنوال پتن سے کشتی میں دریا عبور کیا۔ دریا کے اس کنارے سے شرق پور شریف تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ میں اکیلا جا رہا تھا میرا جوتا بیکار ہو گیا۔ میں نے پھینک دیا۔ راستہ میں درختوں کے جھنڈ تھے۔ ذخیرہ میں مجھے ایک بزرگ ملاقی ہوئے فرمایا ''شاہ جی! کہاں جا رہے ہو''؟ میں نے کہا ''شرق پور شریف میں میاں صاحبؒ کی خدمت میں جا رہا ہوں''۔ انہوں نے مجھے ننگے پاؤں دیکھ کر اپنے پاس سے نیا جوتا پہنا دیا۔ وہ راستہ میں گویا ہوئے کہ ''آپ سیّد ہیں۔ اہلِ علم ہیں حافظِ قرآن ہیں دیو بند سے فارغ التحصیل ہیں میاں صاحبؒ تو ذات کے ارائیں ہیں اور اتنے صاحب علم بھی نہیں وہاں تو دکانداری ہے آپ وہاں کیا لینے جا رہے ہیں''۔ میں نے ناراضگی

Marfat.com

کے لہجے میں کہا ''آپ اپنا نیا جوتا لے لیں اور مجھے میاں صاحب کی ملاقات سے نہ روکیے اور نہ ہی ان کے متعلق ایسے نازیبا الفاظ استعمال کریں''۔ خیر ہم چلتے چلتے شرق پور شریف پہنچ گئے۔ وہ بزرگ مجھے مسجد میں لے گئے اور وہاں بٹھا کر خود گھر چلے گئے۔ بعد نماز مغرب آپ سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ راستہ کے ہم سفر تو میاں صاحبؒ خود ہی تھے۔ اللہ اکبر۔ ناواقف کو راستہ دکھا دیا اور پھر منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اللہ اکبر۔

(حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کشفِ عیانی ثابت ہے)

## طبِ یونانی:۔

آپ بہت بڑے طبیب بھی تھے۔ جب کوئی مریض حاضر خدمت ہوتا تو دیکھ کر ہی فرما دیتے کہ تجھے فلاں مرض ہے اگر وہ انکار کرتا تو بذریعہ کشف فرماتے کہ فلاں حکیم صاحب کے پاس گئے تھے اس نے بھی یہی مرض تشخیص کیا تھا۔ علم طب ابتداً آپ نے حکیم نظام الدین ساکن موضع سپانوالی سے حاصل کیا اور علم طب کی تکمیل آپ نے دوران قیام دہلی میں کی تھی۔

## کرمونوالا شریف:۔

اپنے آبائی گاؤں کرمونوالا شریف میں آپ 1945ء تک رہے یہ گاؤں ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ سے جانب شمال تقریباً 3 میل کے فاصلہ پر تھا۔ نصف راستہ پر ایک چھوٹا سا کنواں تھا۔ جس سے مسافر رسی ڈول کے ذریعہ پانی حاصل کرتے ۔ ایک بیری کا چھوٹا درخت سایہ کناں رہتا تھا۔ ساتھ ہی ایک مختصر سا احاطہ تھا نماز ادا کرنے کے لئے ۔ پیر و مرشدیؒ نے فیروز شاہ ریلوے سٹیشن سے گاؤں تک یہ پک ڈنڈی پختہ نہ کرائی جبکہ راجہ فرید کوٹ نے از خود یہ کار خیر کرنے کے لئے عرض کیا تھا۔ کیونکہ اس کی والدہ کا آشوب چشم صرف اور صرف آپ کے دم کئے ہوئے پانی سے دور ہوا تھا۔ کیونکہ آپؒ کو پاکستان ہجرت کرنے کا علم تھا اور وہ دن بہت نزدیک آ رہا تھا۔

آپ کی خدمت میں غیر مسلم بھی آتے اور دل کی تشنگی بجھاتے۔ راقم الحروف نے بٹالہ شہر ضلع گورداسپور (بھارت) کے ایک پنڈت سادھو کو خود دیکھا کہ آپ کی خدمت اقدس

Marfat.com

میں ایک ہفتہ بھر رہا۔ غیر مسلم زائرین کے خورد ونوش کا انتظام بابا دھنا کے ہاں ہوتا۔ بابا دھنا شکل وصورت میں مسلم متبعین کے طریق پر تھا اور نماز روزہ ، درود شریف کا بھی پابند تھا۔ بعض غیر مسلم نماز میں بھی شریک ہوتے۔ یہ سب حضرتؒ قبلہ کا تصرف تھا اور منصب ولایت کی شہادت کہ غیر مذہب کے لوگ بھی فیض یاب ہو رہے تھے۔

## قیام پاکستان اور ہجرت 1947ء (سنّتِ ہجرت)

حضرت قبلہ مرشدی قیام پاکستان سے دو سال قبل اپنے آبائی گاؤں کرموں والا شریف چھوڑ کر فیروز پور چھاؤنی کے قریب گاؤں اچھے والا میں اکیلے سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ دو سال کا عرصہ آپ نے ایک مختصر سے خیمہ میں گزار دیا۔ اِس خیمہ میں چند کتابوں ، ایک بستر، کپڑوں کی گٹھڑی کے علاوہ اور کوئی شئے نہ تھی۔ یہ ترک علائق کی گویا ایک منزل تھی۔ صرف چند بیلی خدمت گزاری کے لئے موجود رہتے کیونکہ یہاں بھی دور دور سے زائرین تشنگی بجھانے کے لئے حاضر ہوتے رہتے۔

اسی جگہ پیرومرشدیؒ فرمایا کرتے کہ ایسی جگہ ہونی چاہیئے جہاں مکان قبلہ رُخ ہوں، نہر ہو، سڑک ہو اور ریلوے لائن ساتھ ساتھ ہوں تا کہ بیلیوں (متوسلین) کو آمد ورفت میں سہولت ہو۔ کسے معلوم تھا کہ آپ چشم بصیرت سے دیکھ کر موجودہ مقام سکونت حضرت کرمانوالا شریف کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ سننے والے حیران تھے کہ اتنی خوبیاں ایک ''جگہ'' میں کیسے اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ پکا چک 56/2-L کو دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے کہ حضرت قبلہ گنج کرم نے یہ سب خوبیاں اس چک میں مشاہدہ فرما کر ہی فرمایا تھا۔ سنت ہجرت پر عمل کرتے ہوئے براستہ ہیڈ گنڈا سنگھ والا قیام پاکستان کے بعد آپ سب سے پہلے کوٹ غلام محمد قصور میں اقامت گزیں ہوئے پھر آپ بصیر پور کوٹھکے ،عارف والا چک 57/EB پہنچے۔ یہاں ہمراہیوں کو آباد کرنے کے بعد آپ پاکپتن شریف عید گاہ میں سوا سال مقیم رہے۔ عیدگاہ میں توسیع کی۔ 1950ء میں آپ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب کے عرس مبارک پر شرق پور شریف تشریف لے گئے۔ واپسی پر لاہور میں آپ تقریباً تین ہفتے مقیم رہے اور درگاہ مبارک حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری

Marfat.com

دیتے رہے۔ یہیں سے آپ اوکاڑا پہنچے۔ پاکپتن شریف نہ گئے۔ اوکاڑا میں شمس الدین پھاٹک والے کے کوارٹر میں چند ماہ گزارے۔ ہر چند کہ اوکاڑا شہر کے معززین نے میزبانی کا شرف حاصل کرنے کی استدعا کی مگر آپ اسی چھوٹے کوارٹر میں مقیم رہے۔ قاضی محمد عالم انصاری ان دنوں اوکاڑا میں مدرس تھے حاضر خدمت ہوئے۔ دل میں خیال گزرا کہ جس طرح میرے جدّ امجد حضرت ابوایوبؓ انصاری کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا یہ سعادت مجھے حاصل ہوتی تو خوب تھا۔ قاضی صاحب کی دلی کیفیت سے آگاہ ہوکر فرمایا ''حکم ربی یہی تھا''۔ کچھ عرصہ بعد چک 56/2L میں سرگنگارام کی کوٹھی الاٹ ہوگئی اور مزروعہ اراضی بھی مل گئی تو آپؒ شمس الدین کے کوارٹر سے چلے آئے اور اس چک میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

## پکا چک 56/2L سری رام نگر حضرت کرماں والا کے نام سے موسوم ہوگیا:۔

حضرت پیر ومرشدی کے قدوم میمنت لزوم کے صدقے یہ چک حضرت کرمانوالا کے نام سے مشہور ہوا۔ چودھری محمد انور بٹر سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں اس جگہ حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا ''اس کوٹھی کی طرز تعمیر ہندوانہ نہیں بلکہ اسلامی ہے گلیاں بھی شمالاً جنوباً۔ کوٹھی اور مکانوں کا رُخ ٹھیک جانب قبلہ ہے۔ جیسے کہ یہ عمارت اور جگہ ہمارے لئے ہی بنائی گئی ہے''۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہاں ریلوے اسٹیشن جاری ہونے کی کیا صورت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بحیثیت اسسٹنٹ ٹریفک انسپکٹر (ان دنوں بٹر صاحب A.T.I تھے) میں عارضی ریلوے اسٹیشن کھول سکتا ہوں چنانچہ اکتوبر 1950ء میں عارضی ریلوے اسٹیشن وجود میں آگیا۔ ریلوے اسٹیشن کا نام حضرت کرمانوالا رکھا گیا۔ پھر ستمبر 1951ء میں ڈاک خانہ کا اجراء ہوگیا۔ راجہ حسن اختر ان دنوں ڈپٹی کمشنر ساہی وال تھے۔ انہوں نے بھی بپاس ادب چک اور ریلوے اسٹیشن کے نئے نام ''حضرت کرماں والا'' کی منظوری دے دی۔ جب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری یہ نام ''کرماں والا'' اپنی زبان فیض ترجمان سے فرما چکے تھے۔ تو پھر یہ نام کیوں سرفرازی٬ قبولیت نہ پاتا۔ اس گاؤں کی رونق عقیدت مندوں کی آمدورفت سے روز بروز

Marfat.com

افزوں تر ہونے لگی۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں　　　　مَردم و مُرغ و مور گرد آئند

سرچشمہ فیض: جس طرح اجودھن سے پاکپتن اسی طرح پکا چک سری رام نگر سے حضرت کرماں والا کیا خوب نسبت ہے۔ کوٹھی کے باہر کنوئیں کے نزدیک درختوں کے سایہ میں نماز جمعہ ادا کی جاتی پھر نشیبی جگہ برلب سڑک مسجد کے لئے الاٹ کرائی۔ آپ کی حین حیات میں یہ جگہ کافی کشادہ ہو چکی تھی۔

لنگر خانہ: جہاں جہاں بھی آپ کا قیام رہا۔ لنگر کے انتظام میں بڑی باقاعدگی رہی۔ نظام اتنا وسیع کہ زائرین کو کبھی لنگر نہ ملنے کی شکایت پیدا نہ ہوئی۔

## میو ہسپتال لاہور میں:

اولیائے کرام جب اپنے مقاصد علیہ کے مختص منازل مکمل طور پر طے کر لیتے ہیں تو روح کی طاقت اپنے نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے جس سے بشری قویٰ میں اضمحال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ مقبولانِ بارگاہ الٰہی کو گوناگوں امتحانات میں سے جن میں جسمانی بیماریوں کی ابتدا سرفہرست ہوتی ہے گزرنا پڑتا ہے۔ سنتِ اولیاء اللہ کے تحت قبلہ مرشدی بھی اپنی عمر شریف کے آخری سالوں میں بیمار رہنے لگے۔ آپ نے میو ہسپتال کے کمرہ نمبر 17 کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ آپ صحت یاب ہو کر مراجعت فرمائے کرماں والا شریف ہوئے پھر اوائل رمضان المبارک 1385ھ مطابق جنوری 1966ء آپ دوبارہ لاہور تشریف لائے اور محمد امین شرق پوری کی کوٹھی واقع گلبرگ میں قیام فرمایا۔

بیماری کے دوران میں ہی آپ نے بھارت کے بلا اشتعال اچانک راتوں رات حملہ (ستمبر 1965) کے پیش نظر واہگہ اور گھونڈی بارڈر[1] پختہ کر دیا۔ آپ نے بیماری کے باوجود روزہ قضا نہ کیا۔ آپ 10 جنوری 1966ء حضرت کرمانوالا شریف مراجعت فرما ہوئے یہ عظیم ہستی توحید اور رسالت کے نور سے جب لبریز ہوگئی تو آپ 27 رمضان المبارک 1385ھ مطابق 20 جنوری 1966ء بروز جمعرات 80,81 کی عمر میں میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

---

[1] دیکھئے صفحہ 183,182

Marfat.com

# قطعہ ہائے تاریخِ رحلت

## حضرت پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری نقشبندی مجدّدی

المعروف شاہ صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفۂ مجاز حضرت میاں شیر محمد شرق پوری قدس سرہٗ

(۱) نتیجۂ فکر جناب ابو الطاہر فدا حسین فدا۔ مدیرِ اعلیٰ مہر و ماہ لاہور

رخصت ہوئے وہ پیر طریقت ہیں جہاں سے — تھے چرخِ ولائیت کے درخشندہ جو خاور
تھا اُن کی رگ وپے میں حقائق کا تقدس — وہ طالبِ مولےٰ تھے وہ مطلوب پیغمبرؐ
توحید و رسالت کے وہ تھے عاشق صادق — ہوں اُن پہ مہربان نہ کیوں شافعؐ محشر
نائب تھے میاں شیر محمدؒ کے وہ الحق — تھے بحرِ معارف کے جو غوّاص و شناور

گویا ہوا یوں ملہمِ غیبی ہے فدؔا سے
"فیاضِ خدا دوست" سِنّ وصل رقم کر

۱۹۶۶ء

(۲) فکر طبع رسا قریشی احمد حسین احؔمد قلعہ داری ضلع گجرات

ترحل شیخ اسماعیل عالی — اِلیٰ دارالبقا من الزوالِ
ولیّ کاملٌ شیخٌ کبیرٌ — خلیقٌ محسنٌ حسن الفعالِ
تقیٌ صاحب الاوصاف حقّاً — حبیبُ اللہ ذوالمجد الکمالِ
لِتاریخ الوفات لہٗ بحُزنِ — من المقبول[1] از جاوٴ لسوالِ
فقلْ نجم العطا کرمٌ و فصلٌ — معجب صُحِ الکرم خیر الخصالِ

۱۳۸۵ھ — ۱۹۶۶ء

(۳) پیر ما سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب کنزالخیر (۱۹۶۶)

(۴) لاریب شہنشاہ کشف کرامات (۱۹۶۶) (مقبولؔ)

---

۱؎ احقر نور احمد مقبول نے قطعہ تاریخ وفات کے لئے التجا کی تھی۔

Marfat.com

# نتیجہ، فکر

## قبلہ سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

سجادہ نشین دربارِ نوشاہی، ساہن پال شریف، گجرات

جنابِ معظّم ولی زمانہ ... شہ اسمٰعیل آفتابِ صفیاں
لقبِ پاک اُو حضرت کرمانوالاؒ ... زہے مردِ حق واقفِ رازِ عرفاں
ز یاراں ذیشانِ شیر محمد ... بحارِ فیوضش باقطارِ دوراں
امام طریقت سلیمان شوکت ... فرشتہ دشے منبع عقل و ایماں
بعلم و فضائل یگانہ بعالم ... بشرع وحقیقت خہے مردِ میداں
بکشف و کرامت مثالش نبودہ ... بفقرِ مجدّد شہ نقشبنداں
زدُنیائے فانی چو رخت سفر بست ... سُوئے باغِ رضوان برفتہ خراماں

زسالِ وفاتش شرافت بگفتا
بفردوسِ اعلیٰ شہنشاہِ دوراں

۱۳۸۵ھ

حضرت قبلہ کے علم وفضل کشف وکرامات اور زہد وتقوی کا دور دور تک شہرہ تھا۔ جب آپ کے انتقال پُر ملال کی خبر اخبارات میں چھپی تو آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اخبارات اور رسائل نے مختلف عنوانوں کے ماتحت مقالے تحریر کیے۔ ان میں سے چند ایک سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

رسالہ سلسبیل لاہور فروری 1966ء مطابق شوال 1385ھ

# تعزیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

اگرچہ موت وحیات تکوین کا نہایت گہرا مسئلہ ہے جس کے متعلق قلم کی ہر جنبش

Marfat.com

اپنی لاعلمی کا ثبوت ہو گی لیکن جو خلا ایک ولی اللہ کی موت پیدا کر جاتی ہے وہ ظاہر حالات میں پُر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ ولی اللہ بننے کے لئے ظاہر و باطن کے لاکھوں اسباب حرکت میں آتے ہیں تب جا کر کوئی سعادتمند روح اس منصب و مرتبے کو پہنچتی ہے۔

قرنہا باید کہ تا صاحبدلے پیدا شود
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

ماہِ رمضان 1385ھ کا جمعۃ الوداع صرف ایک مبارک مہینے کے الوداع کا پیغام ہی نہ لایا بلکہ زمانے بھر کی صدیوں کی آرزوؤں کے ماحصل وقت کے ایک قطب اور تصوف کے ایک ماہِ کامل کے الوداع سے چشمِ عالم کو اشکبار بنایا۔ غوثِ زماں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوریؒ نے اپنے باغ میں عجیب عجیب بوٹے لگائے۔ حضرت قدوۃ الواصلین سند الکاملین سیّد محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میاں صاحب کی نگاہ کیمیا اثر کے پروردہ تھے اور ابتدائے ارشاد سے ہی حضرت میاں صاحب کی خوبو حاصل کر لی تھی۔ حضرت اعلیٰؒ کو آپ سے بے حد محبت تھی اور حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی خدمت اور ادب کا وہ نمونہ قائم کیا جو سالکین کے لئے ہمیشہ دلیل راہ کا کام دے گا۔ اپنے لنگر سے جو کچھ بچتا حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ حضور (میاں صاحب) کے وصال کے بعد تو نقشبندی سلسلے میں آپ کا وجود اپنا نمونہ آپ تھا۔

آپ کا فیض عام تھا۔ ہر طبقے اور ہر درجے کے آدمی دربارِ مُرشد میں پہنچتے تھے اور اپنی اپنی مراد کو پہنچتے تھے۔ آپ کا علم، آپ کا حلم دریا تھا، پہاڑ تھا۔ آپ فقر کا وقار تھے اور تصوف کا اعزاز۔ شرح صدر میں اور اشراق میں حضرت میاں صاحبؒ کا نمونہ تھے۔

حضرت کا وجود دُنیا بھر میں غنیمت تھا۔ لاکھوں فیضیاب ہوئے۔ لنگر نہایت وسیع تھا۔

حضرت نے 20 جنوری 1966ء مطابق 27 رمضان المبارک 1385ھ کو وصال فرمایا اور ولایت کا یہ آفتاب نگاہِ ظاہر سے چھپ گیا ورنہ

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

Marfat.com

جُمعہ کو حضور کا جنازہ پڑھا گیا ایک لاکھ سے زیادہ معتقدین نے نماز جنازہ پڑھی۔ زائرین کا ہجوم روکے نہ رُکتا تھا۔ خوش الحان نعت خوانوں نے پنجابی اشعار پڑھے۔

اکھیو نی رَج رَج ویکھو ماہی میرا ٹُر چلّیا

ان دردناک اشعار سے کون سی آنکھ تھی جو اشکبار نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رُوح مبارک کو اپنے جوار وقرب میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان، مریدین اور متوسلین کو اس جانکاہ جُدائی میں صبر واجر کی دولت عطا فرمائے۔ آمین۔

۞۞۞

## آئینہ لاہور، مارچ 1966ء

حضرت قبلہ سرکار کرمانوالے (سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحبؒ) کی رحلت کی خبر کوئی معمولی سانحہ نہیں۔ اس خبر کو سُن کر ہزاروں لاکھوں افراد پر کیا بیتی یہ تو وہی کچھ جانتے ہیں۔ دُنیا میں ان سے پہلے بھی بزرگ ہستیاں گزری ہیں۔ وہ سب کی سب اپنے عقیدت مندوں کے حلقوں میں واجب الاحترام تھیں۔ میں (ناچیز راقم الحروف) یہ کیوں کر کہہ دوں کہ حضرت قبلہ کا شمار بھی اسی صف کے صوفیائے کرام میں ہوتا تھا۔ وہ میرے نزدیک ہر جہت سے منفرد تھے.......... وہ اپنی برگزیدہ جماعت میں ''چیزے دیگری'' تھے۔

جدید علوم کی روشنی میں جب کہ نئے نئے مکتبہ ہائے فکر کھُل رہے ہیں، یہ کچھ عجیب بات تھی کہ نئی روشنی کے دلدادہ بھی حضرت قبلہ سے مل کر بہت مطمئن ہوتے، کسی بڑے سے بڑے رہنما اور بزرگ کا یہ وصف کہ ہر ایک اس سے مل کر خوش اور ہر ایک اس سے فیضیاب ہو، حضرت قبلہ اس کی واحد مثال تھے۔ اگر کوئی طب کا ماہر آتا تو اس سے طبی نکات پر بات چیت فرماتے کہ وہ آپ کی طبی معلومات پر حیران رہ جاتا اور کوئی دیگر علوم کا ماہر حاضر ہوتا تو وہ بھی حضرت قبلہ کی تبحرِ علمی کے سامنے بے بس نظر آتا تھا۔ تعویز گنڈا حضرت کا معمول نہ تھا لیکن اس فن کا ماہر حاضر ہوتا تو اس علم پر ایسی جچی تلی بات چیت فرماتے کہ وہ حضرت کے سامنے ہیچ نظر آتا۔ تعمیرات کے ماہرفن اُن کی معلومات پر تعجب کرتے۔ زرعی کاموں کے سمجھنے والے حضرت کی باتوں پر عش عش کئے بغیر نہ رہتے۔ مذہب کے کسی نکتے پر بات چیت

Marfat.com

تو بہت ہی معمولی بات تھی۔ بڑے سے بڑے اُلجھے ہوئے اور دقیق مذہبی مسائل پر اس عمدگی سے روشنی ڈالتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔ میرا یہ سب لکھنے کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ حضرت قبلہ بحث ومباحثہ کے عادی تھے، یا اُن کی صحبت میں مناظرے ہوتے تھے بلکہ اکثر اختلافی مسائل پر حضرت خاموش رہنا ہی پسند فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ تمام مخالفین اور موافقین کے پاس مختلف مسائل پر کتابیں موجود ہیں، اس لئے بحث سے کچھ حاصل نہیں، البتہ اختلاف پسند لوگوں کے سامنے اگر کچھ کر کے دکھایا جائے تب یہ قائل ہو سکتے ہیں..........

راقم الحروف (امین شرق پوری) نے قبلہ حضرت کی زبان مبارک سے کبھی کسی کی چغلی یا غیبت نہیں سُنی، حضرت قبلہ کی یہی وہ بلند کرداری تھی کہ حاضرین آپ کی بلند ترین شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

.......... بیماری کے سبب کون آدمی ہے، جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر نہیں رہ جاتا اور جس کے چہرہ پر پژمردگی نہیں چھا جاتی۔ آپ کے جسم مبارک میں نقاہت پیدا ہوگئی تھی، مگر روئے انور ماہ تاباں کی طرح چمکتا تھا اور دن دونی رات چوگنی ترقی پر تھا حضرت قبلہ کا فیض بلاتمیز مذہب وملت ہر سائل کے لئے یکساں تھا۔

ایک عالم کی نظروں سے چھپ جانے والے
ایک عالم تیری دید کا منتظر ہے

رجب کے آخر میں حضرت قبلہ پیرومرشدی کے پہلے عرس مبارک (چہلم) کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب (بیربل شریف والے) بھی دیگر مشائخ عظام اور علمائے کرام کے ساتھ مجلس میں حضرت کرمانوالا شریف (اوکاڑا) میں تشریف فرما تھے۔ ختم شریف کے بعد صاحبزادہ محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزادہ پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا ''آج اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مفارقت شدّت سے محسوس ہونے لگی ہے کیونکہ حضرت قبلہ پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں اطمینان تھا کہ ہم میں ایک ایسی باکمال ہستی موجود ہے جو اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمتہ اللہ کی صحیح جانشین ہے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ پیرومرشدی اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب کا اس حد تک احترام کرتے تھے کہ آپ کے ایک مرید کا نام شیر محمد تھا حضرت قبلہ پیرومرشدی انہیں کبھی بھی اس نام سے نہ پکارتے بلکہ محمد شریف کہتے یا حکیم جی کیونکہ وہ طبیب تھے۔ کبھی ''وڈی سرکار دے نام والے'' کہہ کر بلاتے۔

**تربیت:**

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دونوں صاحبزادگان کو کسی درسگاہ میں نہ بھیجا۔ آپ فرمایا کرتے کہ تعلیم سے تربیت بہتر ہے۔ دونوں صاحبزادگان نے اپنے والد بزرگوار کی صحبتِ نافعہ میں ہی تربیت حاصل کی اور وابستگان کے لئے فیض رسان بن گئے۔

## اولاد پاک

حضرت گنجِ کرم پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

- دُختر
- سیّد عثمان علی شاہ اوّل (صغرسنی میں وفات پا گئے)
- پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری متوفی 1993ء (سجادہ نشین اوّل)
  - دختر
  - پیر سیّد غضنفر علی شاہ صمصام بخاری (عین عالم شباب میں 1992ء میں رحلت فرما گئے)
    - (اولاد نرینہ نہ ہوئی بیٹیاں ہیں)
  - دُختر
- سیّد میر طیّب علی شاہ (گیارہ سال کی عمر میں وفات پا گئے)
- پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری متوفی 1978ء
  - پیر سیّد عصمام علی شاہ بخاری
  - پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری (1994ء سے موجودہ سجادہ نشین)
- سیّد غلام جیلانی شاہ (صغرسنی میں وفات پا گئے)

Marfat.com

# بحرِ کرم پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری المعروف بابا جی سرکار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی مبارک مہ وسال کے آئینہ میں

## ولادت پاک

1920ء یا 1922ء موضع کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور (بھارت) والد گرامی غوث دوراں گنج کرم حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے۔ (وصال 1966ء)

## کرمونوالا شریف میں قیام 1947ء تک:۔

1946ء میں جالندھر شہر کے ایک معزز سادات گھرانہ سے دونوں شہزادگان (پیر سیّد محمد علی شاہ، پیر سیّد عثمان علی شاہ) کے لئے رشتہ کی پیشکش ہوئی مگر قدرت کو منظور نہ ہوا۔

## ہجرت بسوئے پاکستان 1947ء

اعلان قیام پاکستان کے بعد پیر محمد علی شاہ بخاری اپنے والد گرامی برادر محترم پیر عثمان علی شاہ بخاری اور دیگر افرادِ خاندان کے ساتھ ارض پاکستان میں وارد ہوئے۔ پاک پتن شریف بمقام عیدگاہ چند سال قیام فرمایا۔ پھر پکا چک L-56/2 سری رام نگر میں (کوٹھی اور زمین الاٹ ہو جانے پر) مستقل طور پر سکونت پذیر ہوئے۔

## شادی خانہ آبادی 1951ء:

اعلیٰ حضرت گنج کرم نے پیر سیّد ممتاز حسین شاہ (اوکاڑا فارم والے) کے ممتاز گھرانہ کو اعزاز بخشا اور ان کی دختر فرخندہ اختر کو اپنے سجادہ نشین کے شایانِ شان پایا۔ چنانچہ یہ درِّ شہوار بابا جی کے حبالہ تزوّج میں آئیں۔

## ولادت پیر غضنفر علی شاہ بخاری: (1376ھ/1956ء)

بابا جی سرکار کی اولاد میں ایک بیٹا پیر غضنفر علی شاہ بخاری المعروف پیر جی اور دو بیٹیاں ہیں۔ یہ فرزند ارجمند علوم ظاہری، باطنی کے شہسوار عین عالم شباب میں 36 سال کی عمر میں یکم مارچ 1992ء مطابق 1412ھ کو دار فانی سے عالم بقا کو سدھارے۔

Marfat.com

## سالِ حُزن و مَلال:

1966ء میں اعلیٰ حضرت گنج کرم (بابا جی سرکار کے والد گرامی) وصال فرما گئے۔ دربار عالیہ پر محکمہ اوقاف کا قبضہ 1968ء تا 1972ء۔ واگزار کرانے میں تین چار سال لگ گئے۔ یہ ایام بھی نہایت پریشانی کے تھے۔ پھر والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ 1978ء کو بابا جی سرکار کے محبوب بھائی پیر عثمان علی شاہ بخاری داغِ مفارقت دے گئے۔

1991ء میں آپ کی ہمشیرہ محترمہ (بے بے جی) جو بابا جی سرکار سے سات سال بڑی تھیں وفات پا گئیں۔ یہ صدمہ ابھی تازہ تھا کہ آپ کے اکلوتے لختِ جگر قابل فخر فرزند ولی کامل عظیم شخصیت کے حامل پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری عین عالم شباب میں یکم مارچ 1992ء میں راہی ملکِ عدم ہوئے۔

## وصال 12 جون 1993ء:

بابا جی سرکار کا حوصلہ تھا کہ جوان بیٹے کا جنازہ خود پڑھایا۔ سخت ترین امتحانات میں سے گزرے لیکن کسی نے آپ کی آنکھ پُرنم نہ دیکھی اور نہ ہی آواز گلوگیر ہوئی۔ یہ صبر ایوبی کی ایک درخشاں مثال ہے۔ مگر بیٹے کا غم آپ کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ آپ حج بیت اللہ کی تیاری میں تھے کہ اچانک بیمار ہو گئے۔ بالآخر راولپنڈی کے .C.M.H ہسپتال میں آپ کی روح مبارک 10 بج کر 10 منٹ پر شب جمعۃ المبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ 12 جون 1993ء کو بروز ہفتہ آپ کو آسودہ خاک کیا گیا۔ (اِنا للہ وَاِنا الیہ راجعون)

### قطعہ تاریخ رحلت پیر سیّد محمد علی شاہ بخاریؒ

بخدا محمد علی شاہ پہ سایہ خدا کا ہے
ہر جہت میں یہ پَرتو پدرِ باصفا کا ہے
سال وفات پر ہاتف نے یوں کہا
فنا اُسے کہاں جو بندہ غریقِ بقا کا ہے

۱۴۱۳ھ (مقبول)

Marfat.com

## جلسہ کی روئیداد:

حاجی بشیر احمد جاوید فیصل آباد والے حال مقیم لنڈن اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کا اہتمام اپنی رہائش گاہ[1] پر بڑے اہتمام سے کرتے۔ عرس مبارک منعقدہ 14 جولائی 1991ء کی کاروائی کی روئیداد سیّد قاسم شاہ صاحب مقیم انگلینڈ جو مجلس کے سٹیج سیکرٹری تھے اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

نماز ظہر سے قبل ختم قرآن مجید ہوا۔ بعد نماز ظہر دو بجے کاروائی شروع ہوئی جو نماز مغرب تک جاری رہی۔ حاضرین مجلس کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ تلاوت قرآن پاک اور حضور پُر نور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت شریف کے بعد مولانا قمر الزمان کاظمی (انڈیا) مولانا عبدالوہاب صدیقی (لاہور) سیّد نور احمد شاہ کاظمی، مفتی محمد یونس کاشمیری اور صاحبزادہ میاں جمیل احمد سجادہ نشین شرق پور شریف نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں حضرت قبلہ کرمانوالی سرکارؒ کے حالات و کرامات بیان فرمائے۔ نماز مغرب سے قبل ختم شریف پڑھا گیا۔ آخری دعا حضرت قبلہ باباجی سرکار محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی۔ پھر صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ نماز مغرب ادا کی گئی۔ ازاں بعد لنگر شریف دیا گیا۔ دن بھر باہر سے آنے والے حضرات کی آمد رہی۔ ان کی آسائش اور طعام کا خیال رکھا گیا۔ اس اجلاس کے موقع پر پیر سیّد غضنفر علی شاہ المعروف پیر جیؒ حاجی بشیر احمد جاوید کے گھر تھے۔ بوجہ شدید علالت اس نورانی مجلس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس موقع پر ایک رقت انگیز منظر دیکھنے میں آیا کہ مجمع میں سے ایک شخص سٹیج کی طرف آیا اور با آواز بلند کہا کہ لوگو! صاحبزادہ غضنفر علی شاہ کے لئے تم دعا کرو۔ کیونکہ باباجی تو دعا نہیں کراتے (یعنی مطلب یہ تھا کہ ان کے والد باباجی سرکار تو خدا کی رضا پر راضی ہیں) چنانچہ میں (سیّد قاسم شاہ) نے میاں جمیل احمد صاحب شرق پوری سے پیر جی کی صحت کی دعا کروائی۔

مہمان خصوصی باباجی سرکار نے اس مجلس میں حضرت کرمانوالی سرکارؒ کے متعلق اس طرح فرمایا۔

---

[1] اپنی رہائش گاہ واقع 47-Highclere, St.26 London, 4-E.X.

Marfat.com

(۱) جب سے میں نے ہوش سنبھالا حضرت صاحب اپنے گھر مستورات کے پاس نہیں گئے۔ حتیٰ کہ اپنی محارم مستورات اور اہلیہ محترمہ کے پاس بھی نہیں گئے۔

(۲) میں نے حضرت صاحب کو کھڑے ہو کر تقریر یا خطبہ پڑھتے نہیں دیکھا بوجہ کمزوری اور بیماری بیٹھ کر تقریر اور وعظ فرمایا کرتے تھے۔ یہی آپ کا خطبہ جمعہ ہوتا تھا۔

(۳) کافی عرصہ حضرت صاحب نے کھانا نہیں کھایا۔ خادم کھانا حاضر کرتے تو آپ واپس کر دیتے۔

(۴) حضرت صاحب صرف حاجی عبدالرحمٰن (قصور والے) کے جنازہ پر تشریف لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ کسی جنازہ یا شادی، غمی پر نہیں گئے۔

(۵) حضرت صاحب نے فرمایا تھا جو خلافت مانگے اس کے مونھ پر تھپڑ مارو۔

(۶) صاحبزادہ عثمان علی شاہ کی شادی پر حضرت کیلیانوالہ میں گیا تھا۔ حضرت صاحب نہیں گئے تھے۔ نکاح سیّد جلال شاہ صاحب بھکھی شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات والوں نے پڑھایا تھا۔

(۷) حضرت صاحب کی تلاوت والا قرآن مجید مترجم اعلیٰ حضرتؒ بریلوی بڑی ہمشیرہ صاحبہ نے مجھے دے دیا۔ باقی کتابیں حضرت کیلیانوالہ بھیج دی گئیں۔ فرمایا ہمشیرہ صاحبہ مجھ سے سات سال بڑی تھیں۔

(۹) فجر کی اذان جماعت سے پون گھنٹہ قبل دلواتے تھے۔ مغرب کے سوا باقی نمازوں کے لئے آدھ گھنٹہ جماعت سے قبل اذان دلوایا کرتے۔ ہر اذان سے قبل گیارہ بار درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ پڑھایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد باآواز بلند تقریباً سات بار الصلوٰۃ والسلام پڑھایا کرتے تھے۔

(۱۰) حضرت صاحب حالانکہ وہابیوں کے درس میں پڑھتے رہے لیکن ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں اگر کبھی مجبوراً ادا کرنا پڑیں تو دوبارہ ادا فرما لیتے تھے۔ آپ کی عمر 82-80 سال تھی۔ فرمایا کہ 1965ء سے آج 1991ء تک مجھے حج کی

Marfat.com

سعادت حاصل ہے۔ صرف 1966ء میں حضرت قبلہ کی وفات کی وجہ سے نہیں جا سکا۔ فرمایا میں نے حج کے دوران سعودی (وہابی) اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

(۱۱) حضرت صاحب تبلیغی جماعت والوں کو اپنی مسجد میں نہیں ٹھہرنے دیتے تھے۔ بلکہ ان کے بستر اٹھوا کر سڑک کی دوسری طرف رکھوا دیتے۔

## صاحبزادہ پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری المعروف چھوٹے بابا جی سرکارؒ مختصر حالات زندگی:

اعلیٰ حضرت پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا عقد حقیقی چچا سیّد قطب الدین شاہ بخاری کی دخترِ نیک اختر سے ہوا۔ ان کے بطن سے آپ کے ہاں ایک صاحبزادی اور پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ گنج کرم اعلیٰ حضرت نے وصال کے وقت 1966ء ایک صاحبزادی سیّدہ بے بے جی اور دو صاحبزادگان پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری المعروف بابا جی سرکار اور پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری المعروف چھوٹے بابا جی سرکار اپنی یادگار چھوڑے۔ بلحاظ عمر بے بے جی پیر سیّد محمد علی شاہ سے سات سال بڑی تھیں۔ اعلیٰ حضرت گنج کرم کے وصال کے بعد پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

جب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کرمونوالا شریف سے ہجرت فرما کر موجودہ جگہ حضرت کرمانوالا شریف میں قیام پذیر ہوئے تو لنگر کا انتظام اور زمین کی دیکھ بھال کا اہتمام وغیرہ چھوٹے باباؒ جی کے سپرد کر دیا۔ آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریق سے نبھائی۔

## شادی خانہ آبادی:

حضرت پیر سیّد عثمان علی شاہ کا عقد مبارک قبلہ پیر سیّد نور الحسن شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کیلیانوالہ کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ آپ کی اولاد پاک میں دو صاحبزادے سیّد صمصام علی شاہ بخاری اور سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری ہیں۔ میر طیّب علی شاہ بخاری اپنے

Marfat.com

بڑے بھائی سیّد صمصام علی شاہ بخاری سے دو سال چھوٹے ہیں۔

مختصر علالت کے بعد اچانک 9 شعبان المعظم 1398ھ مطابق 10 جولائی 1978ء آپ وصال فرما گئے۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

## قطعہ تاریخ رحلت پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاریؒ

کرمانوالے پیر کے پسر دل نواز
عثمان علی شاہ ذی شان عزّ و ناز
پے سالِ رحلت ہاتف نے یوں کہا
ہیں وہ خواجہ وفا غریب نواز

۱۹۷۸ء (مقبول)

## پیر سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری سجادہ نشین ثانی

پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین ثانی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا شریف کا اسم گرامی ''پیر سیّد میر طیب علی شاہ'' سیّدہ بے بے جی رحمتہ اللہ علیہ (بنت حضرت گنج کرم) نے تجویز کیا تھا۔ بچپن سے ہی آپ کی عادات پاکیزہ ہیں۔ عام بچوں کی طرح میلان طبیعت کھیل کود کی طرف نہ تھا۔ نہایت سنجیدہ طبیعت پائی، آپ کی والدہ ماجدہ اور بے بے جی حضور نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنی نگرانی میں کروائی۔ بزرگ عالم دین ماسٹر کرم الٰہی اور حضرت علامہ قاری مشتاق احمد صاحب ظاہری علوم کے اتالیق مقرر ہوئے۔ روحانی تعلیم تو اعلیٰ حضرت گنج کرم کے فیضان سے حاصل ہو رہی ہے۔ جب آپ دینی اور دنیوی اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہو گئے تو آپ کا عقد مبارک پیر سیّد نور الحسن شاہ بخاری حضرت کیلیانوالہ کی پوتی (پیر سیّد باقر علی شاہ بخاری کی صاحبزادی) سے ہوا۔ آپ کی اولاد پاک میں ایک صاحبزادہ سیّد اسامہ بخاری اور ایک صاحبزادی ہے۔ پیر جی میر طیب علی شاہ کو اپنے والد بزرگوار کی تمام خوبیاں ورثہ میں ملی ہیں۔ آپ اسم بامسمےٰ ہیں۔

Marfat.com

## سجادہ نشینی:

پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری المعروف باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند ارجمند پیر سید غضنفر علی شاہ صمصام بخاری عین عالم شباب میں 1992ء میں وصال فرما گئے۔ پھر پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری 12 جون 1993ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ پیر جی غضنفر علی شاہ صمصام بخاری کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ حضرت پیر سیّد محمد علی شاہ بخاری باباجی سرکار کی رسم چہلم 12 جولائی 1993ء کے موقعہ پر میر طیب علی شاہ بخاری کو دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کرمانوالا شریف کا سجادہ نشین ثانی مقرر کیا گیا۔ دستار بندی آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین سیّد محفوظ حسین شاہ صاحب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائی۔ اس موقعہ پر میاں غلام احمد شرق پوری، میاں جمیل احمد شرق پوری، میاں خلیل احمد شرق پوری اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ کے سجادہ نشین پیر سیّد باقر علی شاہ بخاری و دیگر سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیاں شریف، دھولر شریف، بھلیر شریف، حضور صاحب رینالہ خورد اور دیگر علمائے کرام موجود تھے۔ بعدازاں ہزاروں مریدین نے قبلہ پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری کو سجادہ نشین ہونے پر دلی مبارک پیش کی۔

## تلقین و ارشاد

اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ علیہ کی طرح قبلہ مرشدی بھی اسم ذات اور درود شریف کی کثرت پر زور دیتے۔ فرماتے ان دو وظائف سے بڑا کوئی وظیفہ نہیں۔ ذکر اس طرح ہونا چاہیئے کہ ذاکر کے سوا کسی دوسرے کو علم نہ ہو۔ دھیان دل پر اور دل اللہ کے ذکر میں مصروف یہ ذکر چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور کام کاج میں ہر وقت ہوسکتا ہے۔ فرماتے کہ قلب کی تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے کے لئے درود شریف سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے سے انسان کا ظاہر و باطن چمک اٹھتا ہے۔ اسم ذات کو سلطان الاذکار کہا گیا ہے۔ فاذکرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا) درود شریف کی یہ شان ہے کہ یہ اللہ کا اپنا عمل اور وظیفہ ہے ''جو'' وظیفہ اور عمل حق سبحانہ کا ہو۔ اس

Marfat.com

کی فضیلت کا اندازہ بھلا کون کرسکتا ہے۔ ان اذکار کے ساتھ پانچ وقتی نماز کی پابندی اور باجماعت ادائیگی کی بہت تاکید فرماتے۔

حضرت گنج کرم اپنے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ہر کام میں عزیمت پر عمل ہوتا تھا۔ خلافِ شریعت کام برداشت نہ کر سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے کٹر قسم کے غیر مقلد حضرات آپ کو پیر کامل مانتے تھے۔ سکھوں کی توحیدی محبت کا ذکر اکثر فرماتے کہ اپنے گرد کی اطاعت کس حد تک کرتے ہیں فرماتے عیسائی لوگ داڑھی منڈواتے ہیں۔ ان کا اثر سکھوں پر تو نہیں ہوتا۔ مگر اہل اسلام حضرات عیسائیوں کی روش کا شکار ہو گئے ہیں اکثر سکھ حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے کرمونوالا شریف حاضر ہوتے۔ بعض تو نوافل اور نماز بھی ادا کرتے۔ جیسا کہ نرائن سنگھ امرتسری کا حال تھا۔

قبلہ مرشدی کے دل میں اسلامی ہمدردی اور اصلاح کا جذبہ موجزن تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے بمنزلہ رحمت تھے۔ زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری و ساری رہتے۔ کیوں بابو جی۔ کیوں مولوی جی حضور دی بڑی شان اے گویا حضور پُر نور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وشوکت جاہ وجلال کو خود آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مستورات کو قریب تک گزرنے کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ حکم تھا کہ ہمارا اورد اپنی اپنی عورتوں کو خود بتا دیا کرو۔ وہ یہاں نہ آئیں مریدین کے پاس عام پیروں کی طرح دورہ پر ہرگز تشریف نہ لے جاتے۔ آپ قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق متلاشیانِ حق کو رشد و ہدایت فرماتے تو اوراد اور وظائف پڑھنے کے لئے بتاتے تو اس شخص پر فوری اثر ہوتا اور وہ بے قرار ہو جاتا۔ بعض پر اتنا گہرا اثر ہوتا کہ وہ جوش اور بے قراری میں نعرے لگاتا بعض کنوئیں میں گر جاتے مگر صحیح سلامت رہتے بعض غلبہ حال میں چھت پر سے چھلانگ لگا دیتے۔ اللہ اکبر آپ فرماتے کہ۔

استقامت شریعت اور طریقت میں کرامت سے بڑھ کر ہے شریعت مطہرہ کی کماحقہ پابندی اور عمل صالح میں استقامت از بسکہ ضروری ہے۔ عمل خواہ کم ہو مگر اس میں مداومت ہو تو ثمر دار ہوگا و گرنہ بے سود۔

Marfat.com

## خوف ورجا:

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایمان خوف اور اُمید کے درمیان ہے۔ خوف اس کے عدل اور امید اس کے فضل سے ہونی چاہیئے۔ وہی شخص کامیاب ہے جس میں یہ دونوں باتیں اپنے اپنے محل موقعہ پر پائی جائیں

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں جے مونھ کالے

حضرتؒ قبلہ حضرت سفیان ثوری کا واقعہ بیان فرمایا کرتے کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں اندر رکھا تو آپ کو سرزنش کے طور پر ثور (بیل) کہہ دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اِن پر رحمت اور کرم نوازی فرمائی اور یہ لغزش معاف فرمادی۔ مگر نام سفیان ثوری مشہور رہا۔

**ذکر وفکر:** آپ فرماتے کہ ابتدائے سلوک میں ذکر ہوتا ہے۔ انتہائے سلوک میں فکر ہوتا ہے۔ ذکر سے نفس شیطان سے مقابلہ کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ''ہتھ کار وَل دِل یار وَل'' ذکر فکر اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہیے۔ اوامر ونواہی پر عمل ہونا چاہیے ورنہ ذِکر سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ فرمایا ''اکلِ حلال کے بغیر عبادت میں حظ نہیں ہوگا''۔

''شیطان تین راستوں سے مومن کے دل پر حملہ کرتا ہے۔ یہ ازلی دشمن آنکھ، کان اور مونھ کے راستے حملہ آور ہوتا ہے۔ مونھ سے کسی کی عیب جوئی، غیبت، جھوٹ یا مشرکانہ باتوں کا اعلان کرواتا ہے۔ آنکھ سے بُری اور حرام چیزوں کو دیکھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے اور کان سے چغلی یا بُری باتوں کے سننے پر اُکساتا ہے۔ اس طرح یہ غارت گر اِیمان نیکیاں اور متاعِ ایمان لُوٹ کر لے جاتا ہے''

پھر آپ فرماتے:۔

''انکھ، کان، مونھ، بند کر نام نرنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے[1]''

---

[1] بمعنی کھول دینا۔

Marfat.com

ساتھ ہی پڑھے لکھے لوگوں کے لئے مثنوی شریف کا یہ شعر بھی پڑھتے۔

''چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی ذات حق برمن بخند''

حضرتؒ قبلہ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ سورۃ فلق میں ''رب'' کا لفظ ایک دفعہ اور ''شر'' کا لفظ چار دفعہ آیا ہے جبکہ سورۃ الناس مین لفظ شر ایک دفعہ اور لفظ رب چار دفعہ مذکور ہے۔ کیونکہ سورۃ والناس میں ''شر'' خناس کا ذکر ہے جو سب سے بھاری ہے اس شر خناس کے دور کرنے کے لئے رب کا لفظ چار دفعہ دہرایا گیا۔

حکیم شیر محمد صاحب بگی ڈل والے بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی ہندو یا سکھ حاضر خدمت ہوتا تو قبلہ سرکار یہ دوہے پڑھتے۔

رام رام جپ دیاں میری جیبا گھس گئی　　تے رام نہ دل وچ رچیا ایہہ کی دھاڑ پئی
گل وچ مالا کاٹھ دی منکے لئے پَرو　　دل وچ گھنڈی پاپ دی رام چپیاں کیہہ ہو

فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے جو دل، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ سرکار فرماتے کہ یہ تین اعضاء ایسے ہیں کہ ان میں ہڈی نہیں۔ دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اذکار میں لگا رہے بغض حسد سے پاک رہے۔ زبان سے ذکر الٰہی اور درود شریف کا وِرد ہوتا رہے۔ شرم گاہ کا ناجائز استعمال نہ ہو۔ تو بس پھر جنت ہی جنت ہے۔

پیر کامل کے علم کے مقابلہ میں مرید کا علم سمندر اور قطرہ کی مثال ہے۔ اگر پیر بیماری صحت اور درستی کے لئے کوئی کڑوی اور سخت سے سخت دوائی تجویز کر دے تو مرید کو بصد شوق قبول کرنی چاہیے اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ ہم ظاہر بین وہ چیز شیشے میں سے بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں جو مردِ کامل شیشے کے بغیر دیکھ لیتا ہے۔

Marfat.com

# ملفوظات

ملفوظات یعنی ارشاد گرامی

## تعریف

ملفوظات ان سخن ہائے گفتنی کو کہتے ہیں جو بزرگوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور معتقدین انہیں اپنی لوحِ قلب میں محفوظ کر لیتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ فقیر اللہ کی دی ہوئی طاقت سے دنیا کو اپنی ہتھیلی پر سرسوں کے دانے کی طرح دیکھتا ہے۔ پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا۔

ذکرِ الٰہی، نمازِ تہجد: فرمایا کہ جب انسان ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو مصائب و آلام میں گرفتار ہو جاتا ہے انسان کے پہلو میں گوشت کا ٹکڑا ہے جس کو دل[1] کہتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک۔ دل بادشاہ ہے سب اعضاء اس کی فوج۔ دل حاکم ہے سب اعضاء اس کے تابع ہیں یہ گوشت کا ٹکڑا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی ٹھیک رہتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ انسان کو یادِ الٰہی سے ایک دم بھی غافل نہ رہنا چاہیئے آدمی اگر دل کی اصلاح کر لے تو پھر سارے بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

وہ دل سدا آباد ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ وہی کام کرے جس پر اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں۔ حتیٰ کہ ذکر و فکر بھی اس کی رضا کے لئے ہو۔ ورنہ نفس سرکش ہو جائے گا فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ کے امر و نہی پر عمل نہیں ہوگا ذکر و فکر سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ فرمایا اکلِ حلال کے بغیر عبادت میں حظ محسوس نہیں ہوگا۔

ع    پراگندہ روزی پراگندہ دِل

---

[1] دل کی دوائیں پانچ اشیاء ہیں قرآن شریف کی تلاوت، پیٹ خالی رکھنا اہل تقویٰ کی صحبت میں بیٹھنا شب کو نماز صبح کے وقت زاری کرنا جس کا دل تین حالتوں میں حاضر نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس پر رحمت کا دروازہ بند کیا جا چکا ہے ایک قرآن شریف پڑھتے وقت دوسرے نماز کی حالت میں تیسرے ذکر کی حالت میں۔

Marfat.com

فرمایا نماز تہجد[1] بارہ رکعت پڑھنی چاہیے۔ دو دو کر کے نیت باندھے۔ پہلی رکعت میں قل ھواللہ پانچ بار دوسری رکعت میں تین بار نماز کے بعد پانچ صد درود شریف خضری صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ وسلم۔ درود شریف باوضو۔ دوزانو ہو کر پڑھنا رب کریم کو پسندیدہ ہے۔ تہجد ہی دعائے سحرگاہی ہے۔

## حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ غیب:

قبلہ پیرو مرشدی گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی انتہا کو کون جانے جزوی علم غیب تو اولیائے کرام کو ہے۔

○ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے مثل بشر جانتے کہ انما انا بشر مثلکم کو ہم مثلیوں اور ''ہم چو مائیوں'' نے غلط سمجھا کہ یوحیٰ الی کو چھوڑ دیا اور گمراہ ہوئے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ آید در نوشتن شَیر و شِیر

○ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی دنیا میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آسمانوں پر احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ بشر مثلنا تو عقیدہ منکرین انبیاء کا ہے جیسا کہ پارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع تین میں آیا ہے کہ فقال الملاالدین کفرو من قومه مانرک الا بشر مثلنا ۔قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ تو ہمارے جیسے ایک بشر ہیں ہم تو آپ میں کوئی فضیلت نہیں دیکھتے ہیں پارہ سولہ سورۃ کہف میں رب کریم نے جو حضور نبی کریم کی زبان مبارک سے کہلوایا۔ قل انما انا بشر مثکم یہ اس لئے کہ مسلمان حضور کے معجزات دیکھ کر اور حضور کی ذات گرامی کو سراپا معجزہ پا کر نصاریٰ کی طرح خدا کا بیٹا یا اس سے زیادہ نہ کہہ دیں۔ نیز اُمت محمدیہ کو عجز و انکساری کا سبق دینا مقصود تھا۔ ورنہ حضور کیسے ہماری مثل بشر ہو سکتے ہیں جب رب العزت خود فرماتا ہے کہ جب اللہ کا رسول تمہیں

---

[1] نماز تہجد یہ وہ نماز ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر فرض تھی۔ تابعین تک عوام بھی پڑھتے آئے۔ جب علم نے غلبہ پایا اور سست قسم کے علماء مقتدا بنے یہ سنت مبارک صرف سالکین طریقت کے لئے رہ گئی نفلی نماز سے ہی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے کہ اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اس کے کان آنکھ ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہے جس سے انسان سنتا ہے دیکھتا ہے کام کرتا ہے اور چلتا ہے سبحان اللہ۔

Marfat.com

بلائے تو حاضر ہو جاؤ خواہ نماز کی حالت میں ہی کیوں نہ ہوں۔ یا ایھا الذین امنو استجیبو لله وللرسول اذا دعا کم پارہ ۹ سورۃ انفال آیت ۲۴ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلسل [1] روزے رکھے اور صحابہ کبار نے بھی ریس کی۔ جب حضور نے اصحابہ کبار کے چہرے زرد دیکھے تو فرمایا ایتکم مثلی کون ہے جو میری مثل ہو سکتا ہے تم میں سے۔ یہ خطاب تھا جمیع صحابہ کرام کو جو موجود تھے۔ تمام حضرات خاموش رہے۔ کوئی بھی لب کشائی نہ کر سکا جب صحابہ کبار آپ کی مثل بشر نہ ہو سکے تو ہم گنہگار کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری مثل ہیں۔ معاذ اللہ آج کل لوگ مثل ہونے کے عقیدہ پر کس طرح ایمان رکھتے ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر عضو مبارک کی ایک بے مثل شان ہے اور رحمت عالم ہے پھر خدا جانے کیوں بہرے گونگے اندھے ہو کر قعر مذلت میں گرتے جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر عزت جس طرح صحابہ کرامؓ نے کی تھی جب تک ویسی عزت ہمارے دلوں میں پیدا نہ ہوگی ہم بے نیل و مرام رہیں گے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اونرسیدی تمام بو لہبی است

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کر کہ یہی دین ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر تو ابولہب سے کم نہیں۔

**مزارات پر دعا مانگنے کا طریقہ:** ایک دفعہ ایک عقیدت مند نے مزارات [2] پر دعا مانگنے کا طریقہ دریافت کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ اہل ظاہر تو خدائے بزرگ برتر سے اس بزرگ کے وسیلہ سے اپنی حاجت روائی کے لئے دعا کریں۔ لیکن فقرا کا مسلک یہ ہے کہ اس بزرگ سے براہ راست دعا مانگی جائے۔

○ ارشاد فرمایا کہ ہر پھل کو چاقو یا چھری سے چیرتے یا کاٹتے وقت تین بار بسم اللہ،

---

[1] صوم وصال۔ [2] مزارات اُن حضرات کے جو شریعت حقہ پر قدم راسخ رکھتے ہیں مکتوبات شریف دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب ۷۸

Marfat.com

اللہ اکبر پڑھنا چاہیے خواہ خربوزہ ہی کیوں نہ ہو۔

○ فرمایا ان رازوں کو جو اللہ کریم اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ جب بھی کوئی سائل حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دعا کے لئے عرض کرتا تو آپ اس کی عرض کو بغور سنتے اور محض اقرار واقعات کے لئے اس سے دریافت طلب امور کے متعلق استفسار فرماتے۔ لوگ بیماری سے شفایابی۔ مقدمہ میں فتح یابی، امتحان میں کامیابی اور اپنے کسی گم شدہ عزیز کی بازیابی کے لئے حاضر ہوتے بعض تلاش روزگار کے لئے کاروبار میں ترقی کے لئے، آفاتِ آسمانی، تکالیف جسمانی خواہشات نفسانی سے رستگاری کے لئے یا خیالات فاسدہ سے نجات پانے کے لئے حاضر ہوتے۔ مقدمہ قتل جیسا مشکل کام ہو یا سفر سے بخیریت واپسی مطلوب ہو۔ دل کی خشک کھیتی کی سیرابی کی خواہش ہو یا برسوں کے منجمد معاملات میں حرکت کی تمنا۔ چوری چکاری کا قضیہ ہو یا مفسدوں کی جفا کاری کا مسئلہ کسی کے ظلم و تعدی کی شکایت ہو یا مرض متعدی کی حکائیت۔ گھریلو جھگڑوں کی پریشانی ہو یا بیوی بچوں کی نافرمانی کا معاملہ۔ آسیب یا جنّات کی سیاہ کاری ہو یا موذی جانوروں کی اذیت رسانی اولاد نرینہ کی طلب ہو یا کوئی دینی دنیوی مطلب آپ دعا کے لئے بہت کم ہاتھ اٹھاتے زبان مبارک سے صرف یہی الفاظ ارشاد فرماتے بیلیا رب کریم خیر کر دے گا، بابو جی! مولوی جی! پریشان نہ ہوں، گھبرائیں نہیں خیر ہو جائے گی۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے ان الفاظ کے ادا ہونے کی دیر ہوتی کہ قبولیت حق بہر استقبال آتی۔

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت ابوسلمانؒ دارائی کا ایک واقعہ درج ہے آپ علاقہ شام میں ایک گاؤں دارا نامی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے مرید احمد حواری روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلمان دارئی نے فرمایا کہ ایک رات میں مسجد میں تھا۔ سردی بہت زیادہ تھی۔ میں نے دعا کے وقت ایک ہاتھ پنہاں کر لیا یعنی چھپا لیا۔ اور صرف ایک ہاتھ اٹھایا۔ جب میں سو گیا تو ہاتف نے آواز دی۔ یا ابوسلمان! جو ہاتھ تم نے پھیلایا ہم نے اس کا حصہ دے دیا۔ اگر تمہارا دوسرا ہاتھ بھی باہر ہوتا تو اس کا حصہ بھی دے دیا جاتا۔ ابوسلمانؒ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھالی کہ چاہے سردی ہو یا گرمی میں ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے دعا مانگا کروں گا

Marfat.com

تا کہ پورا حصہ مل جایا کرے۔ غور کا مقام ہے کہ ایک بزرگ اور مرد کامل کو اس وقت پورا حصہ ملتا ہے جب وہ دونوں ہاتھ پھیلائے ورنہ نہیں اور دوسرے مردِ کامل کو سب کچھ ملتا ہے حالانکہ وہ ہاتھ پھیلاتے ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ رب کریم کے فضل کرم سے مرشدی کو ان کے مقام ارفع کی وجہ سے جو انہیں اتباع سنت مصطفوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے حاصل ہوا ظاہری طور پر ہاتھ پھیلانے کی حاجت نہیں رہی تھی۔ اللہ اکبر۔ قبلہ مرشدی نہ تو کسی کو بھی تعویذ وغیرہ دیتے۔ نہ پھونک مارتے۔

**درود شریف:** ارشاد فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت یہ خیال ہو کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کریم کے حضور میں ہیں اور میں اُن کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ اور فرشتے دوسری طرف ایمان والے درمیان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پس حضور بندوں اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں، رسول کے معنی بھی وسیلہ کے ہیں۔

ﷺ نہ ہوگا کچھ بھی حاصل مکر سے حجت سے حیلے سے
فلاح دین و دُنیا ہے محمد ﷺ کے وسیلے سے

**بسم اللہ کی برکت:** فرمایا کہ ہر کام بسم اللہ پڑھ کر کرنا چاہیے۔ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہ بسم اللہ میں اللہ کے تین نام ہیں۔ اللہ، رحمٰن، رحیم، لفظ اللہ ہر مقصد کے حصول پر دلالت کرتا ہے۔ لفظ رحمٰن اس کام کے باقی رہنے پر اور لفظ رحیم اس کام کے فائدہ دینے پر دال ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کشتی پر سوار ہوتے وقت بسم الله مجريها و مرسها کہا تھا اور کشتی کو روانہ کیا تھا۔ بسم اللہ قرآن پاک کا دروازہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے 19 حروف ہیں اور عذابِ دوزخ کے فرشتے بھی انیس ہیں لہٰذا جو بسم اللہ پڑھے گا قیامت کے دن 19 موکلوں کے عذاب سے امن میں رہے گا دن کی چوبیس ساعتیں ہیں جن میں 5 ساعتیں پانچ نمازوں کے لئے باقی 19 ساعتیں رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا جو شخص باقی ساعتوں میں جو چلنے پھرنے کھانے پینے اور دیگر کاموں کے لیے ہیں بسم اللہ پڑھے گا۔ اس کے یہ اوقات بھی عبادت میں لکھے جائیں گے۔ دن میں کم از کم ستر بار بسم اللہ ضرور پڑھے۔ اگر کوئی

Marfat.com

پاخانہ جانے سے پہلے بسم اللہ کہے تو جن اور شیاطین اس کا ستر نہیں دیکھ سکتے۔

- فرمایا کہ انسان کے جسم میں گناہ کرنے والے 12 اعضاء ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان، دل، دماغ، شرمگاہ اور یہی گناہوں کی جڑ ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے بھی بارہ حروف ہیں۔ جس نے صدق دل سے یہ کلمہ پڑھ لیا گناہوں سے پاک ہوگیا۔ (کہ اب ان اعضاء کا استعمال رضائے الٰہی کے مطابق ہوگا)۔
- حضرت قبلہ مرشدیؒ فرمایا کرتے کہ اللہ کریم اپنی مخلوق کو چوبیس گھنٹوں میں 360 مرتبہ ربوبیت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت نبی کریم رؤف ورحیم بھی اپنی اُمت کو چوبیس گھنٹوں میں 360 مرتبہ رسالت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر پیر کامل بھی اپنے تمام مریدین کو چوبیس گھنٹوں میں 360 مرتبہ نظر ولایت سے دیکھتا ہے۔ اگر پیر میں اتنا کمال نہیں تو اُسے کسی کو بیعت کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔

مشکل کام: حضرت قبلہؒ کی خدمت میں چند اشخاص بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے مشکل کام کیا ہے۔ اپنی اپنی دانش اور فکر کے مطابق ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کہا۔ حضور مرشدی نے فرمایا کہ سب سے مشکل کام انسان کے اخلاق کو سدھارنا ہے اور اس کام کے لئے ہی جلیل القدر انبیاء کرام تشریف لائے۔

اسم اعظم: ایک دفعہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ حضور! اسم اعظم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک درود پاک ہی اسم اعظم ہے۔ جس کام کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں اور رب العزت مومنین کو یہ کام کرنے کی دعوت دیتے ہیں وہی اسم اعظم ہے۔ جو شخص روزانہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام خود ہی آسان کر دیتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ پتہ نہیں لوگ کس طرح درود پاک پڑھتے ہیں، میں تو ایک مرتبہ ہی درود پاک پڑھ دوں تو جو کام چاہوں پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

ادب: حکیم محمد امین ننکانہ صاحب راوی ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب کچھ بیان فرما رہے تھے کہ ایک بیلی جسے حضور ''بی اے نمبردار'' کہہ کر بلاتے تھے دورانِ گفتگو بول پڑا اور

Marfat.com

اعتراض کر دیا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بابو میری بات خاموشی سے سُنو ، اگر بات کا کوئی گوشہ تشنہ تکمیل رہ جائے تو دریافت کر لینا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ ابھی حضرت قبلہؒ کو کلام فرماتے پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ ''بی اے نمبردار'' پھر باز نہ رہ سکا اور اعتراض کر دیا۔ حضرت قبلہؒ کو جلال آ گیا اور ارشاد ہوا کہ اسے باہر نکال دو۔ چنانچہ اُسے نکال دیا گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ وہ بَڑ کے درخت کے نیچے کنوئیں پر بیٹھ گیا۔ یہ بڑ کا درخت کرمانوالا شریف والی مسجد کے نزدیک تھا۔ اُس نوجوان نے اپنا استغاثہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح پیش کیا کہ اگر اولیاء کرام بھی آپ کے خلق عظیم کے مظہر نہ ہوئے تو اور کون ہو گا''۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ بابو جی اُسوۂ حسنہ رسول کی تلاش میں ہو کبھی سیرتِ صحابہ کبارؓ بھی پڑھی ہے۔ کہ جب حضرات صحابہ کبارؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو کس ادب سے بیٹھتے۔ صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بڑے ادب سے بیٹھتے اور فرطِ ادب سے ہماری یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم نے ذرا بھی جنبش کی تو وہ اُڑ جائیں گے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں ز عرشِ نازک تر
نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید اینجا

اہلِ اللہ کی صحبت میں بھی ادب کا یہی انداز ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ ؏

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

نمبردار پر اس بات سے رقت طاری ہو گئی اور حضرت قبلہ کا گرویدہ ہو گیا۔

ادب: (۱) قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ادب عبادت کی روح ہے۔ جس نے معرفت حاصل کی ادب کے ذریعہ سے کی۔ جبرائیل امین بھی آتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تا کہ اصحابہ کرام کو احترام کا درس ملے اور ادب کی معرفت حاصل ہو۔ حق تعالیٰ نے بھی اپنے کلام پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لے کر آپ کو بہت کم یاد کیا ہے۔ بلکہ نہایت عمدہ القابات

Marfat.com

مثلاً طٰہٰ ،یٰسین ، مزمل ، مدثر وغیرہ سے یاد کیا ہے۔ اسی بنا پر اولیاء کرام کا ادب کرنا بھی لازم ہے۔ کیونکہ انسان کو ان کے ذریعہ سے معرفتِ نفس اور معرفت ربّ حاصل ہوتی ہے۔ جس نے ادب کا گُر نہیں سیکھا۔ وہ بے نصیب رہا۔ اس کی عبادت بھی مقبول نہیں اور وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ ''با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب'' جس نے یہ راز سمجھ لیا۔ خواہ وہ ریاضت زیادہ نہ بھی کرے۔ سلوک کی منازل جلد طے کرلے گا۔ بزرگوں کا ادب ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ حاضری کے وقت بھی اور عدم موجودگی میں بھی۔ فرمایا کہ بغاوت (بے ادبی) خیال میں بھی نہ ہونی چاہیے۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت باری تعالیٰ سے ہم کلامی کے بعد کچھ فخر کیا۔ کہ مجھ سے زیادہ ذاکر کون ہے۔ ایک چیونٹی پیش ہوئی ۔وہ سو سال سے حالتِ ذِکر میں تھی۔ مگر اس نے اس عرصہ میں پیاس کا ذکر تک نہ کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ تا کہ ادب کی تعلیم مکمل ہو۔ قرآن مجید میں اس وقعہ کا مفصل ذکر ہے۔ ادب کی شرائط یہ ہیں۔

(i) غرور نہ کرے۔ (ii) خاموش رہے راز افشا نہ کرے۔ (iii) عشق میں دیگر کا خیال نہ رکھے اور محبوب کے علاوہ کسی کی طرف نہ دیکھے۔

قرآن مجید میں رب العزت نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بُلانے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرنے کے آداب بتائے ہیں۔ اُمت محمدیہ کو ہر حال میں ادب ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تا کہ کامیابی حاصل ہو ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔

O چوہدری محمد انور بٹر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ شریف کے وعظ کے دوران میں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ادب عبادت کی رُوح ہے۔ جس نے بھی معرفت حاصل کی ادب کے ذریعہ سے کی چنانچہ ادب کی تعلیم دینے کے لئے رُب کریم نے قرآن کریم میں کہیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا۔ بلکہ بڑے عمدہ القابات سے مثلاً طٰہٰ (چودھویں رات کے چاند) یٰسین (تاج والے) مزمل (کملی والے) مدثر (بالا پوش اوڑھنے والے) وغیرہ۔ مشکوٰۃ شریف کی پہلی

Marfat.com

حدیث شریف حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ اس حدیث پاک کا متن ہے کہ ایک بار جبرائیلؑ امین آئے تو حضور ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور آہستہ آہستہ قریب ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ زانو سے زانو مل گئے یعنی جبرائیلؑ نے بھی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد احترام کیا۔ سلسلہ بسلسلہ ادب اولیاء کرام تک پہنچتا ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ ''من رآنی فقد رآء الحق''۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصحابی[1] کا النجوم.........۔'' میرے اصحابی ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے''۔ پھر فرمایا ''خیر القرون قرنی ''سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ قرنی میں خاص نکتہ یہ ہے کہ ان حروف کی ترتیب سے خلفاء راشدین کی خلافت کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے۔ ق سے مراد حضرت صدیقؓ، کہ آخری حرف ق ہے۔ ر سے مراد حضرت عمرؓ کہ آخری حرف ر ہے۔ ن سے مراد حضرت عثمانؓ کہ آخری حرف ن ہے۔ ی سے مراد حضرت علیؓ کہ آخری حرف ی ہے۔ اولیاء کرام جو اللہ کے مقبول بندے ہیں کا ادب بھی بدرجہ اتم کرنا چاہیے تا کہ اولیاء اللہ کی ہدایت سے معرفت نفس حاصل ہو اور پھر عرفانِ رب[2]۔ جس نے عبادت کا یہ گُر نہیں سمجھا۔ وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچا۔ جس نے ادب کے راز کو پالیا۔ وہ خواہ ریاضت زیادہ نہ بھی کرے جلد منزل طے کرے گا۔ ادب حاضری اور عدم موجودگی دونوں حالتوں میں لازم ہے۔

ایک دوست نے بیان کیا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے۔

صَد کتاب و صَدورق در نار کُن　　جان و دِل رَا جانب دِلدار کُن

کی فائدہ پڑھن پڑھاون دا　　دَل سِکھ لَے یار مناون دا (پنجابی)

## علم باطن، علم ظاہر:

ایک مرتبہ قبلہ حضرت نے فرمایا کہ علم دو طرح کا ہے۔

علم قلب: یعنی علم باطن، یہ علم انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کو حاصل ہے۔

---

1. مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص 554
2. مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔

Marfat.com

علم لسانی: یعنی علم ظاہری یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی طرف حجت ہے۔
علم باطن کو علم ظاہر پر فوقیت حاصل ہے۔ جسے علم باطن حاصل ہو جائے وہ صحیح عالم ہے۔

علم باطن ہم چو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

مادروں را بنگریم و حال را  ما بروں را ننگریم و قال را۔

ترجمہ: ہم دل پر نظر رکھتے ہیں اور ظاہر کو نہیں دیکھتے۔

**التحیات کا پڑھنا:** آپ فرماتے کہ التحیات کو بڑے غور سے پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ناز و نیاز کی گفتگو اور تعلیم ہے۔ التحیات میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رب العزت کی تعریف کی ہے۔ "التحیات للہ والصلوٰت والطیبات "۔ ترجمہ: سب عبادات بدنی لسانی، مالی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہیں۔ حضرت صمدیت نے خطاب فرمایا۔ السلام علیک ایھا النبی[1] ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔اے ہمارے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں عرض کیا۔ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین ۔ (ہم سب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو)۔ اس وقت ملائکہ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ۔ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے[2] اور رسول ہیں۔

جب ہم اسے غور وفکر سے پڑھیں گے تو دل میں ایک خاص نُور پیدا ہو گا اور الصّلوٰۃ معراج المومنین کی حقیقت کھلے گی۔

**رجوع، عروج:** الحاج شیخ برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ تمام حاضرین دوزانو ہو کر سر جھکائے

---

[1] امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ گر تصور کرو۔ تب کہو السلام علیک ایھا النبی۔

[2] عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر  ایں سراپا انتظار اُو منتظر (علامہ اقبالؒ)

Marfat.com

مودّب آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا مولوی جی! ''رجوع'' کے کتنے حروف ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چار۔ آپ نے پھر دوسرے مولوی صاحب سے فرمایا کہ ''رجوع'' میں وہی حروف ہیں جو ''عروج'' میں ہیں۔ یعنی ر، ج، و، ع۔ اس پر آپ نے جذبہ میں فرمایا کہ جتنا رب کریم کی بارگاہ عالیہ میں ''رجوع'' کیا جائے گا اتنا ہی ''عروج'' حاصل ہوگا۔ اسی طرح جتنا جتنا رجوع حضور نبی کریم اور اولیاء کرام کی طرف ہوگا۔ اسی تناسب سے عروج اور روحانی ارتقا ہوگا۔ آپ کے اس فرمان سے حاضرین مجلس پر رقت طاری ہوگئی کیونکہ اُن پر رجوع کی حقیقت آشکارا ہوگئی۔

**عشق رسول:** یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ ''کیا کام کرتے ہو''۔ اُس نے کہا کہ ''للاری'' (رنگریز) ہوں۔ کپڑے رنگتا ہوں۔ آپ نے عالمِ جذب میں فرمایا ''بیلیا! میرا دل وی عشقِ رسول ﷺ دے رنگ وچ رنگ دے''۔ آپ کے اس فرمان پر حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ جس دل پر عشقِ رسول ﷺ کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اُس کے حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔

حد ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دُوری (اقبالؔ)

**سینما گھر کی تصاویر:** الحاج شیخ برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ بعد نمازِ فجر سیر کے لئے میکلوڈ روڈ کی طرف چل دیئے۔ میں ساتھ تھا۔ جب ہم سینما کے نزدیک جہاں قدِ آدم عریاں اشتہار لگے ہوئے تھے گزرے تو آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور جذبہ میں کہا کہ ایسی تصویریں دیکھنے سے نہ دل، نہ نگاہ اور نہ جسم ہی پاک رہ سکتے ہیں۔ ایسی تصویریں دیکھنا گناہ ہے۔

**اکل حلال:** یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک نواب صاحب نے ماڈل ٹاؤن میں کوٹھی تیار کروائی۔ حضرتؒ موہنی روڈ پر سیٹھ محمد شفیع کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نواب صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوٹھی میں کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے فرمایا کہ رب کریم بہت برکتیں فرمائے گا۔ مگر ماڈل ٹاؤن جانے سے انکار کر دیا۔ نواب صاحب

Marfat.com

نے بہت اصرار کیا مگر آپ نے مسلسل انکار کیا اور فرمایا کہ کھانا غریبوں میں تقسیم کر دیں میں فعل مختار نہیں کسی کے حکم سے چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا ہوں۔ فرمایا اکل حلال از بس ضروری ہے۔

آپ فرماتے۔

"کم کھاؤ............کم سوؤ............اور کم بات کرو"

مکر اور ریا کی مذمت کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا:

ہتھ وچ مالا مکر دی دھاگے لئی پرو
دل وچہ گھنڈی پاپ دی نام جپے کی ہو

ساتھ ہی ہندی کا یہ دوہا بھی پڑھا۔

نہائے دھوئے کیا بنے جد اندر میل سمائے
مچھلی جل میں نت رہے دھوئے باس نہ جائے

یعنی ظاہری میل کچیل دور کرنے کی بجائے باطنی کدورتوں کو دور کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

آپ فرمایا کرتے تھے۔

"سالک کو حصول مقصد کے لئے دو چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اکل حلال اور صدق مقال۔ حلال روزی کما کر اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہوتا ہے"۔ نیز جھوٹ سے بچنا درجات کی بلندی کا باعث ہوتا ہے۔

## دو چیزیں:

آپ نے فرمایا۔

"جس شخص نے گوشت کے دو لوتھڑوں کو اپنے قابو میں کر لیا، وہ کامیاب ہوا۔ ایک زبان اور دوسرے شرم گاہ۔

"بول اور بول کی جگہوں پر قابو پا لیا تو انسان تباہی سے بچ گیا"۔

**حقوق اللہ، حقوق العباد:** آپ نے فرمایا۔

"حقوق اللہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔

Marfat.com

کوئی شخص ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا ہو اور ورد وظائف میں دن رات مشغول رہتا ہو مگر اس کے ماں باپ اس سے خوش نہ ہوں یا بیوی بچے اس سے مطمئن نہ ہوں یا کسی انسان کی دل آزاری کا باعث ہو تو وہ عبادت اور ریاضت اُسے کچھ نفع نہیں دے سکتی''۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل اطہر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

اس ضمن میں آپ وہ واقعہ بیان فرماتے جو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترقی مدارج کا سبب بنا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جاڑے کے موسم میں ان سے ایک رات پانی طلب کیا جب وہ پانی لے کر واپس آئے تو مائی صاحبہ سوگئی تھیں۔ آپ پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیئے ساری رات منتظر کھڑے رہے۔ صبح کے وقت جب مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی تو بیٹے کو پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا دیکھا۔ دل سے اس کے حق میں دعا کی اور بیٹے کو علم وعرفان کی دولت عطا ہوئی۔

**لباس کی اہمیت:** حضرتؒ قبلہ اپنے عقیدت مندوں کو سُنّت کی پیروی کرنے کی تاکید فرماتے۔ اپنا ظاہر درست کرنے کی طرف توجہ دلاتے، بالخصوص لباس پر زور دیتے۔ سر پر ٹوپی اور ٹوپی کے اوپر عمامہ رکھنے کی تلقین فرماتے۔ کھلے آستینوں والا کُرتہ پہننے کا ارشاد فرماتے، داڑھی بڑھانے اور لبوں کے بال کتروانے کی تاکید فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر کو درست کرنا خود انسان کا کام ہے اس کے بعد باطن کو درست کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

**حصول روزی:** ایک دفعہ فرمایا:

''روزی کمانے کے جائز اور شرعی اسباب کو چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو توکل نہیں کہتے۔ سبب کی طرف نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ سبب تو دروازے کی مانند ہے جس میں

Marfat.com

سے گزر کر مسبّب کی طرف پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دروازہ اس امید پر بند کر لے کہ رزق اس کے گھر میں کہیں سے خود بخود پہنچ جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی ہے۔ کیونکہ دروازہ یا سبب تو اُسی کا بنایا ہوا ہے۔ پس دروازہ کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ ویسے اس قادر مطلق کے اختیار میں ہے کہ دروازہ سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے۔ پھر آپ نے مثنوی مولٰنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

۔ گفت پیغمبر بآواز بلند

بر توکل زانوئے اُشتر ببند

یعنی ظاہری اسباب کوحتی المقدور کام میں لانے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرے۔

<u>اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت:</u> ''اللہ کریم رات اور دن کی ساعات میں ہر بندے کی جانب تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت سے دیکھتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تین سو ساٹھ مرتبہ رسالت کی نظر کریم سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح خاصان خدا بھی تین سو ساٹھ مرتبہ اپنے متوسلین پر نظر لطف فرماتے ہیں۔ کتنی بے پناہ محبت ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اور کتنی عظیم شفقت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر اور کتنے مہربان ہوتے ہیں خاصان خدا مخلوق خدا پر مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان غفلت میں وقت گزار دے اور ان رحمتوں اور برکتوں سے اپنا دامن بھر لینے کی طرف توجہ نہ دے۔ اسی ضمن میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی وقت ننگے سر نہ رہو۔ معلوم نہیں وہی وقت نظر رحمت یا نظر شفقت کا ہو''۔

<u>عقیدہ:</u> آپ نے فرمایا کہ:

''ارکان اسلام میں سے اقرار توحید و رسالت کے بعد نماز کو اوّلیت ہے ہر مسلمان عاقل بالغ مرد عورت پر نماز فرض عین ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ سالکان راہ طریقت نے اس کی پابندی سے گوہر مقصود کو پا لیا۔ مسلمان اور کافر میں نماز ہی وجہ امتیاز ہے۔ نماز کے بغیر دیگر اعمال کسی شمار میں نہیں ہیں''۔

Marfat.com

پڑھے لکھے نوجوانوں کو سمجھانے کے لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

''یوں سمجھ لو کہ ایک لازمی مضمون حساب میں فیل ہونے والا کوئی طالب علم دوسرے سب مضامین میں پاس بھی ہو تو اعلیٰ جماعت میں ترقی کا مستحق نہیں سمجھا جاتا اور فیل ہی قرار دیا جاتا ہے''۔

نماز اگر رسماً پڑھی جائے اور نمازی جو کہہ رہا ہو اُسے سمجھے بھی تو اس میں کیف و حضوری خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ نمازی دل میں یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حاضر و ناظر ہے اور اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی نماز بے کیف اور بے حضوری ہو۔

**دعا کی اہمیت:** آپ نے فرمایا۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا ساری عبادت کا مغز ہے۔

گویا دعا بھی عبادت ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہوتا ہے اور بندے کی بندگی کا اعتراف۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور نماز دین کا ستون ہے۔

- آپ نے فرمایا۔ ''یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں میں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا''۔
- آپ نے فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا منظور کروں گا۔ پھر یوں بھی باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک غنی ہے اور تم سب محتاج ہو۔ آپ نے فرمایا بتاؤ، کوئی ایسا نبی ہے جس نے حضورِ حق میں دعا اور التجا نہیں کی۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تو لغزش معاف ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت اور آزمائش کے ایام میں دعائیں کیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں معافی اور نجات کے لئے دعا مانگی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ حضور رسول مقبول، محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ، عمرؓ کو مسلمان بنا کر اسلام کو تقویت دے۔ آنحضور

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میدان بدر میں سربسجود ہو کر دعا کی ''الٰہی یہ تیرے تین سو تیرہ بندے تیرے ہی نام کی عظمت کے لئے نکلے ہیں انہیں دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کر'' آپ نے امت کے لئے بار بار دعا کی۔تو پھر وہ شخص بڑا ہی بد بخت ہے جو اللہ رب العالمین سے مانگنا عار سمجھتا ہے۔

## شیطان لعین:۔

شیخ محمد انور شرق پوری بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اسم اعظم کے رموز میری استطاعت کے مطابق بتائے اور نماز تہجد کے وظائف بھی۔ میرے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ شیطان بے شک مردود ہے لعین اور نافرمان ہے لیکن مشرک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مشرک کے سوا سب گنہگار بخش دونگا تو کیا شیطان بھی بخش دیا جائے گا۔ یہ مسئلہ کوئی بزرگ حل نہ کر سکا۔ بالآخر میں کرمونوالا شریف (فیروز پور) حضرت قبلہ پیر سیّد اسماعیلؒ شاہ بخاری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تا کہ اس وسوسہ کا خاطر خواہ حل مل جائے۔ ہم تین آدمی تھے اور کسی سے ملاقات کیے بغیر مسجد میں چلے گئے اور چٹائی پر خاموشی سے لیٹ گئے کہ ایک خادم آیا اور کہا کہ شرق پور شریف سے جو تین آدمی آئے ہیں حضرت قبلہ بلا رہے ہیں ہم تینوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں دو تین دن آپ یہاں رہیں اب مسجد میں جائیں کھانا کھا کر نماز ادا کریں۔ نماز ادا کرنے کے بعد پھر حضرت قبلہ نے ہمیں بلایا اور ہم حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ قبلہ ایک حویلی کے باہر ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اور نیچے چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ہم مؤدبانہ سلام عرض کر کے پچھلی صف میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگلی صف میں میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ۔ ہم اگلی صف میں حضور کے قریب دوزانو بیٹھ گئے۔

اتنے میں ایک نووارد شخص آیا۔ آپ نے اُسے بھی اپنے پاس ہی بُلا لیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''ماسٹر صاحب آپ امرتسر سے تشریف لائے ہیں''۔ آپ پہلے تو کبھی نہیں آئے۔ میرا خیال ہے پہلی بار آئے ہیں۔ نووارد نے اثبات میں سر ہلایا۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ماسٹر صاحب آپ غالباً مولوی ثناء اللہ کے ملنے والے ہیں اور وہابی ہیں۔ آپ نے اُس سے استفسار کرتے ہوئے فرمایا۔ ماسٹر صاحب، ذرا یہ تو بتائیں کہ روزِ ازل جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا وہ کون تھا؟ میرا ماتھا وہیں ٹھنکا کہ یہ میرے وسوسہ کا مسئلہ شروع ہو گیا ہے۔ میں یہ گفتگو ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگا۔ حیران تھا کہ میں نے تو اس مسئلہ کا ذکر قبلہ حضرت صاحب سے یا کسی اور سے بالکل کیا ہی نہیں تو پھر انہیں اس وسوسہ کا کیسے علم ہو گیا؟ ماسٹر صاحب نے جواب دیا کہ ''ابلیس'' تھا آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو وہ ''ابلیس'' نہیں تھا۔ اُس شخص نے پھر جواب میں کہا۔ جی وہ ''شیطان'' تھا۔ آپ نے پھر تردید کی کہ ''شیطان'' تو بعد میں ہوا۔ اب وہ شخص لاجواب ہو گیا۔ آپ فرمانے لگے اس کا نام ''عزازیل'' تھا۔ سجدہ نہ کرنے سے مردود ہو گیا۔ لعین ہو گیا، نافرمان ہو گیا، شیطان اور ابلیس بن گیا۔ سارے جرم اس پر عائد ہو گئے اور راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اَب آپ پوچھیں گے، کہ وہ مُشرک کیسے ہوا۔ میں بڑی دلچسپی سے اس مسئلے کو سُن رہا تھا کیونکہ یہی میرا سوال تھا جس کا حل تلاش کرنے کے لیے میں حاضر ہوا تھا۔ ایک ولی کامل کا اندازِ بیان اور اس پیچیدہ مسئلے کا حل۔ موضوع دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد غور طلب بھی تھا۔ میں خاموشی سے سن رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مُشرک کی تعریف یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کیا جائے اور یہی سب سے بڑا شرک ہے عزازیل بظاہر تو اللہ کو سجدہ کرتا تھا مگر دراصل اُس نے اپنی عظمت اور تکبر کا بہت بڑا بُت اپنے نہانخانہ ضمیر میں تیار کر رکھا تھا اور وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنی عظمت اور اَنا کے اس بُت کو سجدہ کیا کرتا تھا۔ آدم کو تو وہ ایک معمولی مٹی کا کھلونا سمجھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے حکم دیا کہ آدم کو سجدے کرے مگر وہ تو اپنی عظمت کے بُت کا پرستار تھا۔ اس لیے اس نے صاف انکار کر دیا اور اس کا شرک ظاہر ہو گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُسے ہمیشہ کے لئے مردود اور راندہ درگاہ کر دیا۔ غرض کہ اس مسئلہ پر حضرت صاحب نے ایسا سیر حاصل تبصرہ کیا کہ میرے ذہن میں اب کوئی خلجان باقی نہ رہا۔ یہی میری شرطِ بیعت تھی جو پوری ہو گئی۔ اَب میں نے حضرت صاحب سے نہایت مؤدبانہ التماس کی کہ حضور مجھے بیعت فرما لیں۔ میں نے اکثر احباب سے سُنا ہوا تھا کہ حضرت

Marfat.com

صاحب صرف ذکر اذکار اور وظائف درود شریف بتا کر مرید کر لیا کرتے ہیں۔ مگر اس دفعہ حضور نے پانی سے بھرا ہوا ایک مٹی کا بڑا پیالہ منگوایا۔ پہلے آپ نے اس میں سے چند گھونٹ پانی خود پیا اور پھر مجھے حکم دیا کہ میں بھی اس سے کچھ پانی پی لوں۔ بعد ازاں آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں اس پیالہ میں ڈبو دیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اپنی پانچوں انگلیاں اس میں ڈبو دو۔ میں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے کچھ پڑھا اور مجھے حکم دیا کہ آپ یہ وظیفہ بوقتِ تہجد جیسا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا تھا رات کو بلا ناغہ پڑھا کریں اور خصوصاً بحضورِ قلب پڑھنے پر زور دیا۔ حضور کا یہ لطف و کرم دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ فرمایا کہ اب تم مسجد میں چلے جاؤ اور آرام کرو۔

ہمیں ابھی مسجد میں آئے چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ حضور نے ہمیں بلا کر حکم دیا کہ آپ فوراً اپنے گھر واپس چلے جائیں۔ میں ڈر گیا کہ شاید حضور ناراض ہو گئے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمیں دو چار دن یہاں رکھیں گے، آپ نے فرمایا کہ آپ کا جانا نہایت ضروری ہے۔ عرض کیا کہ حضور گاڑی کا وقت نکل چکا ہے۔ صبح تک کوئی گاڑی نہیں جاتی۔ آپ نے فرمایا جاؤ گاڑی مل جائے گی۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ہم بادلِ نخواستہ روانہ ہو گئے۔ جب اسٹیشن پر آئے تو معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے۔ ہم نے بڑے آرام سے ٹکٹ لیے اور پلیٹ فارم پر گھومنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد گاڑی آ گئی اور ہم بہ سہولت سوار ہو گئے۔ دل بڑا بے چین تھا بار بار سوچتے تھے کہ خدا معلوم حضور نے ہمیں کیوں واپسی کا حکم دیا ہے۔ اس میں بہر حال کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ تھی کہ:

ع سالک بے خبر نبود ز راہ و رسمِ منزلہا

گاڑی فیروز پور پہنچی، قصور اور رائے ونڈ ٹھہرتی ہوئی تقریباً بارہ بجے شب لاہور پہنچی۔ ہمارا ایک مکان اندرون لوہاری گیٹ تھا ہم نصف شب کے قریب اپنے مکان پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ میرے والد صاحب وقت تہجد سیڑھیوں سے گرے تھے، گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق کسی مالش کرنے والے پہلوان سے علاج کرایا۔ رب العزت نے صحت بخش دی۔

Marfat.com

## درود شریف کی برکت:

ایک مرتبہ قبلہ سرکار نے درود شریف پڑھنے کی برکت کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے تذکرۃ الاولیاء کی یہ روایت بیان کی کہ جس رات جنابہ رابعہ بصری پیدا ہوئیں والدین کے گھر چراغ تک نہ تھا۔ آپ کے والد صاحب نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ کسی سے کچھ طلب نہ کروں گا۔ اسی غم میں سو گئے۔ عالم خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا غمگین نہ ہو تیری بیٹی سیّدہ ہے میری اُمت کے ستر ہزار افراد اس کی شفاعت میں ہوں گے۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ عیسیٰ زادان حاکم بصرہ کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ تو ہر رات مجھ پر سو بار درود پڑھتا تھا اور جمعہ کی رات چار سو بار پچھلی جمعرات تم نے درود شریف نہیں پڑھا۔ اب اس کے عوض چار سو دینار کفارہ اس آدمی کو دے دو جو تمہارے پاس آئے۔ جنابہ رابعہ بصری کے والد جب اُٹھے تو ایک آدمی کے ہاتھ یہ حکم لکھ کر بھیج دیا۔ امیر بصرہ نے جب خط دیکھا تو فوراً تعمیل کی اور بہت زیادہ التفات کیا اور لکھا کہ تجھے خدا کی قسم ہے کہ جب کبھی تجھے ضرورت ہو مجھ سے ضرور کہو۔ پس آپ کے والد نے وہ رقم لے لی۔

## تصدیق کمال:

عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین، حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضور اعلیٰ سرکار شرق پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ''ولی را ولی می شناسد'' کے مصداق وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے منصب عالیٰ سے کما حقہ واقف تھے۔ ان کی خدمت میں ایک صاحب نے ضلع راولپنڈی سے خط لکھا جس میں راہ سلوک میں اپنی بعض مشکلات کے حل کے لئے دستگیری کی التجا کی تھی۔ حضرت صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی خط کی پُشت پر اپنے دست مبارک سے یہ تحریر لکھ کر خط واپس بھیج دیا:۔

''آپ حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالا شریف ضلع ساہیوال (حال اوکاڑا) سے رجوع کریں۔ فقیر کے نزدیک موجودہ زمانے میں اور کوئی ایسی باکمال ہستی نہیں

Marfat.com

ہے، جس کی توجہ عالیہ سے آپ گوہر مقصود حاصل کر سکتے ہوں''۔ اپنا یہ خط جو پیر بل شریف سے ہو آیا تھا ایک دوسرے خط کے ہمراہ انہوں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا۔ ان ایام میں خطوط کے جوابات تحریر کرنے کی خدمت اس فقیر (مولوی محمد اکرام) کے سپرد تھی۔ یہ خط حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے علیحدہ دے کرارشاد فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دیں اور فقیر نے ان کو خط لکھ دیا۔

چند دنوں کے بعد وہ بزرگوار اپنے وطن مالوف سے آئے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں باریاب ہو کر اپنا دامن مراد گوہر مقصود سے پُر کر کے واپس گئے۔ واپس جاتے ہوئے وہ ہر طرح سے مطمئن اور مسرور تھے۔

## اتباعِ شریف کا جذبہ:

حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان صالحین میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت مطہرہ تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق اور سنت کے علمبردار تھے، ان کے ہاں ایسی رسومات جو دوسرے لوگوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں، بالکل نہیں تھیں۔ ان کے یہاں نماز کی پابندی تھی اور حضور خواجہ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کی تاکید۔ ان کا قول تھا کہ جو شخص شرع شریف کا پابند نہیں، اسے ولی نہ مانو، خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ملنے والوں کو نماز، روزہ کی پابندی اور درودِ پاک کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ طویل وظائف اور چلہ کشی کو ناپسند فرماتے۔ البتہ ہمیشہ اس تمنا کا اظہار فرماتے تھے کہ آپ کے ملنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وصورت بنائیں۔ داڑھی نہ منڈوائیں، لباس و اطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

- آپ فرمایا کرتے تھے۔

''یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے عمدہ، سب سے حسین اور خوبصورت سراپا جو بنایا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر کردار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کردار ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ ویسی ہی صورت اور ویسی ہی

Marfat.com

سیرت بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہی ذریعہ ہے''۔

ایک نوجوان نے ایک دفعہ عرض کر دیا۔ ''قبلہ داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ انسان کا دل صاف ہونا چاہیے۔

آپ نے فرمایا۔

''برخوردار تمہارا قرآن پاک پر ایمان ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''جی ہاں، کیوں نہیں، آخر میں مسلمان ہوں''۔ آپ فرمانے لگے:

''قرآن پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کو اسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) اور داڑھی رکھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسوۂ حسنہ ہے اور قرآن مجید میں جا بجا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تقلید اور اطاعت کا حکم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کی خلاف ورزی کرنا یا مذمت کرنا کسی ہوشمند انسان کا کام نہیں۔ کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا: ''بابو جی! تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو، دل کا بھید تو خدا جانتا ہے۔ ظاہری صورت بھی درست کرو تا کہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دیں اور یہ یاد رکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانو! جس نے میری شکل وصورت بنائی، اللہ پاک اس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقال کا قصہ بیان فرمایا جو ازراہِ تمسخر آپ کی نقل اتارا کرتا تھا، لیکن مرنے کے بعد مولا کریم جل جلالہ نے اس کی صرف اس وجہ سے بخشش فرما دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ظاہری شکل وصورت بنا کر لوگوں کے سامنے آتا تھا اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی نقل اتارا کرتا تھا۔

مولانا جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو نظم فرمایا ہے، جس کا آخری شعر یہ ہے۔

آنکہ بر نقل برگزیدہ ماست      بعذاب مخالفاں نہ سزاست

جو کوئی ہمارے مقرب بندوں کی شکل میں آتا ہے اُس کیلئے دشمنوں والی سزا روا نہیں۔

Marfat.com

(ابو البیان) حضرت مولانا غلام علی صاحب (مرحوم) مفسر قرآن مہتمم اشرف المدارس اوکاڑا ایک موقعہ پر جماعت علماء کے ہمراہ مجلس مبارک میں موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''مولانا! لوگ محض دکھاوے کے لئے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر شوق اور محبت سے ایک دفعہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہا جائے تو رب کریم کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

آپ کی تسبیح: ایک دن بعد نماز جمعۃ المبارک بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں جمع تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور آپ کی مخالفت بہت ہے، کوئی ہتھیار ساتھ رکھا کریں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ میری تسبیح کا ایک ایک دانہ پستول کی گولی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری تسبیح کا ایک دانہ جس طرف بھی اُلٹ گیا۔ دنیا الٹ جائے گی۔ چنانچہ باوجود مخالفت کے حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ محفوظ رہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی (اقبالؒ)

مقبرہ جہانگیر، بادشاہی مسجد: عبدالحق نمبردار چک نمبر 6.G.D رینالہ خورد نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ مجلس میں حاضر تھے۔ فرمایا کہ مقبرہ جہانگیر اور بادشاہی مسجد ضرور دیکھا کریں۔ جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے سے عدل کا سبق ملتا ہے اور موت یاد آتی ہے کہ کیسے کیسے جاہ وحشم والے بادشاہ نہ رہے، زندگی ناپائیدار ہے۔

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

نماز تہجد: حضرت مُرشدی فرمایا کرتے تھے کہ آدمی نماز تہجد قضا نہ ہونے دے اور یہ خیال کرے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس نماز میں امام ہیں۔ چار یار اور امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مقتدی ہیں۔ نیک کام کے لئے مصمم ارادہ کرے تاکہ پایۂ تکمیل تک پہنچے۔

Marfat.com

گراں بہا ہے تیرا گریہ سحر گاہی
اسی سے ہے تیرے نخلِ کُہن کی شادابی

○ حضرت مُرشدیؒ نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ فرمایا کرتے کہ مسجد کے بائیں جانب کسی مقصد کے لئے بیٹھنے سے بہت سرور آتا ہے۔

ادب: حضرت منصور عمار کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ آپ نے راستہ میں ایک کاغذ پڑا پایا۔ جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اُٹھایا اور چونکہ نزدیک کوئی پاکیزہ جگہ نہ تھی کہ اسے وہاں رکھ دیتے۔ آپ نے وہ پرزہ کاغذ کھا لیا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ سے کہا جا رہا ہے کہ ہمارے نام کا جو ادب اور احترام تم نے کیا ہے، اس کے عوض میں ہم نے تم پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ بہت مدت تک ریاضت کرتے رہے۔ پھر آپ نے وعظ کہنا شروع کیا۔ آپ نے ابو الحسن شعرانی کو ایک مرتبہ خواب میں فرمایا کہ ”حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ منصور عمار تیرا ہی نام ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا کہ تو ہی تھا جو لوگوں میں زُہد کا وعظ کرتا تھا اور خود بے عمل تھا۔ میں نے عرض کیا۔ رب العزت! جس طرح آپ جانتے ہیں ایسا ہی ہے مگر میں نے کوئی وعظ تیری تعریف اور پاکیزگی بیان کرنے کے بغیر نہیں کیا اور تیری تعریف کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور تیرے بندوں کو نصیحت کی اور حق کی طرف بُلایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تو سچا ہے، پھر فرشتوں سے کہا اس کے لئے کُرسی بچھاؤ تاکہ یہ آسمان پر فرشتوں کے درمیان میری ثناء کہے جیسے کہ زمین پر آدمیوں کے درمیان کہتا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ادب: ایک فاسق و فاجر دریائے دجلہ پر ہاتھ پاؤں دھونے کے لئے گیا۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نیچے بہاؤ کی طرف وضو فرما رہے تھے۔ بے ادبی کے ڈر سے وہ فاسق و فاجر امام صاحب کے نیچے کی طرف ایک جگہ پر چلا گیا تاکہ اس کا استعمال شدہ پانی امام صاحب کے استعمال میں نہ آجائے۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے اور چلا گیا۔ وہ شخص مر گیا کسی نے اس سے عالمِ خواب میں دریافت کیا کہ رب العزت نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ سب جانتے ہیں میں فاسق و فاجر تھا مگر محض ایک ساعت مردِ حق کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

Marfat.com

**آپ کے مرید کا مقام:** آپ فرمایا کرتے کہ میرے مُرید آج کل کے اکثر بزرگوں کے خلفاء سے افضل ہیں۔ اگر میں اپنے ادنیٰ غلام کا مرتبہ اُس پر منکشف کر دوں تو وہ خوشی سے مرجائے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی (اقبالؒ)

**موذی جانوروں سے بے خوفی:** حافظ محمد رفیق صاحب مجاہد آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور قبلہؒ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک زمیندار اپنے دو بیٹوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوا۔ عرض کیا حضور میری ایک جوان بیٹی ہے جس کی چارپائی کے نیچے ہر روز کوئی نہ کوئی سانپ آ بیٹھتا ہے۔ ہم نے کئی سانپ مارے ہیں لیکن پھر بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا کب سے ہے۔ عرض کیا کہ تقریباً پانچ چھ سال سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو شعر میں سناتا ہوں اچھی طرح یاد کرلو گھر جا کر بال بچوں سمیت پڑھا کرو۔

اُٹھ فریدا سُتیا جھاڑو دے مسیت
توں سُتا تیرا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

ترجمہ: غافل انسان اللہ کے گھر (مسجد) کی خدمت کر۔ غافل نہ ہو، تم غافل ہو لیکن تمہارا مالک خداوند کریم نیند اور اونگھ سے پاک ہے۔ تیرا ایسی ذات سے تعلق ہے جو کسی وقت غافل نہیں۔ اگر تجھے اُس محبوبِ حقیقی کے عشق کی کٹھن منزل طے کرنی ہے تو تجھے بھی دل بیدار رکھنا ہوگا)۔

وہ تیسرے دن واپس آیا اور آپ کی خدمت میں یک صد روپیہ اور ایک جوڑا کپڑے پیش کیے اور عرض کیا کہ ہم نے ایک ہی دن یہ عمل پڑھا تو سانپ کا نام ونشان نہیں رہا۔ حضرت قبلہؒ نے حافظ صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے جو شعر بتایا ہے۔ سانپ تو سانپ کوئی بھی موذی جانور سو سو میل تک نہیں رہ سکتا۔ یہ کوئی معمولی وظیفہ نہیں۔ آپ نے روپے اور کپڑے واپس کر دیئے۔ اور کہا کہ جاؤ اس لڑکی کی شادی کرو اور میری طرف سے یہ کپڑے اور روپے اسے دے دو۔ سبحان اللہ کیا شان استغنا ہے۔

Marfat.com

دو دشمن: چودھری محمد انور بٹر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں شرفِ حاضری کے لئے پاک پتن شریف گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شاہراہ اچھی ہو تو گرنے بھٹکنے کے خطرات کم ہوتے ہیں۔ شاہراہ شریعت قُربِ خداوندی حاصل کرنے کے لئے بہترین راستہ ہے۔ مگر شاہراہ پر بھی آنکھیں کھول کر اور ہوشیار ہو کر چلنا پڑتا ہے کہ کہیں موٹر تانگے سے ٹکر نہ ہو جائے۔ یہ رکاوٹیں شیطانی خطرات ہیں۔ اس راستہ پر موٹر سوار پیدل اور ہر طرح کے راستہ چلنے والے ہوتے ہیں۔ مگر منزل سب کی ایک ہی ہوتی ہے۔ انسان استقامت اور احتیاط سے سفر کرے تو منزلِ مقصود تک پہنچ ہی جاتا ہے۔ اس راستے کا سب سے بڑا شیطان اور راہ زن عورت ہے۔ زن کے معنی ہیں ''مارنا'' عورت مرد کو مارتی ہے۔ بڑے بڑے جوانمرد اور میدانِ تصوف وطریقت کے پہلوان اس نے چاروں شانے چت گرا دیئے۔ اس سے گریز ضروری ہے، پنجابی زبان میں عورت کو ''نار'' کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ آگ میں پہنچائے گی، حد سے بڑھی ہوئی شہوت آدمی کو عبادت سے منحرف کر کے قعرِ مذلت میں دھکیل دیتی ہے۔ ہاں جائز اور حلال تعلقات میں خطرہ نہیں، یہ تو مشہور ہے کہ ''راہِ راست بروگرچہ دور است''۔ زن بیوہ مُکن گرچہ حُور است، یہاں بیوہ سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کے ہوتے ہوئے بدکار اور زانیہ ہو۔ چنانچہ زر، زن، زمین میں ہوس زمین عورت کی ہوس سے بڑھ کر ہے۔ زمین آخر میں ہے اور فقرہ کے آخری الفاظ معنویت کے اعتبار سے بڑے وزنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ آیت 14 پارہ 3 سورۃ آلِ عمران زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ.......... وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ٥ میں زمین اخیر پر ہے۔ زمین کے فسادات بہت ہیں۔

نعت خوانی: ملک سردار محمد لاہوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبلہ حضرت صاحب محمد شفیع کیلیے والا کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ نعت خواں حضرات بارگاہِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بڑی محبت سے ہدیۂ نعت پیش کر رہے تھے۔ حضرت ہمہ تن گوش لُطف اندوز ہو رہے تھے۔ میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ نعت خوانی بھی تو ایک قسم کا سماع ہے

Marfat.com

اور نقشبندی حضرات سماع کے خلاف ہیں۔ چنانچہ جب نعت خوانی ختم ہوئی تو قبلہ حضرت صاحبؒ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا کہ انسان کے دل میں نور ایمان موجود ہوتا ہے۔ بعض کا دل روشن ہوتا ہے اور آلائش سے پاک مگر بعض دلوں پر خطرات کی گرد جم جاتی ہے تا ہم اس گرد میں نور کی چنگاری موجود رہتی ہے۔ تو یہ چنگاری نعت خوانی سے روشن ہو جاتی ہے۔ نعت خوانی سے دین کی محبت اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُلفت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں یہ چنگاری بُجھ جاتی ہے اور وسواس کی گرد اِن کے دلوں کو مُردہ کر دیتی ہے۔ اُن مُردہ دلوں پر نعت خوانی کی گونج کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

**مسجد داتا صاحبؒ، بادشاہی مسجد:** یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1963ء میں حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ داتا صاحبؒ کی مسجد بھی بادشاہی مسجد کی طرح کشادہ ہونی چاہیے۔ (انشاء اللہ یہ ہو کر رہے گا، ایک ولی کامل کی زبان سے اعلان ہو چکا ہے، اس کی تکمیل ہو رہی ہے)۔

ایک روز آپ نے فرمایا بادشاہی مسجد کے بیل بوٹے، پھول وغیرہ اسرار ہی اسرار ہیں اور ان میں سمٹی ہوئی آیاتِ قرآن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارک کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً ایک پتھر پر جو پیشانی محراب پر ہے یہ آیت کندہ ہے۔ ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعاً'' حالانکہ نظرِ بظاہر میں یہ تحریر ایک زنجیر نظر آتی ہے۔

## اولیاء اللہ سے گستاخی:

بابا جی پیر سیّد محمد علی شاہؒ صاحب سجادہ نشین اوّل دربار عالیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص فرید کوٹ سے آیا اور اس نے حضرت قبلہ سے کہہ دیا کہ آپ کو دنیا کی خبر نہیں ہے، اخبار ضرور دیکھا کریں۔ کچھ دن بعد اتفاق سے وہ شخص کسی مقدمہ میں ملوث ہو گیا اور اُسے عدالت سے سات سال قید کی سزا ہوئی۔ جب اُسے اس سزا کا اصلی سبب معلوم ہوا تو معافی کے لئے عرض گزار ہوا۔ قبلہ حضرت صاحب کو اس پر ترس آ گیا۔ انہیں دنوں میں راجہ فرید کوٹ کے ہاں لڑکا تولد ہوا تو اس خوشی میں صرف سات سالہ قیدیوں کی رہائی کا حکم جاری ہوا۔ چنانچہ ان احکام کے تحت وہ بھی رہا ہوا اور اس وسیلہ سے باقی قیدی بھی رہا ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کا دِلی احترام ہی دین دنیا کی سعادتوں کا وسیلہ ہے اور گستاخی و بے ادبی ہر قسم کی محرومیوں اور آلام و مصائب کا پیش خیمہ ہے۔

**جانوروں پر شفقت:** نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بازار میں ایک پرندہ قفس میں بند دیکھا۔ وہ قفس میں تڑپ رہا تھا اور بڑا مضطرب تھا۔ آپ نے اُسے خرید کر آزاد کر دیا۔ وہ پرندہ ہر رات آپ کے گھر آتا اور آپ کو تمام رات نماز پڑھتے دیکھتا رہتا اور کبھی کبھی آپ کے جسم پر بیٹھ جاتا۔ آپ کی وفات کے موقع پر جب آپ کا جنازہ لیئے جا رہے تھے تو یہ پرندہ آپ کے جنازے پر اپنے آپ کو مارتا اور فریاد کرتا تھا۔ جب آپ کو دفن کر چکے تو یہ پرندہ آپ کی قبر پر اپنے آپ کو مارتا تھا، یہاں تک کہ قبر سے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے سفیان ثوری کو بخش دیا اس شفقت کے سبب سے جو اسے مخلوق خدا پر تھی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

○ ایک دن حضرت عثمان الحیریؒ نے ایک کاروان کو سرائے میں دیکھا۔ اُس میں ایک گدھا تھا جس کی پیٹھ زخمی تھی اور ایک کوّا اُس کی زخمی پیٹھ سے گوشت کھا رہا تھا۔ گدھے میں یہ طاقت نہ تھی کہ کوّے کو دفع کرے کیونکہ اس کا مونھ اس کی پیٹھ تک نہ پہنچتا تھا۔ حضرت عثمان الحیریؒ کو اس کی حالت پر رحم آیا آپ نے اپنا پیراہن اُتارا اور اس گدھے کی پیٹھ پر ڈال دیا اور اپنا عمامہ بجائے تنگ کے اوپر سے باندھ دیا اور چلے گئے۔ گدھے نے آپ کے حُسن سلوک پر حق تعالیٰ کے حضور میں زبان حال سے آپ کے لئے دعا کی اور آپ پر تصوف کی راہ کھل گئی۔

## نماز میں ہر رکعت میں دو سجدے کیوں؟

○ ارشاد فرمایا کہ ہر رکعت میں قیام ایک، رکوع ایک مگر سجدے دو ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے سجدے میں یہ خیال کرے کہ یا اللہ تو نے مجھے اس (زمین) سے پیدا کیا ہے، اس لئے تجھے سجدہ کر رہا ہوں۔ دوسرے سجدہ میں یہ خیال کرے کہ دوسرا جہان بھی تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس کے لئے بھی تو ہی سجدے کا مستحق ہے۔

Marfat.com

## حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نُور سے ہیں، تشریح:

چوہدری محمد انور بــــٹــــر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ مورخہ 15-09-1940ء کو قبلہ حضرت صاحب محمد شفیع کیلے والا کے گھر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور سے ہیں۔ تو اللہ کا نور کم ہو گیا ہو گا۔ اس لئے اللہ بھی فانی ہوا۔ حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ تم نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس پر کیا لکھا دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف کلمہ شریف لکھا ہے اور کچھ نہیں۔ آپ نے کہا لیکن مجھے تو بہت کچھ نظر آتا ہے مثلاً اس کی 53 سیڑھیاں ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر معراج شریف ہے۔ 15 شرقی حجرے ہیں جو بچپن شریف کو ظاہر کرتے ہیں۔ 50 حجرے شمالاً جنوباً ہیں جو آپ کی عملی مصروف زندگی کے برابر ہیں۔ تین بڑے کمرے ہیں جو آپ کی کارکردگی اور کامیابی کے آخری تین سال ہیں۔ 7 محرابیں ہیں جن سے مراد سات آسمان ہیں۔ درمیان والا بلند ترین گنبد اللہ کی قدرت اور عظمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ 4 مینار سے مراد چار یار ہیں۔ دائیں ہاتھ والا پہلا ہے، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان ظاہر کرتا ہے۔ بائیں ہاتھ والا کھُلا ہے جہاں سے اذان ہوتی ہے یہ حضرت عمر فاروقؓ کی نشاندہی کرتا ہے۔ پچھلی طرف سے مینار حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان ظاہر کرتے ہیں۔ بڑا دروازہ ایک ہی ہے یعنی اسلام میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے۔ محراب کے قریب کوئی دروازہ نہیں۔ اس لئے کہ اسلام سے ارتداد نہیں۔ چاروں مینار عمارت کا بلند ترین حصہ ہیں۔ یہ چاروں خلفائے راشدین کی شان ظاہر کرتے ہیں اور یہ چاروں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ترین رشتہ دار (دو خسر تھے اور دو داماد) تھے اور چاروں ہمہ وقتی شریک کار۔

پھر آپ نے سائل کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تمہیں وہ باتیں معلوم ہوئیں جو پہلے معلوم نہ تھیں۔ میرے علم کا نور تمہیں روشن کر گیا لیکن میرا علم کم نہیں ہوا۔ بلکہ بیان کرنے سے اُسی کا اظہار بھی ہوا اور میرا علم پہلے سے زیادہ واضح ہو گیا اور حاضرین کو بھی فائدہ پہنچا ہے۔ اسی طرح اللہ کا نور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منتقل ہونے سے کم نہ

Marfat.com

ہوا۔ بلکہ اللہ کے نور کو ظاہر کرنے کے لئے دیگر نور بھی ضرری تھا۔ جو اُسے خود قبول کر کے دوسروں تک پہنچائے۔

پھر آپ نے بڑے سخت لہجہ میں فرمایا کہ الوہیّت کا سفلیات کی تشبیہات و استعارات سے تو کجا علویات کے کنایات سے بھی موازنہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کی ذات مبّرا منزہ ہے۔ وحدانیت مطلق کے تخیل سے بھی بالاتر ہے۔ وحدانیت کا لفظ بھی محض سمجھنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے قُل شریف میں اَحد کے ساتھ ہی صمد کا لفظ آیا ہے، یعنی پاک تخّیل کی پرواز سے بالاتر۔

پھر فرمایا کہ جب تم شاہی مسجد دیکھنے کے بعد بھی اُس کی تعمیری سکیم نہیں سمجھ سکے۔ تو اللہ کے متعلق اس طرح کی شرک آمیز باتیں کیسے کر سکتے ہو جس کو دیکھا ہی نہیں، اللہ، رسول، تو کُجا اولیاء اللہ کو بھی خواہ اُن سے بغل گیر بھی ہو جاؤ اُس حد تک نہیں پہچان سکتے جس حد تک اُن کا پہچاننا ضروری ہے اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ دینی مسائل کو عام فہم بنانے کے لئے آپ تمثیلات سے بڑا کام لیتے تھے۔ اس طرح ہر مسئلہ گویا ایک زندہ یا موجود شئے کی طرح نظر آجاتا تھا اور تمام شکوک وابہام رفع ہو جاتے تھے۔

پیچیدہ سے پیچیدہ فقہی واصولی مسائل کو اس طرح عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے سادہ زبان میں ڈھالنا آپ کی ادنٰی کرامت تھی۔ تلقین کرتے وقت آپ کے لب ولہجہ اور زبان کی سادگی میں خاص کیفیت ہوتی تھی۔ اس لئے آپ کی بات دل میں اترتی جاتی تھی۔

## خوف ورجا:

○ الحاج میاں علم دین صاحب مُنج بھاٹا راولپنڈی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک معمر شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا "بابا! جنت وچ جائیں گا یا دوزخ وچ"۔ اُس نے کہا انشاء اللہ جنت وچ۔ اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا "توں اکلا ای جنت وچ لتاں پسار کے بیٹھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تے اپنے اُمتیاں نوں دوزخ وچوں پے کڈھ دے ہون گے"۔ یعنی آپ کو اُس معمر شخص کی یہ خوش فہمی پسند نہ آئی۔ فرمایا "الایمان بین الخوف والرجا"۔ مزید وضاحت فرمائی کہ اگر حکم ہو کہ سب جنتی ہیں

Marfat.com

سوائے ایک کے تو انسان سمجھے کہ وہ ایک میں ہوں اگر یہ حکم ہو کہ سب دوزخی ہیں سوائے ''ایک'' کے تو انسان سمجھے وہ ایک میں ہی ہوں۔ یعنی خوف ہو تو کمال کا۔ اُمید ہو تو وہ بھی درجہ کمال کی تب مسلمان مومن کامل ہوتا ہے۔

خواب میں رہنمائی: صوفی شیر محمد صاحب سکنہ چک نمبر 59/D.B نزد یزمان منڈی ضلع بہاولپور حال خطیب جامع مسجد شیر ربانی یزمان منڈی بیان کرتے ہیں:-

میں کسی سکول یا مدرسہ کا طالب علم نہیں رہا۔ صرف ناظرہ قرآن پڑھا۔ جب عمر جوانی کو پہنچا تو کسی ''اللہ والے'' سے بیعت ہونے کی آرزو دل میں پیدا ہوئی۔ ہر دم یہی خیال دامن گیر رہتا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ یا حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونا چاہیے۔ ان ایام میں میری رہائش چک نمبر 59/D.B میں تھی۔ قسمت نے یاوری کی تو پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عالم خواب میں تشریف لائے فرمایا ''بیلیا! حضرت کرمانوالا شریف آ کر بیعت سے مشرف ہو جا'' یہ اشارہ غیبی پا کر بصد شوق حضرت کرمانوالا شریف پہنچا اور آپ کی نورانی مجلس میں مؤدب بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہ نے دیکھتے ہی فرمایا ''بیلیا! آ گیا ایں''۔ یعنی وہ خواب والا واقعہ یاد دلایا۔ پھر مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ فرمایا ''کسان زمین میں بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو قابل کاشت بناتا ہے۔ پھر بیج ڈالتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل اپنے مرید کے دل کو بیعت ہونے کے قابل بناتا ہے پھر اسے حلقہ مریدین میں شامل کرتا ہے''۔

O یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چک نمبر 59/D.B. کے مقامی سکول میں عبدالعزیز نامی ایک سکول ٹیچر تھا۔ تعطیلات کے آغاز پر وہ اپنے گھر جاتی دفعہ میرے پاس ایک ٹرنک بطور امانت چھوڑ گیا۔ میں نے وہ ٹرنک کھولا تو اس میں ایک گرم کوٹ اپنے ناپ کا پایا۔ میں نے وہ کوٹ نکالا اور پہن لیا بدیں خیال کہ ماسٹر صاحب کو اس کوٹ کی پوری قیمت ادا کروں گا۔ اسی رات عالم رویاء میں پیر و مرشدی حضرت کرمانوالی سرکار تشریف لائے اور فرمایا ''بیلیا! امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے'' میں سخت نادم ہوا اور علی الصبح وہ کوٹ ٹرنک

Marfat.com

میں رکھ دیا۔ توبہ استغفار کی کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ سبحان اللہ کس قدر باخبر ہیں پیرومرشدی کہ بروقت متنبہ فرمایا اور میری اصلاح فرمادی۔

## اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ کی تفسیر دل پذیر:۔

پیر نوازش علی شاہ رام گلی لاہور بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف ''حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حُسینؓ سے'' کا مفہوم میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ پہلا حصہ تو بالکل واضح ہے کہ امام عالی مقام حضرت حسینؓ مجھ سے ہیں لیکن دوسرا حصہ'' کہ میں (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ) حضرت حسینؓ سے ہوں'' سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امام عالی مقام حضرت حسینؓ سے کیسے ہو سکتے ہیں۔ میں دل ہی دل میں غور کرتا رہتا لیکن عقدہ حل نہ ہوا۔ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالا شریف میں آپ کی نورانی محفل میں موجود تھا۔ حاضرین کافی تعداد میں تھے۔ آپ نے مجھے اپنے نزدیک جگہ دی اور فرمایا'' اس حدیث شریف'' الحسین منی وانا من الحسین'' کا کیا مطلب ہے۔ میں خوش ہوا کہ آج میرا عقدہ حل ہو جائے گا کہ حضرت قبلہ نے از خود ہی میرے مسئلہ پر گفتگو شروع کی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیلیو! مطلب بالکل واضح ہے کہ امام عالی مقام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنا سر مبارک قربان کر کے اپنے نانا (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ) کے دین (اسلام) کو سر بلند کیا۔ اگر آپ (امام عالی مقام) یہ عظیم قربانی پیش نہ کرتے تو ''محمد رسول اللہ کہنے والے ختم ہو جاتے۔ گو لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود رہتے۔ گویا حضرت امام حسینؓ نے اپنا سر اقدس دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو زندہ جاوید کیا۔ یعنی ''محمد رسول اللہ'' کا دین حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے ہی قائم رہا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسینؓ عالی مقام میں سے ہوئے۔ آپ کی اس تشریح سے میری ذہنی خلش دور ہوگئی اور حدیث شریف کا مفہوم روز روشن کی طرح صاف ہوگیا۔

Marfat.com

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ (اقبالؒ)

**ایک مغرور قلعی گر آپؒ کی خدمت میں:** اے- ار سلیم 45 جمال کالونی ملتان بیان کرتے ہیں کہ: میری والدہ چھٹی بچی کے پیدا ہونے پر غمگین رہنے لگیں کیونکہ اولاد نرینہ نہ تھی۔ سنگرور میں ایک قلعی گر تھا وہ بزرگوں اور فقیروں کی خدمت میں حاضر ہوتا مگر ان کی خامیاں اور نقص ڈھونڈنے کے لئے۔ اس نے والد صاحب سے کہا کہ جب کبھی آپ کربانوالا شریف جائیں تو مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ والد صاحب اس قلعی گر کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے والد صاحب کو ملاقات کے لئے بلایا قلعی گر اکیلا بیٹھا تلملا رہا تھا کہ مجھے نہیں بلایا۔ حضرت قبلہ نے خادم سے فرمایا اس بے عقل قلعی گر کو بلا لاؤ۔ بڑی بے صبری سے بیٹھا ہوا ہے۔ قلعی گر آیا اور سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ آپ نے کھانا منگوایا پہلے اس قلعی گر کو دیا۔ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اور منشی جی اکٹھے کھائیں۔ قلعی گر نے عرض کیا کہ نہیں میں اور منشی جی اکٹھے کھائیں گے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ کھانا تو ایک جیسا ہے دیکھو کوئی فرق نہیں ہے مگر نالائق قلعی گر بضد رہا کہ منشی جی میرے ساتھ کھائیں گے۔ والد صاحب دل میں خفا ہو رہے تھے کہ اس عقل کے اندھے کو کیوں ساتھ لے آیا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا ''منشی جی قلعی گر بھی ہمارا مہمان ہے سب اکٹھے کھاتے ہیں'' بعد فراغت طعام حضرت قبلہ نے فرمایا میرا ایک پرانا برتن ہے سخت زنگ آلود کہ مجھ سے وہ زنگ دور نہیں ہو سکا۔ کیا تم زنگ دور کر سکتے ہو' اس قلعی گر نے فخریہ انداز میں کہا کہ جی ہاں کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ''کیسے'' قلعی گر نے کہا کہ سب سے پہلے ریت سے صاف کروں گا۔ صاف نہ ہوا تو پھر اینٹیں کوٹ کر ریت میں ملا کر صاف کروں گا۔ اس پر بھی نہ ہوا تو آگ پر گرم کر کے تیزاب سے صاف کر کے قلعی کر دوں گا یہ لمبا چوڑا طریقہ صفائی سُن کر حضرت قبلہ نے فرمایا ''تو فقیروں کی عیب جوئی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دل قلعی ہو جائے۔ جا چلا جا۔ ساری عمر قلعی گر رہے گا، حاصل کچھ نہ ہو گا''۔ والد صاحب دل ہی دل میں ڈر رہے تھے کہ کہیں حضرت قبلہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ اس

Marfat.com

بے عقل آدمی کو کیوں ساتھ لایا۔ قلعی گر کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا "منشی جی بیٹیاں بھی اللہ کی نعمت ہیں۔ اس دفعہ لڑکا تولد ہوگا۔ اپنی بیوی سے کہہ دینا غم نہ کھائے۔ پھر ایک اور ہوگا مگر اللہ کو پیارا ہو جائے گا" حضور قبلہ کا فرمان پورا ہوا۔ والدین کے گھر آپ کی دعا سے میں" اے ارسلیم پیدا ہوا خوشیاں منائی گئیں۔ راجہ سنگرور کی ایک رانی میری والدہ کی ہم سبق تھی۔ اس نے بھی میری پیدائش پر مبارکباد دی۔ اللہ اکبر۔

ادب: اصغر علی صاحب فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپؒ کی نورانی مجلس میں حاضر تھا متوسلین کافی تعداد میں موجود تھے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا اگر کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین کو صحابہ کبار کی پاپوش مبارک کو یا اپنے پیر و مرشد کی جوتی کو جتڑی کہہ دے تو اس تحقیرانہ کلمہ کے باعث اس کی بخشش بالکل نہیں جبکہ کعبہ شریف کو تیل چھڑک کر جلانے والے کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور ایسے شخص کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے (یعنی حقارت سے ایسا کہا جائے تو سوء ادب ہے جب کہ طریقت کل ادب ہے بے ادب مباش و ہر چہ خواہی کن)۔

## مذہب حنفیہ کی اہمیت:

ایک دفعہ آپ حضرت قبلہ نے مولوی صاحبان سے دریافت فرمایا کہ بیلیو! تمہارا مذہب کیا ہے۔ انہوں نے کہا جو آپ کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے۔ تو اعلیٰ حضرت صاحب کرمانوالی سرکار قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بیلیا فقیراں دا کہڑا مذہب ہوندا اے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کسی نے خوب کہا ہے اور یہ اشعار پڑھے۔

بندہ پروردگارم اُمتِ احمد نبی
دوست دارِ چار یارم تابہ اولاد علیؓ
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوثؓ اعظم زیر سایہ ہر ولی

فرمایا جو شخص یہ عقیدہ اور مذہب رکھے اسے دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی۔ اللہ اکبر

آپ کا مقام اور وظیفہ: قبلہ نے ارشاد فرمایا: مولوی صاحب (مولنا غلام علی اوکاڑوی)

Marfat.com

اب میری حالت پہلے کی طرح نہیں رہی۔ میں علم قیامت کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور میاں صاحب شرق پوری کے صدقے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کوئی چیز مجھ سے چھپا کر نہیں رکھی۔ کوئی بیمار ہونے والا ہوتا ہے یا مرنے والا یا اس قسم کا کوئی اور آئندہ کا واقعہ اور آنے والوں کی قلبی کیفیات اللہ تعالیٰ مجھ پر بالکل ایسا منکشف فرما دیتا تھا کہ جو کچھ میں کہہ دیتا تھا بالکل واقعہ کے مطابق ہوتا۔

نیز فرمایا اعلیٰ حضرت شرق پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نماز مغرب کے بعد بالدوام یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر

شیاءً للہ چوں گدائے مستمند — المدد خواہیم ز شاہ نقشبند
بگرداب بلا افتادہ کشتی — مدد کن یا معین الدین چشتی

ان کے علاوہ اور بھی بہت بزرگوں کے توسل سے استمداد اور استعانت فرماتے تھے۔

**ملاوٹ سے توبہ، کاروبار میں برکت:** شیخ محمد شریف نقشبندی سکنہ سنگھ پورہ لاہور نے بیان کیا کہ میں تنگ دست تھا اپنی تنگ دستی کی شکایت لے کر ایک دن موقعہ پا کر اپنے پیرو مرشد حضرت کرمانوالی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور دعا فرمائیں کہ رب کریم اس عاجز کے کاروبار میں برکت فرمائے تا کہ تنگ دستی سے چھٹکارا حاصل ہو۔ سرکار نے فرمایا، بیلیا ''کیہہ کم کرناں ایں'' عرض کیا کہ مٹھائی کی دوکان ہے۔ دریافت فرمایا ''دوکان کتھے اے'' عرض کیا باغبانپورہ لاہور میں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا ''بیلیا دودھ وچ پانی نہ پایا کر۔ کسے شئے وچ ملاوٹ کرنا سخت منع اے'' پھر فرمایا نہ پایئے تے گزارہ وی نہیں ہوندا [1]۔ توں دودھ وچ پانی تھوڑا پایا کر'' جونہی یہ فرمان سنا میں نے اپنا سر مارے ندامت کے آپ کے قدموں [2] میں رکھ دیا۔ آپ سرکار نے فرمایا ''اے ایہہ کیہہ کرنا ایں'' اور ایک

---

[1] یہ بات تو اُسے شرم دلانے کے لئے کہی ہوگی کہ تھوڑا پانی بھی نہ ڈالنا چاہیے۔

[2] حضرت قبلہ ایسی حرکت نہایت ہی ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور جلال میں آجاتے تھے۔ حضرت قبلہ کا جلال اور جمال محض دین کی خاطر ہوتا۔

Marfat.com

خادم سے فرمایا ''ایہنوں باہر کڈھ دیو چنانچہ مجھے باہر نکال دیا گیا۔ میں موقعہ پا کر پھر آپ کی مجلس میں آ بیٹھا۔ (در تیرا چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں)۔

چنانچہ کچھ دیر بعد حضرت قبلہ نے التفات فرمایا اور ارشاد ہوا ''بیلیا جا خیر ہو جائے گی۔ رب کریم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں فضل و کرم کر دے گا۔ میرے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا ''بیلیا نماز پڑھا کر۔ بعد نماز عشاء ایک تسبیح درود شریف اور نماز تہجد 12 نفل۔ درود شریف خضری 500 دفعہ پڑھ لیا کر کرم ہی کرم ہو جائے گا۔ میں نے ارشاد کی تعمیل کی تو تھوڑے ہی عرصہ میں خوشحال ہو گیا۔

ع تیرے منہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی

**قربِ الٰہی اور چار چیزیں:** حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے کہ مرید صادق ان چار چیزوں کی زندگی بھر پابندی کرے تو مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔ اول: ہمیشہ باوضو رہے، دوم: جب بیٹھے تو قبلہ رو بیٹھے، سوم: جب بیٹھے تو دوزانو ہو کر بیٹھے، چہارم: سر پر ٹوپی، ٹوپی پر عمامہ باندھے۔

**درود شریف کی برکت:** شیخ محمد صادق صاحب بجٹ اور اکاؤنٹس افسر واپڈا لاہور نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالا شریف آپ قبلہ کی نورانی محفل میں موجود تھا۔ آپ درود شریف بصد ادب و احترام پڑھنے کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے شرق پور شریف کا سفر درپیش آیا۔ فیروز شاہ (ضلع فیروز پور) ریلوے اسٹیشن کرمونوالا شریف سے تین چار میل تھا۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کی آمد کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ تنگی وقت کے باعث میں اپنے وظائف مکمل نہ کر سکا۔ خیال کیا کہ درود شریف کی تعداد دوران سفر پوری کر لوں گا چنانچہ ایسے ہی کیا۔ شرق پور شریف پہنچ کر جب مجھے اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میاں صاحبؒ نے از خود فرمایا ''شاہ جی! درود شریف کوئی ایسا معمولی وظیفہ نہیں کہ راہ چلتے پڑھا جائے۔ اسے بصد ادب و احترام پُرسکون جگہ پر با ادب بیٹھ کر پڑھنا چاہیے تا کہ درجہ قبولیت حاصل ہو''۔

Marfat.com

**بات بن گئی:** خواجہ عطاء اللہ سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب بھی میں اعلیٰ حضرت شرق پوری کی خدمت میں شرق پور شریف حاضر ہوتا تو آپ فرماتے شاہ جی اپنی امانت لے لیجئے۔ میں بصد ادب و احترام کہتا میری بھی ایک عرض ہے اس پر میاں صاحبؒ خاموشی اختیار فرماتے ایک دن شرف باریابی کے وقت قبلہ میاںؒ صاحب نے فرمایا شاہ جی! بات بن گئی۔ یہ راز و نیاز کی گفتگو تھی۔ کسی ہم راز بیلی نے حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار سے اس امانت اور عرض کے متعلق استفسار کیا تو قبلہ مرشدی نے فرمایا ''میری عرض یہ تھی کہ جو بھی میری بیعت کرے اور ارادت مندی میں خلوص نیت سے داخل ہو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے۔ میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے ایسی خوشخبری مل گئی تو میاںؒ صاحب نے فرمایا ''بات بن گئی'' یعنی میری دلی تمنا درجہ قبولیت پا گئی۔ اللہ اکبر کتنے خوش قسمت ہیں وابستگانِ دربارِ عالیہ حضرت کرمانوالا شریف کہ ان کی بخشش کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

ع چہ خوش گفت بلبل بموسم بہار امت نبی (ﷺ) را بدوزخ چہ کار

**آپ کا تصرّف:** حافظ عطا محمد نقشبندی چک H-R-304 فورٹ عباس ضلع بہاول نگر بیان کرتے ہیں کہ 1964ء میں چک ڈھیئی ضلع پاک پتن شریف میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قرآن پاک ختم ہوا تو دیہات کے لوگوں میں کسی بات پر تنازعہ پیدا ہو گیا۔ عید الفطر کے دن فساد کا زبردست خطرہ تھا۔ میں نے حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کو مدد کے لئے پکارا۔ آپ کے تصرف سے شر پسند لوگ خود بخود ہی مسجد سے چلے گئے۔ نماز عید الفطر نہایت سکون سے ادا کی۔ عید کے اگلے روز میں ایک پیر بھائی کی معیت میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا اور مؤدب بیٹھ گیا۔ حضرت سرکار نے از خود فرمایا حافظ جی! ''نماز عید پڑھ لئی سی سکون نال'' عرض کیا جی حضور، سکون سے پڑھ لی تھی۔ یہ تو آپ کی توجہ کا اثر تھا ورنہ فسادی لوگ تو زبردست تیاری کر کے مسجد میں آئے تھے۔ آپ مسکرا دیئے۔ اللہ اکبر تصرف ہو تو ایسا کہ فسادی دم نہ مار سکے۔ بیشک آپ غوث دوراں تھے کہ میری پکار پر مدد فرمائی۔

Marfat.com

**داتا کا مطلب:** حاجی اصغر علی المعروف جلوی صاحب مدینہ چوک غلام محمد آباد فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اکیلے تشریف فرما تھے۔ میں نے مؤدبانہ سلام کے بعد عرض کیا حضور آپ مجھے ولی اللہ بنا دیں۔ آپ نے فرمایا ''میں نے آٹھ دن ہوئے تمہیں ولی اللہ بنا دیا ہے۔ تمہیں پتہ نہیں چلا''۔ پھر فرمایا ''بیلیا بتاؤ داتا کا کیا مطلب ہے''۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا ''داتا اسے کہتے ہیں۔ جو سائل کی حاجت اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی پوری کر دے۔ بعد ازاں بہت سے بیلی آئے ان میں چند جید عالم فاضل بھی تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے بھی یہی دریافت فرمایا کہ بتاؤ داتا کسے کہتے ہیں۔ وہ بپاس ادب خاموش رہے۔ آپ نے وہی جواب دہرایا۔ اس دن آپ ہر آنے والے کو داتا کے معنی بتاتے رہے۔ (اشارہ یہ تھا کہ میں نے تمہاری حاجت (ولی اللہ بنانے کی) تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی پوری کر دی تھی اور اپنا مقام بھی بتا دیا۔ سبحان اللہ۔

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

**صاحبزدگان کا جذبہ خدمت:** ملک انوار الحق ایڈوکیٹ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ ناظر حسین صاحب رشتہ میں میرے تایا تھے۔ تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور میں تحصیلدار کے ریڈر تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بہاولپور میں آباد ہو گئے۔ 1951ء میں ہمیں ملنے کے لئے شیخوپورہ آئے والد صاحب شیخ مقبول احمد صاحب کو ساتھ لے کر حضرت قبلہ گنج کرم پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف اوکاڑا حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کرماں والا شریف میں رہ پڑے جب ستمبر 1951ء میں حضرت کرمانوالا میں ڈاک خانہ کا اجراء ہوا تو ناظر حسین صاحب کو ہی برانچ پوسٹماسٹر مقرر کیا گیا۔ دونوں صاحبزادگان پیر محمد علی شاہ اور پیر عثمان علی شاہ ناظر حسین صاحب سے بہت بے تکلف تھے کیونکہ ان کی تمام کی تمام سروس فیروز پور کی تھی اور اپنا بیشتر وقت کرمونوالا شریف میں حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارتے تھے۔ ناظر حسین صاحب بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔

Marfat.com

ملک ناظر حسین صاحب نے بتایا کہ حضرت قبلہ نے جس نذرانہ کو قبول کرنا ہوتا تھا دونوں صاحبزادگان اس کو ہی ہاتھ لگاتے تھے اور جس نذرانہ کو حضرت صاحب نے قبول نہ کرنا ہوتا تھا اسے بالکل ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ میں نے دونوں صاحبزادگان کو اس وقت دیکھا جب ابھی داڑھی نہ اتری تھی اور دونوں صاحبزادگان کرمونوالا شریف کی مسجد میں صبح صبح وضو کے پانی کے لئے گول چکر والا ہینڈ پمپ زور زور سے چلاتے تھے۔ اللہ اکبر۔ زائرین کی خدمت اور آرام کا کس قدر خیال تھا صاحبزادگان کو۔ سبحان اللہ۔

<u>مولانا محمد اصغر علی روحی اور میرٹھ کے بزرگ:</u> ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے والد گرامی مولانا محمد اصغر روحی (المتوفی 1954ء) پروفیسر دینیات و اسلامیات اسلامیہ کالج لاہور موسم گرما کی تعطیلات کے دوران دلّی میں اپنے بڑے لڑکے فضل حق اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل کے ہاں مقیم تھے۔ میرے ماموں میرٹھ (بھارت) میں محکمہ بجلی میں ملازم تھے۔ انہوں نے مولانا کو میرٹھ آنے کی دعوت دی کہ وہاں ایک مشہور بزرگ تھے اور مولانا بزرگوں کے بڑے عقیدت مند تھے۔ ان بزرگوں کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ جس کسی کے نذرانے میں سے خود کچھ لے لیتے اس کے دل کی مراد پوری ہو جاتی۔ اور جس کا نذرانہ بچوں میں یا حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور خود نہ کھاتے تو وہ شخص ان کی نظر میں پسندیدہ نہ ہوتا۔ چنانچہ والد صاحب نذرانے کے طور پر قیمے والی روٹیاں تیار کروا کر ان بزرگوں کی ملاقات کے لئے میرٹھ پہنچے۔ وہ بزرگ مکان کے ایک کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ جوں ہی مولانا ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے فرمایا ''یہ لٹھ مار مولوی کہاں سے آ گیا'' والد صاحب نے کہا ''لاہور سے'' ان بزرگوں کی مجلس میں چند ملاقاتی بیٹھے ہوئے تھے۔ والد صاحب بھی مؤدب بیٹھ گئے اور نذرانہ پیش کیا ان بزرگوں نے طعام ان (والد صاحب اور ماموں جان) کے ساتھ کھایا اور حاضرین میں بھی تقسیم کیا۔ پھر چند مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ان بزرگوں نے فرمایا کہ آج شام مجھے کسی دوسرے مکان میں لے جاؤ۔ آج رات اس مکان کو آگ کھا جائے گی۔ میرے والد صاحب بعد اجازت واپس دلّی چلے آئے چند دن بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی رات وہ مکان جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

Marfat.com

میرٹھ کے بزرگ کا یہ واقعہ زیرِ طبع کتاب ''سوانح حیات مولانا روحیؒ'' مولفہ ڈاکٹر ذوالفقار رانا میں موجود ہے۔ صاحبزادگان پیر محمد علی شاہ، عثمان علی شاہ بھی اسی نذرانہ کو ہاتھ لگاتے جسے حضرت قبلہ گنج کرمؒ نے قبول فرمالینا ہوتا تھا۔ کتنی مماثلت ہے فراست اور کشف میں حالانکہ صاحبزادگان ابھی نوعمری میں تھے۔ سچ ہے شاہیں کے بچے بھی شاہیں ہوتے ہیں۔

مولانا روحی علیہ الرحمۃ اپنے ہاتھ میں لوہے کا ایک ڈنڈا رکھتے تھے۔ گو اس وقت ان کے ہاتھ میں نہ تھا مگر ان بزرگوں کو اپنے کشف سے معلوم تھا۔ مکان کو آگ لگ جانے کے متعلق بھی بات درست نکلی۔ اللہ اکبر۔

**شمس الدین پہلوان:** پہلوان شمس الدین از سانده کلاں نے بیان کیا کہ میں حافظ نور اللہ کے ہمراہ بغرض بیعت کرمونوالا شریف (فیروز پور) پہنچا۔ بعد نماز مغرب ہم کو شرفِ مُلاقات حاصل نہ ہوا میں انتظار میں تھا بعد نمازِ عشاء مجھے بلایا اور حضرت قبلہ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ میں نے ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا ''پہلوانی کشتی وغیرہ سب چھوڑ دو، داڑھی نہ منڈوانا'' مجھے ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ وقتِ شب مجھے ایک چھوٹی سی مسجد میں لے گئے۔ درود شریف اور اسم ذات پڑھنے کا ارشاد فرمایا بس صبح کی نماز کے بعد مجھے واپس آنے کی اجازت مل گئی۔

**اتباعِ سنت:** یہی شمس الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی عبدالحق صاحب اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوری کے مرید تھے اور حضرت قبلہ کے عقیدت مند وہ جب کبھی کرمونوالا شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں جاتے مجھے مل کر جاتے۔ ایک مرتبہ کرمونوالا شریف سے واپسی پر وہ میرے ہاں ٹھہرے۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے سر سے پگڑی اٹھا کر دیکھا پھر پگڑی سر پر رکھ دی۔ میں نے کہا یہ کیا؟ مولوی صاحب نے کہا قبلہ حضرت صاحب نے ایسا ہی کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ بات یہ تھی کہ میری حجامت انگریزی وضع قطع کی تھی۔ مولوی صاحب نے کہا شمس الدین حضرت قبلہ تم سے بہت محبت فرماتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ ان کی چاہت کی پروا نہیں کرتے۔ میں شرمسار ہوا توبہ کی اور آئندہ انگریزی حجامت یکسر ختم کر دی اللہ اکبر کتنا خیال فرماتے حضرت قبلہ اپنے مریدین

Marfat.com

متوسلین کی اصلاح کا اور ان کو اتباع سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پابند بنانے کا۔

لفظ آمنو کی تشریح: چودھری محمد انور بٹر بیان کرتے ہیں کہ میں 26-03-48 کو قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں پاک پتن شریف حاضر ہوا۔ آپ نے لفظ آمنوا کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ "یا ایھا الذین آمنوا" میں یا حرف ندا برائے بُعد زیاد (آواز حق بر جسم) شریعت کے معنی میں ہے ایّ حرف ندا برائے بعد درمیانہ (آواز حق بر قلب) طریقت کے معنی میں ہے۔ ھا حرف ندا برائے قُرب (آواز حق بر روح) حقیقت کے معنی میں ہے۔

آمنوا میں چار حرف ہیں۔ "ا" مراد اللہ "م" مراد محمد "ن" سے مراد (کل نبی) اور "وٗ" سے مراد ولی اللہ۔ مختلف درجات ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی پہلے اللہ، پھر رسول، پھر انبیاء کرام اور اس کے بعد اولیائے کرام۔ آمنوا میں چاروں حروف کے معانی تحریک کی وجہ سے محدود ہیں لیکن آخری الف غیر محرک ہے یہ آخری الف بمعنی اللہ مطلق ہے اور سب قیود سے پاک لکھا گیا ہے اور پہلے چاروں حروف کا مجموعہ ہے۔ حصول ایمان کے لئے سیدھی طرف سے پڑھئے مگر حصول فیض کے لئے الٹی طرف سے پڑھئے یعنی پہلے ولی پھر انبیاء پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور پھر رب العزت۔

فرمایا کہ ملفوظات کاغذ پر لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کتابیں وعظوں سے بھری پڑی ہیں، دل پر لکھنا چاہیے تا کہ کبھی نہ بھولے۔

جو علماء علم بصیرت نہیں رکھتے اور محض مادی علم اور صرف نحو میں الجھے رہتے ہیں ان کے کلام کی بجائے صوفیاء اور اولیائے کرام کا کلام پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ اولیاء اللہ وہ کچھ لکھتے ہیں جو دیکھتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں۔

ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

پیر خانہ سے محبت:

خواجہ سلیمان تونسویؒ اپنے پیرو مرشد کے صاحبزادگان کی بے حد عزت اور توقیر کرتے، حتیٰ کہ ان کے پاؤں دباتے۔ فرماتے کہ اللہ والوں کی اولاد جیسی بھی ہو (یعنی درجہ ولایت پر فائز نہ بھی ہو) ادب واحترام کی مستحق ہے۔ کیونکہ ان کے آباؤ اجداد ان کے ممدو

Marfat.com

معاون ہوتے ہیں، بزرگان دین کی اولاد میں سے جب کوئی فرد اپنے عقیدت مندوں کے پاس آتا ہے تو بزرگ اپنے مرقد مبارک سے دیکھتے ہیں کہ اس عقیدتمند نے ہماری اولاد سے کیا برتاؤ کیا ہے، اس ضمن میں خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ کے ایک سجادہ نشین بڑی شان وشوکت سے ایک قصبہ سے گزرے، اس قصبہ میں اللہ کا ایک مقرب بندہ بھی تھا، عمر مبارک 140 سال تھی۔ وہ معمر بزرگ اپنے حجرہ سے نکل کر سرِ راہ سجادہ نشین کے منتظر رہے کہ ان کا استقبال کریں، مگر سجادہ نشین گھوڑے پر سوار بڑے طمطراق سے گزر گئے اور کچھ التفات نہ فرمایا کہ کوئی بندہ خدا سرِ راہ کھڑا ہے، جب ان کی سواری گزر گئی تو اس معمر بزرگ نے راستہ کا جائزہ لیا اور جہاں گھوڑے کے قدم کا نشان نظر آیا اس جگہ کو چوم لیا اور حجرہ میں چلے گئے، حاضرین میں سے کسی نے اس عقیدت کی کیفیت دریافت کی تو فرمایا کہ اس سجادہ نشین کے آباؤاجداد منتظر تھے کہ دیکھیں یہ فقیر ہماری اولاد کی عزت کرتا ہے یا نہیں۔ اظہار عقیدت کے لئے مجھے یہی ایک طریقہ سمجھ میں آیا اور اس جگہ کو بوسہ دیا۔

پیر خانہ: مولانا سیّد ابوظفر درویش علی خطیب اہل سنت مسجد جامع علی رضا علاقہ نواب صاحب لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند علماء کرام حاضر مجلس تھے۔ آپ حضرت کرمانوالی سرکارؒ نے فرمایا کہ کوئی بیلی بتائے کہ شرق پور کے معنی کیا ہیں تمام خاموش رہے پھر فرمایا سورۃ والشّمس میں حرفِ واؤ کتنی دفعہ آیا ہے۔ اس دفعہ بھی سب خاموش تھے، آپ نے فرمایا کہ شرق پور کا مطلب سورج کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ اس سے آپ کا اشارہ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرق پوری کے وجود مسعود کی طرف ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے پیر خانہ سے کس قدر محبت تھی، پھر فرمایا کہ حرف واؤ اس سورۃ میں نو دفعہ آیا ہے اور رب العزت نے گیارہ (11) دفعہ قسم یاد فرمائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہم مسئلہ بیان ہونے والا ہے۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب معراج نو دروازوں سے گزر کر ربِ قدوس کے قُرب میں پہنچے اور قاب قوسین اوادنیٰ کا مقام حاصل کیا۔

آں کہ آمدُ نہہ فلک معراج اُو | انبیاء داولیاء محتاج اُو

Marfat.com

**پیر سید چراغ علیؒ شاہ:** حضرت پیر سیّد چراغ علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم وبیش 25 سال سرکار ثانی لاثانی شہباز لامکانی پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزارے اور شب و روز اپنے پیر و مرشد کی خدمت بجا لائے، پیر خانہ سے محبت کے چند واقعات پیش نظر قارئین کرام ہیں۔

جب آپ مرید ہوئے تو آپ گھر سے (قصبہ مراڑہ ضلع سیالکوٹ) تمام ملکیتی کاغذات کی نقول، زیورات اور نقدی وغیرہ لے آئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی اتباع میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور قبلہ لاثانیؒ صاحب نے لوٹا دیں فرمایا، سب کچھ اپنا ہے۔ جب ضرورت ہوگی لے لیں گے۔

ایک دفعہ برسات کے موسم میں لنگر کے لئے خشک لکڑی ختم ہوگئی۔ آپ چپکے سے مراڑہ شریف چلے گئے اور اپنے مکانات ادھیڑ کر چھتوں کی سوختہ لکڑی وغیرہ تمام کی تمام علی پور شریف پہنچا دی اور لنگر خانہ میں چپکے سے رکھوا دی۔ ہر چند یہ عمل ایثار و قربانی اخفا میں رکھا گیا، مگر حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہؒ صاحب ثانی لاثانی سے بھلا کیسے چھپا رہ سکتا تھا، پیر سیّد چراغ علی شاہ صاحب نے حضرت قبلہ عالمؒ کے استفسار پر تمام حال بیان کر دیا۔ قبلہ عالم کا دریائے رحمت جوش میں آیا، آپ کو گلے لگا لیا اور حضرت پیر چراغ علی کو کامل سے اکمل کر کے چراغِ ولایت بنا دیا۔

چھوڑ کر در تیرے کو جائے کہاں گدا
تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں اپنے جلوے کر عطا (مظہر)

پیر سیّد چراغ علی شاہ نقشبندی کا مزار پُر انوار والٹن ریلوے سکول کے نزدیک موضع کوڑہ کی حدود میں برلب سڑک ہے اور مرجع خلائق ہے۔

**شریعت مطہرہ سے محبت اور التزام:**

اصغر علی المعروف جلوی صاحب فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ہم چند بیلی حضرت قبلہ کی معیت میں 28 ذی قعدہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس مبارک میں شمولیت کے لئے چشتیاں شریف گئے۔ ہم ایک نزدیکی بستی میں ٹھہرے۔ 2

Marfat.com

ذی الحج کو عرس تھا حضرت قبلہ نے فرمایا اگر چاند طلوع ہو گیا تو پھر حجامت نہیں بنوا سکیں گے لہٰذا کسی حجام کو جو باریش ہو بلا لاؤ اس بستی میں صرف ایک حجام باریش تھا اور وہ بھی غیر مقلد۔ خیر اسے ہی بلوایا گیا حضرت قبلہ نے فرمایا اسے لنگر کھلاؤ پھر وہ حجامت بنانے کے لئے آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا بابو جی! حجامت بنانے کا طریقہ آتا ہے وہ خاموش رہا آپ نے فرمایا میں تمہیں صحیح طریقہ بتاتا ہوں۔ داڑھی پہلے دائیں پھر بائیں طرف سے پھر مونچھیں دائیں طرف پھر بائیں طرف سے ناخن اس طرح کاٹو کہ پہلے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت پھر چھنگلی انگلی کی طرف ناخن کاٹتے جاؤ دائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی کے بعد بائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک آؤ سب سے آخر میں دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے بعد دائیں بغل پھر بائیں بغل۔ بیس دن کے بعد سر کے بال کٹواؤ۔ اگر نہیں کٹواتے تو پھر لمبے بال (پٹے) رکھ لو جب آپ کا شیریں کلام ختم ہوا تو وہ حجام بولا کہ ہم سمجھتے تھے کہ پیر صاحبان کچھ نہیں جانتے صرف پیری مریدی کا دھندا کرتے ہیں مگر آپ نے تو وہ مسائل بتائے ہیں جو آج تک کسی سے نہیں سنے پھر عرض گزار ہوا کہ آپ مجھے اپنا غلام بنا لیں۔ چنانچہ وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا پھر اس نے تمام حاضرین کی حجامت مفت بنائی رخصت ہوتے وقت اس نے آپ کی خدمت میں نذرانہ بھی پیش کیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## درود شریف پڑھنے کا صحیح طریقہ:

میاں علی محمد مرحوم موضع سلطان خان والے بیان کرتے تھے کہ میرے دل میں ایک دفعہ یہ خیال آیا کہ اگر کسی ولی اللہ کی پشت کے پیچھے درود پاک پڑھا جائے تو ان کو فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک موقعہ پر آپؒ کی پشت کے پیچھے ہو کر درود پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ فوراً منہ پھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''علی محمد، درود پاک پڑھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُخ دوزانو بیٹھ کر پڑھا جائے، کسی کی پشت کے پیچھے درود شریف نہیں پڑھنا چاہیے''۔

Marfat.com

## ولا الضالین کا مسئلہ:

مولٰنا سیّد محمد قاسم شاہ صاحب خطیب جامع مسجد نور پورشاہاں متصل اسلام آباد دورہ حدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور قاری محمد شریف صاحب مہتمم دار الفرقان ماڈل ٹاؤن، لاہور سے علم تجوید حاصل کرنے لگے، قاری صاحب موصوف نے مشق کے دوران علم تجوید کے مسائل پڑھائے اور سمجھایا کہ ولا الضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا صحیح اور مشابہ بالدال پڑھنا جیسا کہ عام رواج ہے، غلط ہے۔ چنانچہ قاری صاحب کے کہنے کے مطابق مولوی صاحب نے ولا الضالین میں حرف ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا شروع کر دیا اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے کہ تم غلط پڑھتے ہو، خیال کیا کہ یہ لوگ قانون کا علم نہیں رکھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں مگر لوگوں کی مخالفت بڑھتی گئی، اسی پریشانی کے عالم میں حضرت قبلہ گنج کرمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے عرض کرنے کے بغیر خود ہی ارشاد فرمایا۔ ''پیر جی! حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے جو کوئی ولا الضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھے اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے''۔ اس کے بعد سیّد محمد قاسم شاہ صاہب نے بالظا پڑھنا ترک کر دیا اور ان کی پریشان حالی ختم ہوگئی۔ چنانچہ ایک دن تفسیر خزائین العرفان کے مطالعہ کے دوران دیکھا کہ یہی مسئلہ بالکل ایسے ہی لکھا ہوا تھا جیسے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا تھا۔[1]

## عالم دین پر نگاہ لطف:

مولانا بشیر احمد خطیب و مدرس چشتیاں شریف (حضرت مولانا عبدالحق بہاؤ لنگری کے برادر حقیقی) دار العلوم دیوبند سے تحصیل علم کے بعد سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس

---

[1] ☆ ''مسئلہ ضاد کو ظاء پڑھنا شرعی جرم ہے''
اور اگر نماز پڑھنے والے نے ولا الضالین کو ظا سے پڑھا تو اس کی نماز باطل ہوئے گی۔
(کتاب الاذکار، للنودی 23)
ثابت ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ولا الضالین کو ظا سے پڑھنے والے کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یعنی نماز میں ولا الظالین پڑھنے والے کا نماز پڑھنا یا نماز کو ترک کرنا یکساں ہے گویا کہ ولا الضالین پڑھنے والے نے نماز پڑھی ہی نہیں۔

Marfat.com

آئے تو علوم ظاہری سے ان کا دامن بھرپور تھا مگر علم باطن سے کورے تھے۔ زبان کی تیزی اور دلائل کی فراوانی تھی۔ بعض مسائل اور اعتقادی امور میں ایک خاص نقطہ نگاہ رکھتے تھے جو علم ظاہر کا ثمر تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق ان کو اپنے ہمراہ لے کر کرمونوالا شریف میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان عالم پر نگاہ ڈالی جو اپنے محدود علم کے پیمانے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لامحدود علم کی پیمائش کرتا تھا۔ آپؒ نے محبت سے ان کے کندھے پر دست مبارک رکھ دیا اور آستانہ عالیہ کے صحن میں چند چکر لگائے، شیریں الفاظ میں نوجوان مولوی صاحب کے شکوک وشبہات رفع کر دیئے اور باطنی توجہ سے ان کی کایا پلٹ دی، صبح کے وقت مولوی صاحب کی طبیعت کا رنگ اور تھا شام کو اور ہو گیا، جب اگلی صبح آنکھ کھلی تو چشم باطن بھی کھل چکی تھی، طبیعت میں عجز و مسکنت اور طمانیت تھی۔

## تلقین:

ضلع نواب شاہ سندھ سے مستری غلام نبی کا بیان ہے کہ ان کی بیوی عرصہ بارہ سال سے بیمار چلی آتی تھی۔ 1945ء میں وہ دہلی میں مقیم تھے۔ وہاں علاج معالجہ جاری رہا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ پھر پاکستان بننے پر لائل پور (فیصل آباد) اور اوکاڑا میں بھی علاج کروایا مگر بے سود۔ آخر رات کو خواب میں بشارت پا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ اوکاڑا سے ان کے دو رشتہ دار ان کے ساتھ ہو لیے۔ ان میں سے ایک پوستی تھا اور دوسرا حافظ۔ جب صدر دروازے سے یہ تینوں اندر داخل ہوئے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سامنے چہل قدمی فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھتے ہی فرمایا، ''ایک آدمی یہاں ٹھہرے اور دوسرے دونوں کو باہر بھیج دو۔ ان کے دونوں ساتھی باہر چلے گئے تو آپ نے فرمایا ''ہاں بھئی! تیرے ساتھ ابھی بات کریں گے تم ادھر صف پر بیٹھو''۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح تقریباً نصف گھنٹہ تک اِدھر اُدھر چلتے پھرتے رہے۔ بعد ازاں آپ چارپائی پر بیٹھ گئے۔ باہر سے لوگوں کو باری باری بلانا شروع کیا۔ سب سے باتیں ہوتی تھیں۔ جب ان کی

Marfat.com

باری آتی تو فرما دیتے۔ ''تم ٹھہرو، تمہارے ساتھ بھی بات کرتے ہیں''۔ اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انہوں نے پانچ مرتبہ بات کرنے کی اجازت چاہی مگر موقع نہ ملا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ وہ مصلیٰ اُٹھا کر لاؤ اور ادھر چارپائی کے قریب بچھا دو اور اس پر دوزانو بیٹھنے کے لئے ارشاد ہوا۔ بعد ازاں فرمایا ''سر کے بال سنت کے مطابق کٹوایا کرو اور داڑھی رکھو'' (ان کے بال انگریزی طرز کے تھے اور داڑھی مُنڈی ہوئی تھی) پھر کچھ اور بھی نصیحتیں فرمائیں جو ان کے دل کی گہرائیوں میں اُتر گئیں۔ پھر فرمایا ''اب جاؤ''۔ یہ ابھی چند قدم ہی گئے تھے کہ فرمایا ''ٹھہرو'' یہ رُک گئے۔ فرمایا ''کھوی گھاس کو پانی میں اُبال کر صبح کے وقت بیوی کو پلا دیا کرو۔ اللہ کریم مہربانی فرما دیں گے''۔ گھر واپس آ کر حسبِ ارشاد کھوی گھاس پلانے سے چند دنوں کے اندر ہی بیوی کو مکمل شفا حاصل ہوگئی اور بارہ سال کا پرانا مرض پیچھا چھوڑ گیا۔ سبحان اللہ۔

ان کے ساتھی پوستی کو آپؒ نے فرمایا ''سناؤ میاں پوستی تم کیسے آئے ہو؟'' اور حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''تم صرف آنکھوں کے حافظ ہو'' اس نے کہا جی، ''قرآن پاک کا بھی حافظ ہوں۔ تیس سپارے حفظ کیے ہیں''۔ آپ نے فرمایا، ''ہمیں تو قرآن پاک کا ایک لفظ ساری ساری رات بے قرار رکھتا ہے، تیرے اندر تیس سپارے ہیں''۔ اچھا فلاں جگہ سے پڑھو۔ حافظ صاحب نے ہر چند کوشش کی لیکن وہ رکوع نہ سنا سکا، اس پر آپ نے فرمایا کہ جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہو اور رات کو فاحشہ عورتوں کے دروازے کھٹکھٹاتا پھرے، قرآن پاک اس کے سینے کے اندر کیسے رہ سکتا ہے۔ وہ شرمسار ہو کر زاروقطار رونے لگا اور دل سے تائب ہوا۔

## دل کی حقیقی صفائی:

O محترمی حاجی بشیر احمد راجپوت 1-A-61 ٹاؤن شپ لاہور بیان کرتے ہیں کہ گنج کرم حضرت قبلہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ حاضرین مجلس کی استعداد کے مطابق گفتگو فرماتے۔ عوام الناس کے عقائد کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے ہلکے پھلکے پُر تاثیر انداز میں مسائل بیان فرماتے۔ علمائے کرام موجود ہوتے تو علمی مسائل کی لاینحل گتھیاں نہایت ہی آسان مگر عالمانہ انداز میں سلجھا دیتے۔ اہل ذوق شوق سے اسرار و رموز کے نہایت لطیف نکات بیان فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو تین غلام حاضر تھے تو فرمایا ''درود شریف کی تین

Marfat.com

اقسام ہیں۔ (پہلا) جو اللہ کے مقرب فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں پہنچاتے ہیں۔ (دوسرا) وہ درود جو آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں (تیسرا) وہ جو ذات احدیّت اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں خود پہنچاتی ہے۔ پہلی قسم کا درود شریف ان اہل ایمان کا ہوتا ہے جو درودِ شریف محض ادائیگی فرض کے لئے پڑھتے ہیں۔ دوسری قسم کا درود شریف وہ ہے جو اہل ایمان محبت اور ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں، تیسری قسم کا درود شریف وہ ہے جو عارفان باللہ توجہ قلبی تمامہ سے نہایت ادب وآداب سے پیش کرتے ہیں جو اتنی عظمت پاتا ہے کہ رب العزت وحدہٗ لاشریک خود اپنے ان عباد الرحمٰن کی طرف سے اپنے محبوب[1] پاک صاحب لولاک کی بارگاہ رسالت میں پیش فرما دیتا ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے اس بیان میں درود شریف کی فضیلت عباد الرحمٰن کی شان بزرگی اور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم وتعظیم واضح کر دی۔ اللہ اکبر۔

**بچہ شیر۔ مسلمان اپنی حقیقت بھول گیا:** یہی حاجی بشیر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شیر اور بچہ شیر کا قصہ بیان فرمایا کرتے کہ ایک بچہ شیر بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں پرورش پانے کے باعث خود کو بھیڑ بکری سمجھنے لگا اور اپنی اصلیت بھول گیا۔ ایک دن کوئی جنگلی شیر ادھر آ نکلا۔ بچہ شیر کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چرتا چگتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کی طرف بڑھا تاکہ اسے اپنی اصلیت سے آگاہ کر سکے۔ مگر بچہ شیر اس خوف سے کہ کہیں یہ جنگلی شیر اسے اپنا لقمہ نہ بنا لے وہاں سے بھاگ نکلا۔ جنگلی شیر نے اس کا تعاقب کیا۔ فعل دونوں کا ایک مگر نیت مختلف۔

بالآخر جنگلی شیر نے اُسے پکڑ لیا اور گردن سے دبوچ کر کہا "یہ کیا؟ تم اس ریوڑ میں بھیڑ بکریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہو"۔ بچہ شیر نے جواباً کہا "میں بھی تو بھیڑ بکری ہوں"

[1] بندہ ناچیز مقبول کے ایک کرم فرما حکیم محمد عمر قریشی مرحوم خطیب جامع مسجد علامہ اقبال ٹاؤن لاہور (متوفی 1991ء) مجلس میں درود شریف پڑھنے کے بعد وقت دعا فرماتے۔ "اے مولا کریم! اے رب العالمین! ہمارا یہ درود وسلام قبولیت کی ڈالی میں سجا کر ہماری طرف سے اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ رسالت میں پیش فرما۔

Marfat.com

جنگلی شیر نے کہا۔ ''ارے نادان! تم تو میرے ہم جنس ہو چل آئینہ میں اپنی شکل دیکھ'' جنگلی شیر اسے ایک صاف شفاف[1] پانی والے تالاب پر لے گیا۔ بچہ شیر نے جب پانی میں جھانک کر دیکھا تو اپنی شکل جنگلی شیر کی ہی پائی۔ اب اسے یقین آیا کہ وہ تو واقعی شیر ہے تو غرّایا۔

اتنا بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ''آج کل کا مسلمان اپنی اصلیت بھول چکا ہے اسے رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ انسان اپنی اصلیت اللہ تعالیٰ کے نور سے سمجھے کہ انسان اللہ کا ہی نور ہے۔

ع ہر سو کہ می دیدم رُخ یار می بینم

اگر آج بھی ہو ابراہیم سا ایمان پیدا
تو آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

فضائے بدر پیدا کر کہ تیری نصرت کو
فرشتے اتریں گے فلک سے قطار اندر قطار

**دنیا عمل کے لئے کھیتی ہے:** صوفی اللہ دتہ نقشبندی مغلپورہ والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کونجوں کی مثال عام طور پر بیان کرتے۔ فرماتے کہ یہ پہاڑی پرندہ پہاڑوں میں انڈے دے کر سردی کے دنوں میں میدانی علاقہ میں بغرض شکار چلا آتا ہے۔ جو کونج دورانِ ایام مسافت اپنے انڈوں کو یاد رکھتی ہے اس کے انڈوں سے رب کریم کی قدرت کاملہ سے بچے نکل آتے ہیں اور جو کونج اپنے انڈوں کو بھول جاتی ہے اس کے انڈے گندے ہو جاتے ہیں اور وہ بچوں سے محروم ہو جاتی ہے۔ فرماتے یہ دنیا بھی انسان کے لئے شکار گاہ اور کھیتی ہے۔ جو لوگ دنیا میں آخرت کا کچھ خیال کرتے ہیں وہ ضرور اللہ کے فضل و کرم سے قیامت کے روز ضرور ہی سرخرو ہوں گے اور جو بھلا دیتے ہیں ذلیل و خوار ہوں گے۔

**پیر کی مکمل اتباع ضروری ہے:** حضرت قبلہ مُرشدیؒ ایک گرو اور چیلے کی حکایت بھی بیان کیا کرتے۔ فرماتے کہ ایک گرو اور اُس کا چیلا ایک شہر میں پہنچے جہاں ہر شئے ٹکے سیر

---

[1] صاف شفاف پانی سے مراد قرآنی احکام اور ارشادات عالیہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو صحیح العقیدہ علماء دین دنیا کی تحریص سے بے خطر ہو کر انسانوں کی رہنمائی کے لئے بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

بکتی تھی۔ گُرو نے کہا کہ یہ جگہ ہمارے لئے اچھی نہیں۔ مگر چیلے نے کہا کہ یہ جگہ اچھی ہے۔ اور چیلے کے اصرار پر دونوں وہاں رہ پڑے اور سستی غذائیں کھا کھا کر دونوں خوب موٹے تازے ہو گئے۔ چند ماہ بعد شہر میں قتل کا حادثہ رونما ہوا۔ قاتل کو پھانسی دینے لگے تو اتفاق سے اُسے پھانسی کا پھندا پورا نہ آتا تھا۔ کیونکہ قاتل کی گردن پتلی تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جس کے گلے میں پھانسی کا پھندا پورا آئے اُسے پھانسی دے دو۔ گرو اور چیلا دونوں اس معیار پر پُورے اترے۔ لہٰذا پھانسی کے لئے چُن لیے گئے۔ گُرو نے چیلے سے کہا میں نہ کہتا تھا کہ یہ جگہ ہمارے رہنے کی نہیں مگر تم بضد تھے۔ چیلے نے کہا میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اب کوئی تدبیر کیجیے۔ گُرو نے کہا اب اس کی صرف ایک ہی تدبیر ہے۔ وہ یہ کہ جب ہم بادشاہ کے دربار میں جائیں تو ہم ایک دوسرے سے یہ کہنا شروع کر دیں کہ پہلے میں پھانسی لگنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد سارا معاملہ میں خود نپٹ لوں گا۔ چنانچہ جب وہ بادشاہ کے دربار میں پیش ہوئے تو ہر ایک بضد تھا کہ مجھے پہلے پھانسی دی جائے۔ اور دوسرے کو اصرار تھا کہ مجھے پہلے پھانسی پر لٹکایا جائے جب تکرار بڑھ گئی اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو بادشاہ نے دریافت کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ تم دونوں پھانسی کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے ہو۔ گُرو نے کہا کہ جناب جو بھی پہلے پھانسی پا گیا وہ سیدّھا سوُرگ میں جائے گا، جھگڑے کی اصل وجہ یہی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ان دونوں کو چھوڑ دو اور مجھے پھانسی دے دو۔ چنانچہ گُرو اور چیلا دونوں کی جان بچ گئی اور بادشاہ پھانسی لگ گیا۔

حکایت بیان کرنے کے بعد قبلہ مُرشدیؒ فرماتے کہ مُرید صادق کو پیر کامل کی ہر بات پر عمل کرنا چاہیے۔ چیلہ گُرو کی نافرمانی سے مصیبت میں گرفتار ہوا اور گُرو کی اطاعت سے مصیبت سے نجات ملی۔ گُرو ہر مصیبت میں چیلے کے کام آیا۔

بمۓ سجادہ رنگیں کُن گرت پیرِ مُغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسمِ منزلہا

## پابندیِ شریعت:

ایک دن آپؒ عقیدت مندوں کے حلقہ میں تشریف فرما تھے ایک تعلیم یافتہ نوجوان آیا

Marfat.com

اور خاموشی سے مجلس میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ بابو جی آپ کیسے آئے ہیں۔ نوجوان نے جواب دیا حضرت! دل کا مریض ہوں، اس کے علاج کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے ذرا زوردار لہجہ میں فرمایا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نوجوان نے عرض کیا حضور! دل کی روشنی کا متلاشی ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار میں تو یہ جانتا ہوں کہ مسلمان سنت نبوی کا پابند ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرے پھر نہ کسی اندھیرے کا ڈر باقی رہتا ہے اور نہ کسی اور روشنی کی تمنا باقی رہتی ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں رزق حلال کے حصول کی کوشش کریں کسی کی حق تلفی نہ کریں اور ظاہری شکل وصورت بھی مسلمانوں جیسی بنالیں تو کوئی کمی نہیں رہے گی۔ سبحان اللہ۔ مختصر الفاظ میں معرفت کے دریا بہا دیئے۔

## ارشاد عالیہ حضرت کرمانوالے سرکار رحمتہ اللہ علیہ

(۱) دنیاوی مصائب وآلام ذکرِ الٰہی سے غفلت کا نتیجہ ہیں۔

(۲) درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔

(۳) نمازِ تہجد دعائے سحر گاہی ہے اور دعا بھی تدبیر کی ایک صورت ہے۔

(۴) ہر جائز کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کرنے سے برکت ہوتی ہے۔

(۵) ادب عبادت کی رُوح ہے کہ اسلام ادب ہی ادب ہے۔

(۶) ادائیگی نماز کے بعد دوا استعمال کی جائے تو مفید ہے۔

(۷) جو شخص اپنے دل، بول (زبان) اور بَول (شرم گاہ) کی حفاظت کرتا ہے مرد کامل ہے اور اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

(۸) مخلوقِ خدا پر شفقت کرو۔

(۹) سب سے مشکل کام انسان کا اخلاق سدھارنا ہے تربیت تعلیم سے بہتر ہے۔

(۱۰) خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

Marfat.com

# مکاشفات

جو حضرات رُوحانیت کے بلند مقامِ پر فائز ہوتے ہیں وہ کشف یا مکاشفے کے رموز سے عملی طور پر باخبر ہوتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو کشف کے اسرار سے، بے خبر ہیں انہیں کم از کم یہ بات تو معلوم ہونی چاہیے کہ کشف کی حقیقت کیا ہے۔ جس طرح ایک بے علم آدمی طِب کا عالم تو نہیں ہوتا مگر اتنا ضرور جانتا ہے کہ علمِ طب کسے کہتے ہیں۔ اگر ہم بھی کشف کے عملی احوال سے بے خبر ہیں تو کم از کم ہمیں یہ تو معلوم ہونا چاہیے کہ کشف یا مکاشفہ کسے کہتے ہیں۔

مکاشفہ علمِ تصوّف کی ایک اصطلاح ہے۔ یہ تمام علوم کا نتیجہ اور غائیت ہے۔ رُوح اور جسم میں حجاب کا باقی نہ رہنا کشف ہے عِلم مکاشفہ سے لوازم بشریت کا حجاب (غفلت) دُور ہو کر اُمورِ عجیبہ اور اسرارِ غیبیہ کی اصل حقیقت واضح طور پر عارفِ کامل پر کھول دی جاتی ہے اور وہ غیبی اسرار کو کھلم کھلا دیکھ لیتا ہے جس میں شک وشبہ کا بالکل دخل نہیں ہوتا۔ مُقاماتِ مکاشفہ اہل معرفت حضرات کو حسبِ قابلیت و مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ قوتِ مکاشفہ اولیاء اللہ میں اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے۔ صاحبِ کشف ان چیزوں کا ادراک کرتا ہے جو پہلے سے اُسے معلوم نہ تھیں۔ پس ولی اللہ کے دل پر امورِ غیبیہ اور اسرار کا ظاہر ہونا کشف ہے اور یہ مقام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

علمِ مکاشفہ علمِ باطن کا نام ہے اور صدّیقین اور مقرّبین بارگاہِ لم یزلی کا حصہ ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کو بذریعہ تحریر و تقریر حاصل نہیں کیا جا سکتا یہی وہ علمِ خفی ہے جس کا اشارہ حضور علیہ السلام نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

ترجمہ: بے شک ایک حصہ علم کا وہ ہے جو بطور اسرار مخفیہ رکھا گیا ہے جس کو صرف اللہ کی معرفت والے لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب وہ لوگ ان علوم کو الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں تو صرف جاہل اور مغرور آدمی اس کا انکار کیا کرتے ہیں۔ تم ایسے عارف کی تحقیر مت کرو جس کو خدا نے یہ علم دیا ہے کیونکہ جب خدا نے اس کو علم دیا ہے تو اس کو حقیر نہیں رہنے دیا۔ یہ وہ علم

Marfat.com

ہے جو دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے ان کے سچے متبعین کے سوا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا۔ قرآن مجید میں لفظ غطاء ایک دو جگہ[1] آیا ہے۔ غطاء کے معنی حجاب کے ہیں۔ دنیاوی مشاغل انسان پر غفلت کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ انسان ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو یہ پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ یہ مکاشفہ[2] ہی تھا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خبیبؓ کے واقعہ قتل کو جو کفار کے ہاتھوں مکہ میں واقع ہوا بوقت قتل مدینہ میں صحابہ کے سامنے ہُو بہُو بیان کر دیا۔ اُدھر خبیبؓ نے آپ کو السلام علیکم کہا۔ اُدھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وعلیکم السلام ارشاد فرمایا اور کعبہ کی طرف رُخ پھیر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ سب واقعات عین ایک ہی وقت میں وقوع میں آئے۔ جن کی لوگوں نے بعد میں تصدیق کی۔ یہ واقعات بہتوں کے لئے موجبِ ایمان ثابت ہوئے۔ یہ مکاشفہ ہی تھا کہ جب کیفیت معراج پر منکرین نے اعتراض کیا کہ بھلا ہمارے فلاں قافلہ کی حالت جو شام سے آنے والا ہے بیان تو کریں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عین وہ باتیں جو ان کے قافلہ کو مکہ معظّمہ میں داخل ہونے تک پیش آنے والی تھیں کہہ سنائیں اور شہر میں داخل ہونے کی کیفیت بھی بتا دی۔ چنانچہ مخالفین نے تصدیق کی مگر آپ کو ایک بڑا جادوگر کہہ دیا۔ (نعوذ باللہ)۔

یہ مکاشفہ ہی تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں عین خطبہ پڑھنے کی حالت میں اپنے سپہ سالار ''ساریہ'' کو جو ملک شام میں کفار سے نبرد آزما تھے۔ بآواز بلند کہا ''یا ساریہ الجبل ''۔ (ساریہ پہاڑ کی جانب اختیار کرو) چنانچہ اُدھر ساریہؓ نے بھی حضرت عمرؓ کی آواز سنی اور اس پر عمل کیا اور دشمنوں پر فتح پائی اور بعد میں اس کی تصدیق ہو گئی۔ یہ مکاشفہ ہی تھا کہ حضرت عثمانؓ غنی تلاوتِ قرآن فرما رہے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تم زنا کر کے آئے ہو۔

---

[1] سورۃ کہف آیت نمبر 101: ترجمہ: وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات سن نہ سکتے تھے۔ سورۃ قٓ آیت ۲۲ ترجمہ: بے شک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا۔ (کنز الایمان)

[2] حضرت ابوبکر جیدلائیؒ فرماتے ہیں کہ تمام دنیا ایک حکمت ہے اور اس حکمت میں سے ہر ایک کے حصے میں اس کے کشف کے مطابق ہے۔

Marfat.com

اُس نے جواب دیا ہرگز نہیں، آپؒ نے فرمایا کہ راستہ میں تُو نے کسی اجنبی عورت پر نظر ڈالی ہے اور تیرے نفس میں کچھ وَساوِس پیدا ہوئے۔ اُس نے جواب دیا ہاں ایسا تو ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ یہی زنا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''العیان تزنیان''، یعنی آنکھیں بھی زَنا کرتی ہیں۔ اس نے کہا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر وحی نازل ہونے لگی جس سے آپ کو اطلاع حاصل ہوئی۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں وحی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے مگر آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''اتقو بفراسة المومن فانه ینظر بنور الله ''یعنی مومن کے نورِ فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے اشیاء کا معائنہ کرتا ہے۔

## مکاشفہ کی قسمیں

(۱) گذشتہ اور آئندہ کے حالات جان لینا۔

(۲) دوسرے کے دل کی بات سے مطلع ہونا۔

(۳) نزدیک یا دور سب احوال سے باخبر ہونا۔

(۴) آنے والی آفات سے متنبہ کرنا۔

(۵) مدت المدید عرصہ دراز کی باتیں بالکل صحیح بیان کرنا۔

(۶) کتابی علوم کو بروقت بتانا۔

ذیل میں جو واقعات درج کیے جا رہے ہیں۔ ان سے سرکار مُرشدی حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدارج کشف کا اندازہ بخوبی ہو سکے گا کہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اتباع کامل سے انہیں کتنا اعلیٰ مقام عطا کیا تھا نیز کشفِ عیانی[1] بھی انعام فرمایا تھا۔

[1] کشفِ عیانی: یہ کشف کی ایسی قسم ہے کہ ایک صاحبِ کشف ماضی اور مستقبل کے پردوں پر واقعات کی تصویریں اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے قبلہ حضرتؒ صاحب کو کشفِ عیانی حاصل تھا کہ جو کچھ بذریعہ کشف فرماتے حرف بحرف صحیح ہوتا۔

Marfat.com

# مکاشفات

اِتَّقُوۡا بِفَرَاسَةِ الۡمُؤۡمِنِ فَاِنَّهٗ یَنۡظُرُ بِنُوۡرِ اللّٰهِ.

قاضی انوارالحق خطیب مسجد مہاجرین کیمبل پور (اٹک) نے جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل مفتی اعظم جوناگڑھ تھے بتایا کہ ایک دفعہ میں ملتان سے لاہور بذریعہ کار آ رہا تھا۔ گرمی کا موسم تھا خیال کیا کہ قبلہ شاہ صاحب کی زیارت سے مستفیض ہوتا جاؤں۔ راستے میں یہ خیال بھی آیا کہ وہاں پہنچ کر پانی بھی پیوؤں گا۔ چنانچہ موٹر کار کو حضرت کرماں والا شریف پہنچ کر روکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درویش ہاتھ میں جگ اور گلاس لئے کھڑا ہے جب میں کار سے باہر آیا تو درویش نے کہا کہ آپ قاضی صاحب تو نہیں ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ درویش نے شربت پیش کیا اور کہا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے بھیجا ہے۔ میں نے شربت پیا تو شوقِ زیارت اور زیادہ ہو گیا۔ جب میں حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلے فارسی میں پھر عربی میں کلام فرمایا اور میں جواب عرض کرتا رہا۔ حضور نے فرمایا "بیلیو! اے نرے مولوی نہیں جے۔ بی اے پاس جے، پھر فرمایا کہ مجھے انگریزی تو نہیں آتی کہ انگریزی میں گفتگو کروں"۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کے کمال کشف کی داد دل ہی دل میں دے رہا تھا کہ ایسا صاحب کشف و کرامات بزرگ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

<u>بات سچی کرنا چاہیے:</u> مولانا اللہ دتہ صاحب خطیب جامع مسجد باباجی پاک پتن شریف نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ان کے دوست شادی سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں خیال آیا کہ قبلہ حضرتؒ صاحب کی قدم بوسی کرتے جائیں۔ جب حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرتؒ قبلہ نے فرمایا۔ "مولوی جی کیسے تشریف لائے ہو"۔ مولانا کے دوست نے کہا حضور کے سلام کے لئے ساہیوال سے آیا ہوں، یہ سنتے ہی حضرتؒ قبلہ نے فرمایا۔ "مولوی صاحب! آپ بہت اچھے آدمی ہیں کہ مجھے ملنے کے لئے آئے ہیں"۔ بعض "بیلی" (دوست) تو شادی پر آتے ہیں اور کہتے ہیں آپ کو ملنے کے لئے آئے ہیں میرے دوست نادم ہوئے۔ قبلہ حضرتؒ مولانا کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بات تو سچی کرنی چاہیے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔

**معطل ڈپٹی کمشنر بحال:** جب ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو ایک ڈی-سی صاحب حاجی رحمت علی صاحب کی خدمت میں آئے کہ وزیر اعلیٰ نے انہیں معطل کر دیا ہے۔ سرکار کرمانوالے میرے لئے دعا فرمائیں۔ حاجی صاحب انہیں لے کر حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں آئے حضرتؒ قبلہ نے ارشاد فرمایا چودھری صاحب! اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ آپ ہر نماز کے بعد قل شریف مع بسم اللہ شریف ۱۲ بار پڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو بخش دیا کریں۔ قریباً ڈیڑھ ماہ بعد وہی چودھری صاحب تشریف لائے اور وہ ابھی دور ہی تھے کہ حضرتؒ قبلہ نے فرمایا آپ کا کام اللہ کریم نے کر دیا ہے۔ آپ بحال ہو گئے ہیں اور پھر فرمایا بحال بحال چودھری صاحب یہ خوشخبری سن کر خوش ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں اخبار نوائے وقت تھا۔ آپ نے اخبار دیکھ کر ارشاد فرمایا لیجئے چودھری صاحب اخبار میں بھی خبر آ گئی۔ دیکھئے اس میں یہ خبر جلی عنوان سے ہے۔ انہوں نے اخبار دیکھا تو اس میں واقعی یہ خبر موجود تھی۔ فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ اللہ کریم نے آپ کو بحال کر دیا۔ کیونکہ میں نے دعا کر دی تھی۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کے ولیوں کی۔

؎ زبانِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

**مفقود الخبر شخص بخیر وعافیت:** ایک عقیدت مند کا داماد 1940ء کی جنگ میں جاپانیوں کا قیدی تھا۔ دو تین سال تک اُس کا کچھ پتہ نہ چلا تو عزیز و اقارب پریشان ہوئے، سرکارؒ کی خدمت میں عرض کی تو سرکار نے دوسری صبح فرمایا کہ کوئی فکر نہ کریں ”تیرے جوائی تے ستے خیراں نیں میں اوہنوں راتیں صحیح سلامت ویکھیا اے“۔ اور آپ نے اُس کا حلیہ بھی بتا دیا۔ چنانچہ کچھ دن بعد اس کا خط موصول ہوا کہ میں جاپان کی قید میں ہوں اور خیر و عافیت سے ہوں۔

**جنرل ایوب اور صدارتی الیکشن:** صدارتی الیکشن کے سلسلے میں الیکشن سے ایک دن قبل رات کو ایک شخص آیا جو محترمہ فاطمہ جناح کے حامیوں میں سے تھا۔ صبح جب آپؒ کوٹھی سے

Marfat.com

باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ بیلیا ایوب صاحب کامیاب ہو گئے۔ اُس شخص نے کہا قبلہ آج تو ووٹ پڑیں گے۔ ابھی فیصلہ کہاں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا فیصلہ تو رات ہو گیا۔ چنانچہ رات ریڈیو پر ایوب صاحب کی کامیابی کا اعلان ہوا۔

**خلافت کی آرزو اور تنبیہہ:** صوفی محمد ابراہیم صاحب میرووالی نے جو سرکار کے پرانے خادموں میں سے ہیں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سرکار کی مجلس پُر انوار میں حاضر تھا۔ معاً خیال آیا کہ حضرت قبلہ کی خدمت میں کئی سال گزر چکے مگر حضرت نے خصوصی توجہ نہیں فرمائی یعنی خلافت عطا نہیں کی۔ یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ سرکارؒ نے بھانپ لیا اور فرمایا بیلیو! خلافت تو دوسروں کا بوجھ اُٹھانا ہے یہ آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک بارِ امانت ہے۔ جس کی کما حقہ حفاظت اور اہتمام مختص آدمی ہی کر سکتے ہیں۔ یہ دولت ہر ایک کی قسمت میں نہیں۔ غنیمت جانو اگر اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں مل جائے۔ صوفی صاحب نے فوراً یہ خیال دل سے نکال دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کی گردن پر بڑا وبال ہو گا جو کامل نہ تھے مگر لوگوں کو مرید کر لیا کرتے تھے۔

**مؤلف کی کرموں والا شریف پر پہلی حاضری:** مؤلف 1945ء میں کرمانوالا شریف پہلی بار[1] حاضرِ خدمت ہوا۔ مسجد میں ادب آداب کے طریقوں سے جسم سخت دُکھ رہا تھا۔ دو تین دن گزر گئے مگر واپسی کی اجازت نہ مل سکی۔ چاندنی رات تھی میں مسجد کے صحن میں کھڑا تھا کہ ایک خوبصورت خوش پوش نوجوان میرے پاس آ کھڑا ہوا۔ اُس نوجوان نے لب کشائی کی اور کہا کہ حضرت صاحب اجازت نہیں دے رہے جبکہ مجھے یہاں آئے ہوئے

---

[1] یہ عاجز گھریلو حالات سے بہت پریشان تھا دل میں خیال آیا کہ کسی مردِ کامل کی طرف رجوع کروں۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب سے ذکر کیا۔ انہوں نے میری راہنمائی کی اور حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ مجھے صوفی صاحب ہی کی رہنمائی میں اس عظیم نسبت کا شرف حاصل ہوا۔ حدیث شریف الدال علی الخیر کفاعلہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرید کرانے والے کو بھی اُتنا ہی ثواب ہو گا جتنا پیر کو۔ کیونکہ رہنما نے اللہ کا نام بتانے والے کا راستہ بتایا اور پیر نے اللہ کا نام بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص زمین سے آسمان تک سونے سے بھر کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کر دے جس قدر ثواب اس شخص کو ہو گا اُسی قدر اُس کو ہو گا جس نے اُس شخص کو صدقہ دینے کے لئے کہا۔

Marfat.com

چار دن ہو چکے ہیں۔ دوزانو[1] بیٹھ بیٹھ کر ٹانگوں میں درد پیدا ہو گیا ہے کیونکہ مسجد میں استراحت کے لئے پاؤں پھیلانے کی اجازت نہ تھی۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ یہاں سے باہر جانے کی اجازت بھی نہیں اور اسی بنا پر چند نازیبا الفاظ بھی سرکار کی شان میں ہماری زبان سے نکل گئے۔ صبح نماز فجر کے بعد سرکار نے سورۃ والشمس کی تفسیر شروع کی اور حاضرین ہمہ تن گوش سن رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا کہ بعض بیلی رات کے وقت مجھے بُرا بھلا کہہ رہے تھے، کہ سخت گیر ہے چلنے پھرنے کی اجازت نہیں۔ جو گفتگو ہم نے کی تھی آپ نے سنا دی میں بہت شرمسار ہوا اور سر نیچا کر لیا۔ سرکار نے انگریزی لباس اور خلاف شریعت شکل وصورت پر عالمانہ تقریر کی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا ''ایہہ چھور[2] وی چنگا اے''۔

یہ الفاظ سُنے تو جان میں جان آئی اور یہ عاجز شقی سے سعید[3] (چنگا) ہو گیا۔

نہ تاج وتخت میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

**بداعمالی کی سزا:** صوفی محمد ابراہیم میروالی نے بیان کیا کہ میں سرکار کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا۔ عرض کیا کہ اُس کا بھائی قید ناحق میں ہے حضرت سرکار نے فرمایا کہ بیلیا بات صحیح کرنی چاہیے مگر وہ چھپاتا رہا۔ سرکار نے فرمایا کہ سکھ لڑکی سے ناجائز تعلقات کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ (یہ واقعہ کرمونوالا شریف بھارت کا ہے)

**دیسی لباس پسندیدہ:** یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں حاضر تھا۔ خیال آیا کہ حضرت قبلہ دیسی لباس کے متعلق بہت تاکید فرماتے ہیں اور انگریزی تراش

---

[1] حضرت ابراہیمؒ بن ادھم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا تھا کہ آواز آئی کیا غلام آقا کے سامنے اسی طرح بیٹھا کرتے ہیں۔ میں نے توبہ کی اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ (تذکرۃ الاولیا) نیز امام اعظمؒ بھی استراحت کے لیے پاؤں نہ پھیلاتے تھے کہ یہ بے ادبی میں داخل ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

[2] چھور، لڑکا میری عمر اُس وقت 26 سال کی تھی۔

[3] سعید بمعنی نیک بخت۔ کامل پیر اپنے خاص اوقات میں مظہر ذاتِ الٰہی ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں مجھ جیسا مہا پاپی بھی آ گیا تو وہ ڈھل کر گیا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ طاہر بندگی کو شقی سے سعید کیا تھا اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کی کنیز کو حضرت فرید الدین گنج شکرؒ نے شقی سے سعید کیا تھا۔

Marfat.com

کی قمیض کو کیوں بُرا جانتے ہیں۔ ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت قبلہ نے فرمایا "انگریزی قمیض" کے "کف" اور "بین" میں صلیب کا نشان ہوتا ہے۔ انگریز تو چاہتا ہے کہ ہر وقت صلیب کا نشان اُن کے پیشِ نظر رہے مگر معلوم نہیں مسلمان کیوں اسے پسند کرتے ہیں؟

**داتا رحمتہ اللہ علیہ کے مجاور:** حکیم محمد امین ساکن ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ چند دوستوں کے ہمراہ کرمونوالا شریف حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ رات حضرت داتا صاحبؒ گزارنے کی غرض سے مسجد حضرت داتا گنج بخشؒ میں قیام کیا۔ سردی کا موسم تھا میں نے چاہا کہ پردے گرا دوں تاکہ سردی کا زور کم ہو جائے اور رات آرام سے بسر ہو مگر مجاوروں نے پردے گرانے سے روک دیا۔ مارے سردی کے حالت غیر ہو رہی تھی میں حضرت قبلہ مُرشدی کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی کہ حضور سردی کا یہ عالم ہے مگر داتاؒ کے مجاور بضد ہیں کہ پردے گرانے نہ دیں گے۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ایک مجاور دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ آپ کون ہیں اور کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا کہ کرمونوالا شریف جائیں گے۔ اُس نے جواب دیا میرے ساتھ چلیں آپ کے لئے الگ کمرے میں بستروں کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا آپ تو ہمیں پردے نہیں گرانے دیتے تھے اب بستر کون دے گا۔ اس نے جواب دیا میں دوں گا۔ آپ شکایت نہ کریں حضرتؒ صاحب ناراض ہو رہے ہیں میں نے کہا پردے گرا دو یہی کافی ہے۔ اس نے پردے گرا دیئے اور ہم نے رات آرام سے بسر کی۔ ہم کرموں والا شریف 12 بجے دن پہنچے تو ہمیں دیکھتے ہی قبلہ حضرتؒ نے فرمایا کہ وہ بہت ڈاہڈے آدمی ہیں پردے گرانے نہیں دیتے تھے خیر آپ کی رات تو آرام سے بسر ہوئی۔

**آپ کا کشفِ عیانی:** مولوی نور محمد صاحب پنوار لکھتے ہیں کہ نوکیرہ سے دولڑکے تیار ہوئے کہ ہمیں بھی کرمونوالا شریف لے چلو، ہم تینوں روانہ ہوئے، راستہ میں سرکار کا ایک مُرید مل گیا اُس نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو۔ ہم نے کہا کہ کرمونوالا شریف! اُس نے کہا کہ آپ روپیاں والی ٹھہر جائیں چنانچہ ہم نے نمازِ عصر روپیاں والی میں باجماعت ادا کی۔ مولوی صاحب نے رات اسی جگہ ٹھہرنے کی دعوت دے دی مگر مغرب کے بعد مولوی صاحب نے جو اہلِ حدیث مسلک کے تھے نمازیوں کو منع کر دیا کہ ان کو روٹی پانی نہ

Marfat.com

دیں کیونکہ یہ لوگ کرموں والا شریف بُزرگ کے ملنے والے ہیں۔ مشہور ہے کہ ان حضرت کو کشف ہوتا ہے اس لئے اب وہی ان کو لنگر پہنچائیں گے۔ میں نے کہا کہ ہم نے آپ سے روٹی کے لئے استدعا نہیں کی ہم تو راستہ میں بیریوں کے بیر کھاتے آئے ہیں۔ اب ہمیں روٹی کی اتنی ضرورت نہیں۔ اسی دوران میں مولوی صاحب کے چلے جانے کے بعد ایک شخص آیا تین پلیٹ کھیر تین پلیٹ گوشت اور روٹی دے گیا۔ ہم نے وہ کھانا کھالیا نماز عشاء کے لئے جب مولوی صاحب اور دوسرے نمازی آئے تو مولوی صاحب نے برتن دیکھ کر پوچھا کہ انہیں کس نے کھانا دیا ہے۔ میں نے کہا بھائی صاحب! یہ کھانا حضرت صاحب نے بھیجا ہے اور ہم نے کھالیا ہے۔ صبح ایک آدمی آیا وہ برتن بھی لے گیا اور ہمیں کھانا بھی کھلایا اور پھر کرموں والا شریف کا راستہ بتایا اور کہا کہ ہم تو کبھی اس مسجد میں نہیں گئے۔ جب ہم کرمونوالا شریف پہنچے تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ کھانا مل گیا تھا۔ عرض کیا کہ حضور مل گیا تھا۔ پھر فرمایا بیر بھی کھیتوں میں تھے مگر کھیت تو مالکوں کے ہوتے ہیں ہاں راستے کی بیریاں وقف تھیں، فرمایا توکلّ کرو تو مکمل کرو۔

**عبدالغنی گھمن کا آپؒ کو آزمانا:** حکیم محمد امین ساکن ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ اُن کا ایک دوست چوہدری عبدالغنی گھمن بی اے مولوی فاضل تھا۔ دیوبندی ذہن رکھتا تھا۔ ایک دن اس نے حضرت قبلہ کی خدمت میں (کرمونوالا شریف) حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ ہندوانہ لباس[1] (گاندھی ٹوپی، چوڑی دار پاجامہ وغیرہ) پہن لیا۔ راستہ میں بھی ہر ایک سے نمستے اور جے سیتا رام کہتا رہا جب وہ کرمونوالا شریف پہنچا تو لوگ وضو کر رہے تھے۔ اس نے ہندوانہ طریقہ سے پیشانی جھکا کر سلام کیا اور مسجد میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ ظہر کی نماز کی اذان ہوئی جماعت تیار ہوئی۔ قبلہ حضرت صاحب تشریف لائے اس نے ماتھا ٹیک دیا مگر

---

[1] بادشاہ محمود غزنوی نے بھی خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کو آزمایا تھا۔ ایاز کو تاج شاہی پہنایا۔ خود ایاز بن بیٹھا۔ خادماؤں کو مردانہ لباس پہنایا تھا مگر چشمِ مردِ کامل سے کیا چھپا ہوتا ہے۔ حکم دیا کہ نامحرم لڑکیوں کو ہٹادو پھر گفتگو کرو۔ محمود عقیدت مند ہو گیا اور حضرت نے اپنا خرقہ دیا کہ مشکل کے وقت اس کے وسیلہ سے دعا قبول ہو گی۔ سومنات کی لڑائی میں ہندو راجاؤں کا پلّہ بھاری تھا۔ محمود متفکر ہوا اس نے خرقہ کو نکالا۔ بارگاہِ رب العزت میں وسیلہ پیش کرتے ہوئے دعا مانگی دعا منظور ہوئی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔

Marfat.com

الگ بیٹھا رہا۔ نماز ہو چکی قبلہ حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے۔ حسبِ عادت حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک درویش سے فرمایا کہ جو بیلی ملنے آئے ہیں بلا لاؤ۔ سب حاضر خدمت ہوئے درویش نے کہا کہ ایک ہندو بھی آیا ہوا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اُسے ابھی رہنے دو۔ ان حاضرین سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اب اُسے بھی بُلا لاؤ۔ میاں بالا اُسے بُلا لایا۔ عبدالغنی جونہی دہلیز پر پہنچا قبلہ حضرت نے عربی میں دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اس نے عربی میں ہی جواب دیا کہ لاہور سے، تمام گفتگو عربی میں ہوئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تم نماز پڑھ لو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور نماز تو پڑھ لوں گا مگر یہ فرمائیں کہ آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ میں عربی جانتا ہوں اور مسلمان ہوں، فرمایا کہ سب باتیں ایک دم ہی کہنے کی نہیں ہوتیں۔

بہر رنگے[1] کہ خواہی جامہ می پوشی      من اندازِ قدت را می شناسم

جب رخصت ہونے کے لئے آیا تو حضرت نے فرمایا کہ دعا کروں کہ ڈاڑھی رکھنے کی توفیق ملے۔ عبدالغنی نے عرض کی حضور ابھی نہیں مگر میں آپ کے کمالات کا معترف ہی نہیں بلکہ عقیدت مند ہو گیا ہوں۔ (یہ واقعہ قیامِ پاکستان سے پہلے کا ہے)۔

**حقیقتِ مرض کا اعتراف اور مرض سے شفا:** مولانا ابوظفر درویش علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نوجوان آیا۔ اس کی بیوی اور والدہ اسٹیشن پر ٹھہر گئیں تھیں۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میں بیمار ہوں دوا اور دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ محمد رمضان خادم کو حکم ہوا کہ اسے باہر لے جا کر دریافت کرو کہ صحیح مرض کیا ہے۔ مگر بار بار دریافت کرنے کے باوجود اس نے حقیقت حال ٹھیک طرح نہ بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اپنے مرض کے بارے میں صحیح بات نہیں بتا رہا۔ فرمایا کہ تم سیالکوٹ سے آئے ہو اور اپنی والدہ اور بیوی کو ریلوے اسٹیشن پر چھوڑ آئے ہو، رات اور گزشتہ روز تم نے انڈے نہیں کھائے تھے؟ تم جریان کے مریض نہیں ہو؟ یہاں آ کر جھوٹ بولتے ہو، سچ کہنے میں فائدہ ہوتا ہے، مجھے فرمایا کہ اسے اس کی والدہ اور بیوی

---

[1] اولیاء اللہ اندرونِ حال کو خوب جانتے ہیں وہ محض ظاہر بین نہیں ہوتے۔

Marfat.com

کے پاس پہنچا دو۔ پھر اس سے مخاطب ہوئے اور فرمایا جا بیلیا رب کریم رحم کرے گا، پیاز اور انڈا ملا کر کھا لیا کر، اس کے بعد اُس کا لاعلاج مرض جاتا رہا۔ اللہ اللہ بندگانِ خاص واقف علام الغیوب اور مقلّب القلوب ہوتے ہیں۔

○ حکیم شیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بعد نماز عشاء حضور سرکارؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور مٹھی چاپی کر رہا تھا کہ حضرت قبلہ نے یہ شعر پڑھا۔

از شرابِ غوث الاعظم گلشن و گلزار مست
صحن مست و خانہ مست دہر در و دیوار مست

مجھے یہ شعر پسند آیا مگر یاد نہ ہو سکا۔ میں ازراہِ اَدب استفسار بھی نہ کر سکا۔ حضورؒ میری قلبی کیفیت بھانپ گئے اور میرے قلب پر انگشت مبارک رکھ دی۔ یہ شعر ایک بار، سہ بار پڑھا حتیٰ کہ مجھے یاد ہو گیا۔

**سٹہ کے کاروبار کی مذمت:** حکیم شیر محمد بگی ڈل والے نے بیان کیا کہ چند آدمی جونہی حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں باہر نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ درویشوں نے انہیں نکال دیا۔ فرمایا کہ یہ بے ایمان مجھ سے نمبر دریافت کرنے آئے تھے، یہ سٹہ کا کاروبار کرتے ہیں۔

**قرآن مجید کا ادب:** انہی حکیم صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ جمعہ مبارک کے دن منبر شریف پر تشریف رکھتے تھے۔ سامعین میں سے کسی کے پاس حمائل شریف تھی اور وہ شخص قبلہ حضرتؒ صاحب سے نیچے بیٹھا تھا۔ دورانِ وعظ آپ نے فرمایا کہ جس کسی کے پاس قرآن شریف ہے نکال کر اوپر رکھ دے مگر اس شخص نے توجہ نہ دی۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس شخص کی طرف اشارہ کیا اور قرآن مجید اونچی جگہ پر رکھوا دیا گیا۔ سبحان اللہ۔

**امام کا صحیح عقیدہ ہونا:** یہی حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند اشخاص اکٹھے بیٹھے تھے۔ نماز کا وقت ہوا انہوں نے مجھے امامت کے لئے کہا میں نے انکار کیا چنانچہ ایک اور شخص نے نماز پڑھائی جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ نماز

Marfat.com

غیر عقیدہ شخص کے پیچھے پڑھی اگر تم خود ہی جماعت کرا دیتے تو کیا تھا چونکہ یہ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کے اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہوتی۔

؎ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں　　عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

نظرِ کرم: مفتی محمد حبیب اللہ چغتائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ قبلہ سرکار نے فرمایا کہ پیر جی کہاں کا ارادہ ہے، عرض کیا، حضور پاک پتن شریف کا۔ فرمایا کہ وہاں سے ہو آئیں لیکن اپنے گھر واربرٹن جلدی واپس چلے جائیں۔ عرض کیا حضور بہت اچھا چنانچہ پاک پتن شریف کی حاضری کے بعد واپس آ گیا۔ فیروز وٹواں اُترا سواری کا کوئی انتظام نہ تھا چنانچہ پیدل ہی واربرٹن کی طرف روانہ ہوا۔ وار برٹن فیروز وٹواں سے چار میل ہے۔ تین میل کا سفر طے کرنے کے بعد ایک ٹرک مل گیا۔ گھر پہنچا تو میرے بازو میں اتنا شدید درد ہوا کہ توبہ ہی بھلی۔ اس وقت قبلہ حضرتؒ صاحب کے فرمان کی اہمیت معلوم ہوئی اگر گھر سے باہر ہوتا تو معلوم نہیں کیا حال ہوتا۔

؎ گر تو کرم کرے تو زمانہ ہو مہرباں
ترا کرم نہ ہو تو کوئی مہربان نہیں

یو پی کے بزرگ: مولنا بشیر احمد صاحب خطیب چشتیاں شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک ریٹائرڈ انسپکٹر صاحب علاقہ یو پی کے رہنے والے جو سائیں توکل شاہؒ کے تربیت یافتہ تھے حضرت سرکار کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضر ہوئے۔ ریلوے اسٹیشن فیروز شاہ سے کرمونوالا شریف تک سفر پاپیادہ طے کیا۔ سواری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ قبلہ سرکار نے فرمایا دِل چاہتا ہے کہ ایسی جگہ ہو جہاں پختہ سڑک نزدیک ہو، ریلوے اسٹیشن بھی پاس ہو تا کہ سفر کی صعوبت نہ ہو۔ یو پی کے اس بزرگ نے جب آپ کا زُہد اور ذکر اذکار کا عالم دیکھا تو بے حد متاثر ہوئے۔ نمازِ مغرب کے بعد مراقبہ پھر نماز عشاء پھر نمازِ تہجد۔ اس کے علاوہ ذرود شریف کا وِرد۔ یہ سماں دیکھ کر اس اللہ کے بندے نے عرض کیا کہ حضور آپ کے دربار میں

Marfat.com

کوئی آرام کا وقت بھی ہے یا نہیں، اگر کوئی اور مشغلہ نہ ہو تو دوزانو بیٹھنے کا حکم، قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا ''گاہ بگاہ در کوئے بے خواباں گذر۔ (ترجمہ: کبھی کبھی شب بیدار لوگوں میں بھی وقت گزارنا چاہیے)۔

اصلاح احوال: مولنا بشیر احمد چشتیاں شریف نے بیان کیا کہ ایک تھانیدار صاحب ملاقات کے لئے آئے حضرت قبلہ نے فرمایا یہاں سے باہر چلے جاؤ۔ عصر کے بعد پھر آیا تو نکال دیا، شام کو بستر نہ دیا میں نے اپنا بستر اُسے پیش کیا مگر اس نے قبول نہ کیا۔ میں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ اس تھانیدار کو نہ تو آپ نے بستر دیا اور نہ مجلس میں بیٹھنے دیا۔ فرمایا یہ عورتوں سے باز نہیں آتا وہ واپس چلا گیا مگر وہ گھر پر بھی بے چین اور مضطرب رہتا۔ اسی حالت میں پھر حضرتؒ کی خدمت میں پہنچ جاتا مگر حضرت قبلہ اُسے منہ نہ لگاتے۔ آخر اس نے توبہ کی اور اسے سکون نصیب ہوا۔ ایک دن تونسہ شریف میں اُس تھانیدار نے مجھے پہچان لیا مگر میں نہ پہچان سکا کیونکہ اس نے داڑھی رکھ لی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی بُری حرکت سے تائب ہو چکا ہے اور اب اطمینان کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

○ انہی مولانا صاحب نے بیان کیا کہ میں کرمونوالا شریف میں حاضر خدمت تھا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اس حُلیہ کا ایک شخص آئے گا۔ متشرع شکل مہندی رنگ ڈاڑھی اس کو میرے رُو بُرو نہ آنے دینا چنانچہ وہ آیا اور میں نے ٹال مٹول کر کے اُسے حضرت قبلہؒ کے پاس جانے سے روک دیا۔ ایک رات اور ایک دن اسی طرح گزر گیا۔ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ چلا جائے چنانچہ وہ چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حضرتؒ قبلہ نے بتایا کہ یہ شخص اپنی بہو سے غلط ہے اور اس کے لڑکے نے اسے گھر سے نکال دیا ہے اب میرے پاس آیا ہے کہ دعا کیجئے کہ میرا لڑکا میرا فرمانبردار ہو جائے۔ (استغفراللہ)

راہ گیر کی اعانت: حکیم شیر محمد صاحب ساکن اعظم چھینہ (بہاولنگر) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک آپ کا جسم لرز اُٹھا اور فرمایا کہ ایک بیلی فلاں جگہ نہا رہا ہے۔ اس کے لئے فوراً کپڑے لے جاؤ۔ وہ بیچارہ نہر میں نہا رہا تھا کہ کوئی راہ گیر اس کے سارے کپڑے اُٹھا کر چلتا بنا اور وہ غریب نہر کے اندر حیران پریشان

Marfat.com

کھڑا ہے کہ اب باہر کیسے آئے چنانچہ اُسے کپڑے پہنچا دیئے گئے اور وہ اس غائبانہ امداد پر بہت خوش ہوا۔

پشاور کی مستورات: انہی حکیم صاحب نے بیان کیا کہ میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر تھا، علاقہ پشاور کی چند عورتیں حضرت قبلہؒ کی زیارت کے لئے آئیں۔ دستور کے مطابق انہیں مائی صاحبہ کے پاس زنان خانہ میں بھیج دیا گیا۔ میری لڑکی بھی وہاں موجود تھی اس نے بتایا کہ یہ عورتیں حضرت قبلہ کی زیارت سے محروم رہنے کی وجہ سے بڑی پریشان نظر آ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ہم نے اتنا دور دراز کا سفر محض حضرت کی زیارت کے لئے اختیار کیا تھا اور راستہ کی صعوبت اُٹھائی تھی۔ مگر ہمیں گوہر مقصود حاصل نہیں ہوا۔ اتنے میں پتہ چلا کہ قبلہ حضرت صاحب اندر تشریف لا رہے ہیں۔ تمام اجنبی عورتیں پردہ میں ہو گئیں۔ میری لڑکی اور وہ پٹھان عورتیں ایک کمرہ میں چلی گئیں۔ حضرت صاحب بھی اس کمرہ کے دروازہ تک گئے اور دروازہ میں چند سیکنڈ تشریف فرما رہے۔ اُن عورتوں کو زیارت سے مشرف فرمایا اور واپس آ گئے۔ اللہ اکبر

موجودہ جگہ کی نشاندہی: بابا غلام محمد سکنہ تکیہ سادھواں لاہور حال صدر بازار لاہور نے بیان کیا کہ قیام پاکستان سے پہلے حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایسی جگہ جائیں گے جہاں (۱) نہر کا پانی مشرق سے مغرب کی طرف بہتا ہو۔ (۲) ریلوے اسٹیشن بھی ہو۔ (۳) سڑک بالکل قریب ہو۔ (۴) پانی کا ''موگا'' اپنا ہو۔

چنانچہ جب آپ موجودہ جگہ حضرت کرمانوالا شریف (نزد اوکاڑا) مستقل طور پر آباد ہو گئے تو ایک ہندو میلا رام نامی حضرتؒ قبلہ کو ملنے کے لئے فیروز پور سے آیا۔ جگہ دیکھ کر کہا حضور ہر چیز آپ کے فرمان کے مطابق یہاں موجود ہے۔ آپ کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوتی دیکھ کر وہ ہندو دنگ رہ گیا کہ مردِ کامل ہو تو ایسا ہو۔

سجدہ تعظیمی: پیرزادہ افتخار احمد فریدی سکنہ عارف والا بیان کرتے ہیں کہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب حضرت کرمانوالا قیامِ پاکستان کے بعد عارف والا کے نزدیک چک نمبر 57EB میں قیام پذیر رہے لیکن مجھے ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت 1958ء میں نصیب

Marfat.com

ہوئی۔ ایک دفعہ حاجی ظہور الحسن صاحب لائل پور (حال فیصل آباد) سے عارف والا آئے۔ انہیں حضرت قبلہ سے نیاز مندی کا شرف حاصل تھا۔ میں نے ان سے حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ چنانچہ میں اپنی والدہ صاحبہ، خالہ صاحبہ، ماموں صاحب کے ساتھ حاجی صاحب کی معیت میں حضرت کرمانوالا شریف روانہ ہوا۔ اوکاڑا سے کچھ مالٹے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے خرید لیے کہ:

[1] ~~ دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں تہی دست رفتن سُوئے دوستاں

نمازِ عصر کے قریب ہم حضرت کرمانوالا شریف پہنچے۔ مستورات زنان خانے میں چلی گئیں اور ہم تینوں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مالٹے پیش کیے جو آپ نے بکمال شفقت قبول فرمائے۔ حضرت قبلہ بڑے کمرہ میں آرام فرما تھے۔ ساتھ والے کمرے میں ہمیں ٹھہرایا گیا۔ نمازِ عشاء کے بعد سرکار نے ہمیں بُلایا۔ جب ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو ہمارے پیش کردہ مالٹے سرکار تناول فرما رہے تھے۔ اپنے دستِ شفقت سے ہم تینوں کو تبرک عطا فرمایا، دوسرے روز آٹھ بجے کے قریب میں ایک رسالہ سجدہ تعظیمی کے جواز کے بارے میں دیکھ رہا تھا۔ یہ رسالہ دیوبندی مکتب فکر کے کسی عالم نے تحریر کیا تھا۔ میں حیران تھا کہ دیوبندی حضرات تو سجدۂ تعظیمی کے خلاف ہیں، مگر اس رسالہ میں اباحت ظاہر کی گئی ہے۔ میں نے اس حیرانگی کا اظہار ظہور الحسن صاحب سے کیا اور ان سے یہ بھی کہا کہ میں نے عارف والا میں سرکار کے دونوں صاحبزادگان کو دیکھا تھا۔ اُن کی سادہ گفتگو، دیہاتی طرز کا لباس دیکھ کر میں کچھ زیادہ متاثر نہ ہوا۔ ہم اس قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ کسی بیلی نے کہا کہ حضرت قبلہ باہر تشریف لے آئے ہیں ملاقات کے خواہشمند حضرات وہاں چلے جائیں۔ آپ حسبِ عادت چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ معتقدین اور طالبانِ حق کی جماعت حاضرِ خدمت تھی۔ چونکہ سامنے تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ میں چارپائی کی پائینتی کی طرف ذرا فاصلے پر بیٹھنے کی غرض سے اس طرف ہوا تو فرمایا کہ میرے پیر[2] میرے سامنے آجائیں اور

---

[1] افسوس کا مقام ہے کہ بھرے باغ سے دوست کی طرف خالی ہاتھ جائیں۔

[2] افتخار احمد پیرزادہ کا سلسلہ نسب بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے ملتا ہے، باواجیؒ کی تیسری پشت میں ایک بزرگ شاہ زین العابدینؒ سرہند شریف کے قریب ایک آبادی بنام بہڈالی میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ یہ بستی بعد میں اُن کے نام سے پیر زین مشہور ہوئی۔ اسی وجہ سے سرکار نے انہیں پیر کہہ کر پکارا۔

Marfat.com

میرے ماموں صاحب کو جگہ دینے کے لئے حاضرین کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا چنانچہ ہم دونوں آپ کے سایۂ عاطفت میں آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے۔ دس پندرہ منٹ وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد ہر ایک سے اپنے آنے کا مقصد دریافت فرماتے اور دعا فرما کر رخصت کرتے۔ درمیان میں سجدۂ تعظیمی کے متعلق ذکر کرنا شروع فرما دیا کہ یہ سجدہ تعظیمی کسی کو خدا سمجھ کر نہیں کیا جاتا۔ اگر ایسا کیا جائے تو کفر ہے اور شرک ہے، یہ تعظیمی سجدہ اس قسم کا ہے، جیسا آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے کیا تھا اور یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کیا مگر سجدۂ تحیت و تعظیم ہماری شریعت میں ناجائز ہے۔ کسی بزرگ کی تحیت و تعظیم کے لئے قیام، مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔ چونکہ عوام بوسہ اور سجدہ میں فرق نہیں کر سکتے اس لئے اکابرینِ دین کے مزاروں کا بوسہ لینا بھی منع ہے۔ یہ گفتگو تو حاجی صاحب کے ساتھ ہوئی تھی مگر آپ نے میرا مسئلہ حل فرما دیا۔ یہ موضوع ختم ہونے کے بعد آنے والوں کے لئے دعا اور دوا کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ قبلہ نور محمد مہارویؒ جب دلی شریف سے رُخصت ہوئے تو ان کے پیرومرشد خواجہ فخر الدین فخر نے انہیں پانچ نصیحتیں فرمائیں۔ تین مجھے یاد ہیں باقی دو مولوی محمد عمر اچھروی یہاں بیٹھے ہیں ان سے دریافت کر لینا۔ (مولٰنا اچھروی مع اپنے ایک صاحبزادہ کے کمال عجز و نیاز سے تشریف فرما تھے)۔ پہلی نصیحت یہ تھی کہ تم جہاں جاؤ وہاں اس علاقہ کے لوگوں سے ان کی زبان میں گفتگو کرنا۔ دوسری نصیحت یہ تھی کہ لباس بھی اس علاقہ کے لوگوں کی طرح کا پہننا۔ تیسری نصیحت یہ کہ باوا صاحب گنج شکرؒ کی اولاد جہاں کہیں ملے اُن کی عزت کرنا، میری گفتگو کا جواب حضرت قبلہؒ نے دے دیا اور رہنمائی فرمائی اور میرا دل خیالاتِ فاسدہ سے پاک ہوگیا۔

<u>کشف کمال:</u> مولٰنا سُلطان باہو خطیب جامع مسجد چوبرجی لاہور نے بیان کیا ایک دفعہ ایک شخص آیا حضرت قبلہ نے فرمایا اسے باہر نکال دو۔ اسے باہر بھیج دیا گیا قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا ماں سے زنا کاری کا مجرم ہے اور پھر یہاں آیا ہے، حاضرین میں سے ایک نے کہا ''اُف ماں سے''۔ حضرت صاحب نے فرمایا بیلیو! ساس ماں ہی تو ہے، یہ تھا حضرت

Marfat.com

صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بصیرت اور کشف۔ اللہ اکبر

**پس ماندہ پانی:** یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ قبلہ نے پانی پینے کے لئے منگوایا۔ میرے دل میں خیال آیا اگر پس ماندہ مل جائے تو پی لوں۔ حضرت قبلہؒ نے تھوڑا سا پانی پینے کے بعد پیالہ میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے پی لیا پھر منگوایا تو پھر پس ماندہ مجھے ملا تیسری دفعہ بھی پس ماندہ مل گیا، چوتھی بار حضرت نے پانی منگوایا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب اگر مجھے نہ ملے تو اچھا ہے، خوب سیر ہو چکا ہوں چنانچہ چوتھے گلاس کا پس ماندہ ایک اور بیلی کو ملا۔

**خاص کھانا کی خواہش پوری:** ملک سردار محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکارؒ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ تھا۔ راستے میں خیال آیا کہ اس دفعہ حضرت قبلہ صاحب خاص کھانا کھلائیں تو پھر مزہ ہے پھر سوچا کہ یہ خیال فاسد ہے۔ نفس کو لعن طعن کیا حضرت کرماں والا شریف 12:30 بجے پہنچا۔ بھوک تیز تھی لوگ لنگر کھا رہے تھے میں نے دل میں سوچا کہ اب تو انتظار ہی کرنا پڑے گا۔

ایک کمرہ میں پیر سید عثمان علی شاہ صاحب تشریف فرما تھے۔ سلام عرض کیا وہاں ٹیلیفون پڑا تھا صاحبزادہ صاحب فون کرنے لگے تو میں اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں دو اور بیلی بیٹھے تھے۔ ان کے لئے کھانا آیا تو میں بھی شامل ہو گیا۔ چولہے کی روٹی، لسی اور دو سالن تھے۔ ابھی کھانا شروع کیا ہی تھا کہ حضرت قبلہ نے اپنا سارا کھانا مجھے بھجوا دیا اور فرمایا کہ یہ بابو صاحب کو دے دو۔ میں نے یہ کھانا خود بھی کھایا اور ساتھیوں کو بھی دیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد جب میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ کھانا کھا لیا ہے اور اُس دلی خواہش کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

**حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علمِ غیب:** حکیم محمد دین فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ کا ایک مرید حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوا۔ اس بس میں غیر مقلد مولوی صاحبان بھی سفر کر رہے تھے اور وہ بھی حضرت قبلہ کی خدمت میں آ رہے تھے کہ حضرت قبلہؒ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کے علم غیب کے متعلق گفتگو کریں گے، جب یہ مولوی صاحبان حضرت صاحبؒ کے اُس مرید سے متعارف ہوئے تو سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا۔ اس بیلی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو بہت بُلند ہے۔ غیب تو ہمارے حضرت صاحب بھی جانتے ہیں۔ اس کا ثبوت آپ کو حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ کر مل جائے گا۔ ادھر یہ لوگ سفر میں تھے اُدھر قبلہ حضرت صاحب پریشان خاطر تھے۔ سب حاضرین حیران تھے کہ آج خلاف معمول حضرت صاحب کی طبیعت میں انقباض کیوں ہے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ علی الصبح عام طور پر بے حد خوش و خرم نظر آیا کرتے تھے۔ آپ اسی کیفیت میں تھے کہ یہ تینوں شخص حضرت کرمانوالا شریف پہنچ کر مجلس میں بیٹھ گئے اور حضرت قبلہ جو اُٹھ کر کسی کام سے اندر گئے تھے باہر تشریف لے آئے اور از خود ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ اس فقیر سے پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ رب کریم نے قیامت کے سوا باقی تمام غیب مجھے عطا کر دیئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو بڑی بُلند و ارفع ہے۔ رب کریم شریعت کی پابندی کی توفیق بخشے، دونوں مولوی صاحبان جو حضرت صاحب کے مرید سے راستہ بھر حضور ﷺ کو علم غیب نہ ہونے کے بارے میں جھگڑا کرتے آئے تھے حضرت قبلہ کا علم غیب دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے ایک مولوی صاحب کو مخاطب کیا اور فرمایا مولوی صاحب! ”آپ تو صبح صبح گھر سے لڑ کر چلے تھے“۔ عرض کیا حضور میں تو کسی سے نہیں لڑا۔ فرمایا کہ آج نماز فجر کے لئے کسی سے کوزہ چھین کر وضو نہیں کیا تھا۔ یہ سن کر مولوی صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور دونوں مولوی صاحبان اپنے فاسد عقائد سے تائب ہو گئے۔

؎ میرے حبیب نے مجھ کو بنایا اپنا غلام
سیاہ روئی نے میری بنا دیا میرا کام

❁

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

Marfat.com

**اولیاء اللہ کی قبور فیض رساں ہیں:** عبدالمجید ساکن چک 5T.D.A سرگودھا نے بیان کیا کہ مُرید ہونے کے لئے قبلہ حضرتؒ صاحب کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت صاحب ضعیف ہو چکے ہیں۔ خیال گزرا کہ شاید میرے اسباقِ وظائف مکمل نہ ہوں اور حضرت صاحب اللہ کو پیارے ہو جائیں۔ میرے اس وسوسہ سے آگاہ ہو کر آپ نے ایک حافظ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حافظ جی ''اللہ کے پیارے رخصت ہو جاتے ہیں تو کیا اُن کی قبروں سے فیض حاصل نہیں ہوتا اور کیا قبروں پر جانے والوں کو فیض نہیں پہنچتا''؟ حافظ صاحب نے عرض کیا۔ حضور ضرور اور یقینی طور پر پہنچتا ہے۔ فرمایا بیلیا ''اللہ دے بندے مَردے نہیں زندہ رہندے نیں تے فیض پچاندے نیں''۔ ان الفاظ نے میرا عقیدہ مضبوط اور درست کر دیا۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالمِ دوامِ ما

**شفقت:** حکیم ضیاء الحق صاحب خلف الرشید حکیم مولوی غلام محی الدینؒ ساکن سوڈی وال لاہور، بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی شادی خانہ آبادی کو کئی سال گزر گئے۔ مگر صاحبِ اولاد نہ ہوئے۔ آپ اکثر اداس رہتے۔ ایک مرتبہ والد صاحب حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دل کی کلی افسردہ تھی حضرت قبلہ نے از خود فرمایا حکیم صاحب! رب کریم مہربانی فرمائے گا خیر ہو جائے گی۔ تین بیٹے ہونگے نام ضیاء الحق، انوارالحق، اظہار الحق رکھیں۔ چنانچہ ایک سال کے بعد جڑواں دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام ضیاء الحق رکھا اس کے بعد حسب الارشاد دو بیٹے اور پیدا ہوئے۔ اللہ اکبر۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں حکیم جی! رب کریم سب لیٹ ویٹ نکال دے گا چنانچہ جب والد صاحب 62 سال کی عمر میں فوت ہوئے تو تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کے باپ تھے۔

**عہدہ میں ترقی:** یہ عاجز (نور احمد مقبول) جب پہلی دفعہ حضرت کرمونوالا شریف قبلہ پیرو مرشدی حضرت سید محمد اسماعیل شاہؒ بخاری کی خدمت میں اگست 1945 میں حاضر ہوا تو اس عاجز کو انسپکٹر کہہ کر مخاطب فرمایا حالانکہ میں محکمہ پوسٹ آفس کا ایک کلرک تھا۔ چنانچہ

Marfat.com

اگست 1947ء میں بحیثیت انسپکٹر تعیناتی ہوگئی۔ ایک دفعہ پھر 1960 میں حاضر خدمت تھا اور دعا کے لئے حاضر ہوا تھا کہ بعدۂ سپرنٹنڈنٹ ترقی ہو جائے میں خود خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت قبلہؒ نے اس عاجز کو کسی کام کے لئے ارشاد فرمایا جب میں اُٹھا تو آپ نے فرمایا "بیلیو! ایہہ ڈاک خانہ دے وڈے وڈے افسر جے" بس اور کیا چاہیے تھا یہی دل کی مراد تھی۔ چنانچہ جنوری 1961ء میں بعدۂ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات کیمبل پور (اٹک) تعیناتی ہوگئی اور اگست 1973ء میں کلاس I جونیر میں ترقی پائی۔ اللہ اکبر۔

اولادِ نرینہ: رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی نے بیان کیا، کہ ایک مرتبہ وہ چیچہ وطنی سے اوکاڑا آئے مگر حضرت قبلہ کہیں باہر تشریف لے جا چکے تھے۔ وہ حضرت صاحب کی تلاش میں تانگہ پر جانبِ لاہور روانہ ہوئے۔ کوئی ایک میل کے فاصلہ پر حضرت مُرشدی مل گئے۔ حضرت قبلہ نے خادم کو چادر بچھانے کے لئے کہا اور رائے صاحب کو بھی بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ راستے میں کسی باغیچے والے نے کچھ مالٹے دیے تھے آپ نے سب کے سب مالٹے رائے صاحب کے آگے رکھنے کا حکم فرمایا اور کہا "جتنے مالٹوں کی ضرورت ہو لے لیں"۔ رائے صاحب نے دو مالٹے اُٹھا لیے، پھر فرمایا رائے صاحب اور لے لیں، انہوں نے پھر دو مالٹے لے لیے، تیسری مرتبہ پھر کہا اور رائے صاحب نے دو مالٹے اور لے لیے۔ اس طرح کُل چھ مالٹے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے سب بیلیوں سے فرمایا۔ رائے صاحب کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ رائے صاحب کو چھ بچے عطا فرمائے۔ ان کے ہاں پہلے کوئی اولاد نہ تھی۔ رائے صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ گھر سے چلے تھے تو یہی خیال کیا تھا کہ حضرت قبلہ سے اولاد کے لئے عرض کروں گا۔ اللہ کے فضل و کرم سے رائے صاحب کو چھ فرزند ہی عطا ہوئے۔

مؤلف پر نظرِ کرم: رب کریم کی مہربانی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور حضورؒ قبلہ کی توجہ سے مؤلف کے ہاں لڑکا پیدا ہوا نام نصر اللہ رکھا جب وہ ایک سال کا تھا تو سخت بیمار ہو گیا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ زندگی کی کوئی امید نہ رہی میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں حضرت سرکارؒ والا نے فرمایا "گھبراؤ نہیں، یہ نہیں مرتا، گھبراہٹ میں میری آنکھ

Marfat.com

کھل گئی۔ دیکھا کہ بچے کی حالت نازک ہے اور اس کی ماں رو رہی ہے۔ میں نے خواب کا واقعہ سنایا تو کچھ ڈھارس بندھی۔ بچہ ایک ہفتہ کے اندر تندرست ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

○ اس بچے کے بعد مؤلف متواتر پانچ بچیوں کا باپ ہو گیا۔ از حد متفکر رہنے لگا قبلہ مرشدی کی خدمت میں حاضر بھی نہ ہو سکا۔ مگر التجائیں کرتا رہا کہ حضور اس دفعہ مہربانی ہو جائے اور اولاد نرینہ عطا ہو۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ میں دائیں بازو پر ایک بچہ لیے بیٹھا ہوں۔ حضرتؒ صاحب نے فرمایا کہ یہ تمہارا لڑکا ہے۔ اسی طرح کا ایک خواب میری بیوی کو آ چکا تھا کہ اٹک شریف والی سرکار حضرت سلطان سخی صدر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بیٹی اپنا لڑکا اُٹھا لو۔ میں نے خواب کو حقیقت تصور کیا اور دو ماہ پہلے ہی دو مینڈھے عقیقہ کے لئے خرید لیے۔ قسم ہے ذات باری کی جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا جس شکل کا بچہ خواب میں دیکھا تھا ویسا ہی پایا۔ اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ اولیائے کرام جانتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ بلکہ اپنے عقیدت مندوں کو ان بچوں کی شکل سے بھی روشناس کرا دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ مرشدی کے کمالات کی کوئی حد نہیں۔ یہ اللہ کی دین اور اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کی نگاہِ کرم کا فیض ہے۔

<u>گم شدہ بھائی مل گیا:</u> چودھری ریاض الرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی ناراض ہو کر گھر سے چلا گیا جب کہیں پتہ نہ چلا تو سخت پریشانی ہوئی۔ میں اور میرے والد صاحب (چودھری عبدالرحیم آف الحدید میکلوڈ روڈ لاہور) چودھری محمد اقبال ایڈووکیٹ کی معیت میں حضرت کرمانوالا شریف پہنچے اور حضرت قبلہؒ کی خدمت میں اپنا مدعا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ''خیر ہو جائے گی گھبرائیں نہ۔ لبھا دیاں گے''یعنی ''آپ گھبرائیں نہیں آپؒ کا لڑکا مل جائے گا۔ آپ کے یہ تسلی آمیز کلمات سُن کر ہماری ڈھارس بندھی اور ہم واپس چلے آئے چودھری اقبال صاحب ان الفاظ کو ''لبھا دیاں گے'' راستہ بھر دُہراتے رہے اور کہتے کہ ان الفاظ سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ لڑکا جلد مل جائے گا۔ یہ معمولی الفاظ نہیں ہیں آخر یہ الفاظ ہی تسکینِ قلب کا باعث بنے اور میرا بھائی اُسی دن مل گیا۔

Marfat.com

**مرید کے حال سے مکمل خبر:** صوفی محمد اسحاق صاحب سکنہ قبولہ شریف بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحبؒ کی دعا برکت سے رب العزت نے مجھے فرزند عطا کیا تو قبلہ حضرت صاحب کی اس کرامت کا عام چرچا ہوا۔ میرے چچا مولا بخش نے کہا کہ میں بھی حضرت صاحب کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے ساتھ لے جائیں چنانچہ میں اُسے ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا تو مدعا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو پہلے ہی مرید ہے، بار بار مرید نہیں ہوا کرتے۔ مگر میرے چچا نے اصرار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ بیلیا جا اپنی ماں سے پوچھ لینا کہ تو مرید ہو چکا ہے مگر وہ مصر رہا۔ میں نے اُسے بازو سے پکڑ کر چلنے کا اشارہ کیا وہ راستہ بھر جھگڑتا رہا کہ مجھے مرید نہیں کرایا۔ جب ہم گھر پہنچے تو اس نے اپنی والدہ سے ذکر کیا۔ اس نے بتایا کہ تمہارے والد نے تمہیں بچپن میں ہی اپنے پیرومرشد حضرت کرمانوالےؒ کا مرید کرا دیا تھا چنانچہ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا سچ ثابت ہوا۔ سبحان اللہ

**بیٹے کا فرار، آپ کی توجہ سے واپسی:** صوفی محمد خلیل اختر ریٹائرڈ سیکرٹری مارکیٹنگ کمیٹی اوکاڑا بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوکاڑا کے ایک ڈاکٹر صاحب کا لڑکا دس ہزار روپے لے کر فرار ہو گیا۔ بڑی کوشش کے باوجود اس کا کہیں سراغ نہ ملا۔ مجبوراً ڈاکٹر صاحب نے اس کی گمشدگی کی خبر اخبار میں شائع کرا دی اور ساتھ لڑکے کا فوٹو بھی دے دیا۔ انہیں خطرہ یہ تھا کہ کسی نابکار نے روپیہ کے لالچ میں اُسے جان سے نہ مار دیا ہو۔ دراصل اس لڑکے کے ساتھ کسی انگریز نے انگلینڈ لے جانے کا وعدہ کیا ہوا تھا وہ انگریز ان دنوں کراچی میں تھا۔ یہ لڑکا زادِ سفر اور دیگر اخراجات کے لئے یہ روپیہ چوری کر کے گھر سے غائب ہوا۔ وہ انگریز کراچی کے کسی ہوٹل میں قیام پذیر تھا۔ اس نے اس لڑکے کو اپنے کسی مسلمان دوست کے ہاں ٹھہرایا ہوا تھا کیونکہ جس ہوائی جہاز سے انہوں نے روانہ ہونا تھا اس کی پرواز میں ابھی تین چار روز باقی تھے۔ اِدھر لڑکے کے والد کو ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا حالانکہ اس نے اپنے تمام عزیز و اقارب کو اس لڑکے کی گمشدگی کے متعلق مطلع کیا ہوا تھا۔ اس مایوسی کے عالم میں اس نے میرے ساتھ مشورہ کیا میں نے کہا کہ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں آپ قبلہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف جائیں اور اپنی تکلیف بیان

Marfat.com

کریں چنانچہ وہ ڈاکٹر صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تلاش جاری رکھیں انشاء اللہ لڑکا مل جائے گا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہوا یوں کہ جس گھر میں وہ لڑکا ٹھہرا ہوا تھا اس کے مالک نے اخبار میں جب اس کی گمشدگی کی خبر پڑھی تو اس لڑکے کی شکل و شباہت خبر کے ساتھ چسپاں فوٹو سے ملتی جلتی دیکھی تو یہ دیکھ کر صاحب خانہ نے اس لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم تو گھر سے چوری بھاگ آئے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ تمہارے یہاں قیام کرنے سے مجھے خود خطرہ ہے کہ پولیس مجھے شامل تفتیش کر لے گی۔ اس لڑکے نے سوچا کہ اب میرا اس گھر میں ٹھہرنا مشکل ہے اور میں اس انگریز کی قیام گاہ سے بھی ناواقف ہوں چونکہ جہاز کی پرواز میں ابھی تین چار روز باقی ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ میں اس اثناء میں اپنی ہمشیرہ سے مل آؤں۔ اس کی ہمشیرہ گوجرہ میں تھی چنانچہ وہ کراچی سے گوجرہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اب تک وہ دس ہزار روپے میں سے چار ہزار خرچ کر چکا تھا۔ جب وہ گوجرہ پہنچا تو اس کی ہمشیرہ اور بہنوئی نے اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور اُسے یہ نہ بتایا کہ اس کے فرار ہونے کے بارے میں انہیں علم ہے۔ چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے اپنی بہن کے گھر ٹھہرا رہا۔ انہوں نے اوکاڑہ میں اس کے والد کو اطلاع کر دی اور اس کا والد اگلی صبح ہی گوجرہ پہنچ گیا اور اپنے لڑکے کو وہاں سے لے آیا۔ سبحان اللہ یہ ہے قبلہ حضرت صاحبؒ کا کشف اور تصرف کہ اس لڑکے کے دل میں گوجرہ آنے کا خیال ڈال دیا اور اس طرح وہ اپنے والد کے ہاتھ آ گیا۔

چار سوال: مولانا رحیم بخش صاحب خطیب مسجد جامع راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں بیان کرتے ہیں کہ میں تلنبہ ضلع ملتان کی مسجد میں خطیب تھا۔ میرے ایک دوست چودھری شہاب الدین گوجر سب انسپکٹر پولیس تلنبہ حضرت قبلہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحبؒ بخاری کے مُرید تھے۔ یہ چودھری صاحب نماز جمعہ میری مسجد میں پڑھا کرتے اور حضرت قبلہ کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک بار دل میں قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ میری بیعت بچپن سے اعلیٰ حضرت گولڑوی پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے تھی مگر ابھی سنِ

Marfat.com

شعور کو نہیں پہنچا تھا کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی ؒ کا وصال مبارک ہو گیا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ یہ بیعت فسخ کر کے حضرت شاہ صاحب کرمانوالے ؒ سے بیعت کر لوں، چنانچہ میں چودھری شہاب الدین کی معیت میں اگست 1947ء سے چند ماہ قبل کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور روانہ ہوا۔ میرے دل میں چار سوال[1] تھے جو میں حضرت قبلہ ؒ سے حل کروانا چاہتا تھا۔

اول: پہلی بیعت فسخ کر کے آپ (قبلہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب ؒ) کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا ٹھیک ہے یا نہیں؟

دوم: علامہ اقبال ؒ کے مزار پر حاضری دینا ٹھیک ہے یا نہیں، کیونکہ علامہ مرحوم متشرع نہ تھے۔

سوم: مولوی صاحبان کو جو رقم بطور تنخواہ ملتی ہے۔ اُسے قبول کرنا چاہیے یا نہیں۔

چہارم: خواص اولیاء کون ہوتے ہیں۔

جب ہم فیروز پور پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ آج کرمونوالا شریف کی بجائے اچھے والا نزد فیروز پور میں اپنی زمین پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہم مزید سفر کی صعوبت سے بچ گئے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں اسی جگہ جا پہنچے، اُس وقت آپ ؒ ایک چھپر کے نیچے دیگر احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے اور مصروف گفتگو تھے۔ دورانِ گفتگو آپ اکثر فرماتے چودھری صاحب، مولوی صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی شان ہے۔ جیسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ میں آپ کے سادہ مگر پُر تاثیر کلام سے بہت متاثر ہوا۔ اگر کوئی علمی بات ہوتی تو قبلہ شاہ صاحب مجھے مخاطب فرماتے مگر ہر مسئلہ آپ ؒ خود ہی حل فرماتے۔ اِس دوران میں بہت سے اشخاص حاضرِ خدمت ہوئے جو بھی آیا پھل فروٹ لے کر آیا۔ اندازاً ایک من پھل جمع ہو گیا ہو گا۔ لنگر کا وقت ہوا تو تمام حاضرین مسنون طریقے کے مطابق بیٹھ گئے اور لنگر کھانے کے بعد حضرت قبلہ نے وہ سارا پھل حاضرین میں تقسیم فرما دیا۔ میں نے تعمیل حکم میں نماز تو پڑھا دی مگر مارے ہیبت کے جسم

---

[1] (۱) ملا شیخ میرک بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سے چار سوال دریافت کرنے کے لئے آئے تھے حضرت امام ربانی نے خود ہی جوابات ارشاد فرما دیئے۔ سفینۃ الاولیاء ص 234 از دارا شکوہ و باب پنجم خزینہ کرم ص 517۔

(۲) مولنا مفتی محمد غلام جان متولی اونچی مسجد لاہور بھی اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری ؒ سے چار سوال دریافت کرنے کیلئے آئے۔ اعلیحضرت نے از خود ہی مطلع فرمایا (ص 211 اولیائے نقشبند مصنفہ محمد امین صاحب شرقپوری)

Marfat.com

پر لرزہ طاری رہا۔ بعد ادائیگی نماز پھر مجلس شروع ہوئی چودھری شہاب الدین نے عرض کیا کہ حضور ملازمت چھوڑنے کا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چودھری صاحب! اب تو مسلمانوں کی خدمت کرنے کا موقع آ رہا[1] ہے۔ آپ نے چودھری صاحب کو ملازمت چھوڑنے سے منع فرما دیا۔ چودھری صاحب نے تو اپنا عقدہ حل کرا لیا مگر مجھے جرأت نہ ہوئی کہ وہ چار سوال پیش کروں۔ آخر ارادہ کر لیا کہ کسی دوسری ملاقات پر عرض کروں گا۔ بعد نماز عصر جب رخصت حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت صاحب نے فوراً ارشاد فرمایا کہ چودھری جی! مولوی صاحب جس مطلب کے لئے آئے اس کے بارے میں بات کر لینی چاہیے تھی پھر مجھے جرأت ہوئی تو عرض کیا۔

(۱) حضور میں پہلے سے بیعت ہوں، یہ سنتے ہی آپ حضرت نے فرمایا کہ آپ کی بیعت درست ہے۔ فسخ کرنے کی ضرورت نہیں، میں کون ہوں کہ اعلیٰ[2] حضرت گولڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید کو اپنا مرید کر لوں۔ البتہ مجھ سے سبق لے

---

[1] قبلہ حضرت صاحب قیامِ پاکستان کے مراحل کو جانتے تھے۔ قیام پاکستان پر چودھری صاحب تھانہ حرم گیٹ ملتان کے انچارج تعینات ہوئے اور مہاجرین اور مقامی مسلمانوں کی بہت خدمت کی۔

[2] اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ چشتیہ کے نامور اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت مبارک 1275ھ اور رحلت مبارک 1356ھ ہے، آپ کو خرقہ خلافت سیال شریف سے ہے۔ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ ایک کوچہ سے گزر رہے تھے، ناگہاں ایک کُتا بھی سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ اس کے لئے راستہ چھوڑ کر نہایت ادب سے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ بعض خواص نے جو ہمراہ تھے۔ متعجب ہو کر عرض کیا کہ حضرت! انسان کے سر وَلَقَد کَرَّمنا بنی آدم کا تاج کرامت رکھا گیا ہے۔ اس ایک کتے کی اس قدر تعظیم و تکریم کا باعث کیا ہے۔ فرمایا کہ کُتا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ اے بایزید! تم نے روز میثاق کیا نیکی کی تھی کہ تمہیں اس لباس و تعین میں پیدا کیا گیا اور میں نے کیا بدی کی تھی کہ اس تقید اور شکل میں مخلوق ہوا؟ گویا کتا زبانِ حال سے کہہ رہا تھا۔

عندلیب یک گلستانیم از مارخ متاب     گرچہ الطافش تُرا گل کرد مارا خار ساخت

یعنی یہ رب کریم کا محض فضل ہے کہ ایک مخلوق کو شکل انسانی میں پیدا فرما دیا اور ایک کو کُتے کی شکل میں کسی کو پھول کی صورت میں پیدا فرما دیا تو کسی کو کانٹے کی شکل میں۔ حالانکہ ہم ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہیں مجھے دیکھ کر نفرت سے منہ نہ پھیر۔

Marfat.com

لیا کریں۔

(۲) آپ نے فرمایا کہ علامہ اقبالؒ عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ انہیں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ وہ مردِ قلندر[1] تھے۔ اُن کے مزار پر ایصال ثواب کے لئے ضرور جایا کریں۔

(۳) آپ نے فرمایا کہ دارو مدار نیت پر ہے، شراب اور سرکہ کی تیاری میں صرف نیت کا فرق ہے سرکہ تیار کرنے کے لئے نمک ڈالتے ہیں، سرکہ جائز ہے شراب حرام، آپ تنخواہ کے پیچھے نہ لگیں اگر تنخواہ آپ کے پیچھے لگے تو درست ہے، یہ گناہ نہیں۔

(۴) آپ نے فرمایا کہ خواص اولیاء وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور بعد وفات وہ کام کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فرشتے انجام دیتے ہیں۔

**ایک جاسوس عورت:** الحاج شیخ برکت علی صاحب ریٹائرڈ سینئر سپرنٹنڈنٹ ہیلتھ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے سیٹھ محمد شفیع کیلاوالے کے ہاں پرانی میوہ منڈی میں فروکش ہوئے۔ صبح کی نماز کی ادائیگی کے لئے آپ بادشاہی مسجد تشریف لے گئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں ایک برقعہ پوش عورت آپ کی ملاقات کے لئے آئی سیٹھ صاحب نے کہا کہ حضرت قبلہ نامحرم عورتوں سے نہیں ملتے مگر وہ عورت ملاقات کے لئے بضد تھی۔ آخر کار اس نے کہا کہ آج رات مجھے اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ خواب میں ملے تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی مگر تم حضرت کرمانوالےؒ کے پاس حاضری دو۔ اُن سے عرض کرو کہ تمہارے حق میں دعا کریں میں اس غرض سے آئی ہوں۔ جب سیٹھ محمد شفیع نے اعلیٰ حضرت شرقپوری کا فرمان اُس عورت کی زبان سے سنا تو اس عورت کو ایک الگ کمرہ میں بٹھا دیا اور باہر سے کنڈی چڑھا دی تا کہ یہ عورت بلا اجازت حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں نہ پہنچ جائے۔ جب حضرت قبلہؒ بادشاہی مسجد سے واپس لوٹے تو اس کمرہ کے نزدیک سے گزرتے ہوئے

---

[1] علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

قلندر بجز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا — فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

Marfat.com

ناراضگی کے لب ولہجہ میں فرمایا کہ محمد شفیع تم نے اس عورت کو ملاقات کے لئے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ جبکہ میں نامحرم عورتوں سے بات بھی نہیں کیا کرتا۔ سیٹھ محمد شفیع نے عرض کیا کہ حضور! مجھے معلوم ہے مگر اس عورت نے کہا ''مجھے حضرت میاں صاحب خواب میں ملے ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ حضرت کرمانوالےؒ کے پاس جاؤ'' یہ سن کر آپ نے جواب دیا کہ یہ عورت خواب کی باتیں کرتی ہے مجھے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں اپنے پاس بٹھا کر حکم دیا تھا کہ زندگی بھر غیر محرم عورتوں سے کلام نہ کرنا۔ یہ عورت تو جاسوس ہے جاسوس اس کو فوراً نکال دو چنانچہ اس کو فوراً نکال دیا گیا۔

ے بندگان خاص علام الغیوب — در جہاں جاں ہستند جواسیس القلوب

**اقبالِ جرم بیل مل گیا:** ایک ضعیف العمر شخص حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض پیرا ہوا۔ ''حضرت صاحب! میرا بیل چوری ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیں مل جائے''۔ آپ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔ اس بوڑھے شخص نے دوبارہ عرض کیا۔ آپ نے پھر بے اعتنائی سے کام لیتے ہوئے کچھ نہ فرمایا۔ جب بوڑھے میاں نے تیسری بار عرض کیا تو آپ نے فرمایا ''تویں تے اٹھارہ سال دی عمر وچ کسے دا بیل چوری کیتا سی۔ ایہہ اسدا بدلہ اے''۔ اس شخص کو اپنا واقعہ یاد آیا تو حضرتؒ قبلہ کے پاؤں پکڑ لیئے۔ اپنے جرم کا اقرار کیا اور غلطی پر نادم ہو کر معافی کا خواستگار رہا۔ آپ نے فرمایا ''جاؤ بیل مل جائے گا''۔

**حضرت قبلہؒ کی حکم عدولی اور سزا:** حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں کہ میری ولادت 1931ء کی ہے۔ والد گرامی کا نام مولوی غلام محمد ہے۔ جو فارغ التحصیل عالم فاضل تھے۔ ہندوستان میں ہم خیر اللہ پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں رہتے تھے۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے پر ہم پاکستان آ گئے اور چک صوفیاں والا نزد چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر میں سکونت اختیار کی۔ قبلہ والد صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے بیعت تھے۔ میں بارہ سال کی عمر میں حضرت پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوا اس وقت آپ کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور بھارت میں سکونت رکھتے تھے۔ میں پیرومرشد کے ارشاد کے مطابق پاکستان سے بسلسلہ کاروبار لنڈن آیا۔ از خود ہی لنڈن سے نیوکاسل چلا

Marfat.com

آیا۔ حضرت قبلہ سے اجازت حاصل نہ کی۔ نیوکاسل میں کاروباری حالت دگر گوں رہی۔ ایک شب عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی محفل نیو کاسل میں سجی ہوئی ہے۔ حضرت پیرؒ و مرشدی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ میں دست بوسی کے لئے آگے بڑھا تو قبلہ حضرت نے خفگی کے لہجہ میں فرمایا ''تو ایتھوں چلا جا تینوں لنڈن بھیجیا سی نیوکاسل کیوں آیاں اے''۔ ایتھوں چلا جا۔ صبح بیدار ہوا تو خواب یاد آیا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ پیرومرشد کی حکم عدولی ہوئی ہے میں فوراً نیوکاسل سے لنڈن چلا آیا اور بذریعہ خط معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ حضرتؒ کے باطنی تصرف سے لنڈن میں حالات سازگار ہونے لگے اور کاروبار بھی خوب چمکا۔ دن پھر گئے اور خوشحالی ہی خوشحالی نظر آنے لگی۔

**پولیس افسر کی ترقی:** صوفی محمد اقبال صاحب نے بیان فرمایا کہ میں 1950ء کے اوائل میں ضلع شیخوپورہ میں بطور کانسٹیبل محکمہ پولیس میں ملازم تھا۔ ایک مرتبہ اپنے سُسر کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوا۔ میں نے وقتِ ملاقات مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا ''کیا کام کرتے ہو۔ عرض کیا محکمہ پولیس میں سپاہی ہوں۔ آپ نے جذبہ کے ساتھ فرمایا ''کون کہتا ہے تم سپاہی ہو تم تو سنگ جانی کے تھانیدار ہو۔ آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا۔ درود شریف اور نماز تہجد کی تلقین فرمائی۔ وقت گزرتا گیا۔ 1974ء میں میرا تبادلہ ضلع راولپنڈی ہو گیا اور مجھے سنگ جانی تھانہ کا انچارج تعینات کیا گیا۔ اللہ اکبر۔ جو بات آپ نے 24 سال قبل فرمائی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

؎ تیرے منہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی
دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

**تنازعہ حل ہو گیا:** اصغر علی المعروف جلوی صاحب فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی نورانی محفل میں حاضر تھا۔ آپ فرمارہے تھے کہ جب کوئی آدمی اپنی حاجت برآری کے لئے دعا کرانے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کا کام رب کریم سے کروا دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا حضور

Marfat.com

میری زمین کا تنازعہ ہے۔ دعا فرمائیں مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جب تم گھر سے چلے تھے تو میں نے دعا کر دی تھی۔ کوئی اور کام ہو تو بتاؤ اس نے عرض کیا بس یہی ایک کام تھا۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی زمین کا مقدمہ زیر سماعت تھا۔ بالآخر فیصلہ اسی کے حق میں ہوا اللہ اکبر)

اولیاء راہست قدرت ازالہ　　تیر جستہ باز گردانند زراہ

**حقیقتِ حال سے واقفیت:** یہی جلوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالغنی گھمن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور ہندوانہ لباس میں پیشانی پر تلک لگا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے عربی میں گفتگو فرمائی اور فرمایا "ایسی وضع قطع کیوں اختیار کی ہے"۔ جواباً اس نے کہا کہ اللہ کے ولی حقیقت حال سے واقف ہوتے ہیں آپ نے میری حقیقت حال کو پا لیا آپ واقعی اللہ کے سچے ولی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا "تم حضرت کیلیانوالہ چلے جاؤ چنانچہ عبدالغنی گھمن صاحب نے حضرت کیلیانوالہ جا کر حضرت قبلہ نورالحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا"
(سبحان اللہ)

**آپ کا کرم:**

مولٰنا محمد عنایت احمد خطیب جامع مسجد طٰہٰ گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں اشرف المدارس اوکاڑا میں بحر العلوم مفسر قرآن استاد العلماء مولٰنا غلام علیؒ اوکاڑوی کے پاس پڑھتا تھا۔ حضرت کرمانوالی سرکار (پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری) کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف کئی بار حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک دن مغرب تک وہیں رہا اور حضرت قبلہ کی ملاقات کے لئے حویلی کے اندر جانے کا قصد کیا مگر آپ کے خادم نے روک دیا کہ یہ ملاقات کا وقت نہیں لیکن میں موقعہ پا کر حویلی کے اندر چلا گیا۔ اس وقت حضرت قبلہ چہل قدمی کر رہے تھے۔ میں ایک صف پر دو زانو بیٹھ گیا میرے دل میں خیال آیا کہ یونہی بیٹھے بیٹھے واپسی میں دیر ہو جائے گی اور یہ بھی خیال آیا کہ آج اچھا موقعہ ہے اگر حضرت کرمانوالی سرکار بندہ ناچیز کو اپنا مرید بنا لیں۔ چنانچہ میں کھڑا ہو گیا تو حضرت قبلہ

Marfat.com

فرمایا بیلیا! تو میرا روز ازل کا مرید ہے۔ آپ روشن ضمیر تھے۔ مجھے نماز تہجد اور درود شریف کے متعلق ارشاد فرمایا۔ بندہ ناچیز نے حصول علم کے لئے درخواست کی کہ کرم فرمائیں آپ نے میرے سینہ اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور تھاپی دی کہ تمہیں جملہ علوم حاصل ہونگے اور تم ایک عالم باعمل اور صالح مرد بنو گے اور سینہ روشن ہوگا یہ آپ کا فیض ہے اور نظر کرم۔

لوح محفوظ است پیشِ اولیاء　　　آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

(مولانا رومی)

○ یہی مولٰنا محمد عنایت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قاری سخی محمد کے ہمراہ اوکاڑا سے حضرت کرمانوالا شریف آپ کی قدم بوسی کے لئے آیا۔ اندازاً بارہ بجے کا وقت تھا ہم آپ کی نورانی مجلس میں بعد از سلام مؤدب بیٹھ گئے۔ تھوڑے عرصہ بعد آپ نے بیلیوں سے فرمایا کہ تم سب کو اجازت ہے۔ ہمیں فرمایا کہ آپ دونوں بیٹھے رہیں۔ آپ نے قاری صاحب کو نعت رسول مقبول پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ بندہ ناچیز دستی پنکھا لے کر آپ کو پنکھا کرنے لگا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج اگر حضرت قبلہ نظر کرم فرمائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ آپ استراحت فرما تھے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں۔ قاری صاحب نے جو ہدیہ نعت پیش کر رہے تھے خاموشی اختیار کی میں بدستور پنکھا کرتا رہا۔ معاً آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ''سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی شان ہے''۔ ''قاری صاحب سے فرمایا''۔ تمہیں سات دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے''۔ قاری صاحب نے عرض کیا ''حضور چھ مرتبہ''۔ سرکار قبلہ نے فرمایا ایک دفعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نقاب اوڑھے ہوئے زیارت کرائی تھی''۔ قاری صاحب نے کہا ''حضور آپ نے درست فرمایا''۔ حضور کرمانوالی سرکار نے فرمایا ''یہ تمہارے پیر صاحب کا فیض ہے اور فرمایا تم سرکار گولڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہو''۔ اس کے بعد مجھے فرمایا'' تم ابھی تک پنکھا کر رہے ہو''۔ جو کچھ میرے (محمد عنائت احمد) دل میں تھا۔ آپ نے از خود ہی ارشاد فرمایا'' کہ یہ ایک عالم ہوگا۔ سینہ روشن ہوگا اور عمر دراز ہوگی''۔

Marfat.com

بندگان خاص علام الغیوب
در جہان جاں ہستند جواسیس القلوب

واپسی پر دورانِ سفر قاری سخی محمد نے فرمایا کہ جیسے پہلے زمانے میں اولیاء اللہ ہوتے تھے وہی شان حضرت کرمانوالےؒ سرکار کی ہے۔ حضرت تکوینی اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم ؒ ''فتوح الغیب'' میں فرماتے ہیں کہ بندہ کو جب قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو رب العزت اسے اذا اراداشیئا ان یقول له کن فیکون کی کرسی پر بٹھا دیتا ہے۔

## سادات کی عزت:

O منشی محمد اسماعیل ریٹائرڈ ٹیچر حال چک 173/E-B گگو ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور میرے ایک دوست سید ذوالفقار حسین شاہ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کے لئے کرمونوالا شریف کا سفر اختیار کیا، دورانِ سفر شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا سادات حضرات کے لئے لنگر کا انتظام الگ ہوتا ہے یا نہیں، میں نے کہا کہ سب ایک ہی دسترخوان پر لنگر کھاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ الگ ہونا چاہیے۔ جب ہم کرمونوالا شریف پہنچے تو سرکار حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا منشی جی! میاں بالا کو بلاؤ، چنانچہ میاں بالا حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق سید ذوالفقار حسین شاہ کے لئے گھر سے کھانا لائے اور انہیں الگ کھلایا گیا۔ یہ ہے کمالِ کشف اور اس صفت میں آپ یگانہ روزگار تھے۔

## مشکل مسئلہ حل کر دیا:

واعظ شیریں بیان مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ 1960ء میں ایک شرعی مسئلہ سمجھنے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ سردی کا موسم تھا آپ اس وقت اپنی حویلی کی چاردیواری کے اندر شمال مغربی کونے میں بستر پر تشریف فرما تھے۔ ناچیز قریب پہنچا تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے از راہ عنایت و مہربانی کرتے ہوئے اپنے قدم مبارک کے پاس زمین

Marfat.com

پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ بندہ جب اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک کتاب ہاتھ میں لے کر فرمایا، مولوی صاحب! اس کتاب کے فلاں صفحہ کی عبارت پڑھیں۔ میں نے کتاب کھولی، فارسی زبان کی کتاب تھی جب میں نے اس صفحہ پر تحریر شدہ عبارت پڑھی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس مقام پر اسی مسئلہ کی وضاحت درج تھی جو میں سمجھنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ جب میں مکمل عبارت پڑھ چکا تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''مولوی صاحب کیا مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے'' میں نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد مختلف علمی مسائل پر آپ کافی دیر تک روشنی ڈالتے رہے اور میں آپ کے تبحر علمی سے مستفید ہوتا رہا۔ سادہ الفاظ میں بہت سے دقیق مسائل کی وضاحت فرما دی۔ اللہ اکبر

## دست غیب:

O مولوی مقصود احمد سکنہ باجڑہ گڑھی ایک مڈل سکول میں صدر مدرس تھے۔ ان کی تنخواہ 35 روپے ماہوار تھی۔ کئی سال تک کوئی ترقی نہ ہوئی مگر اس قلیل تنخواہ میں بھی اتنی برکت ہوئی کہ انہوں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور رہائشی مکان کی پرانی عمارت مسمار کر کے نئی پختہ عمارت تعمیر کر لی۔ ایک دفعہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کروں کہ میری تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔ حاضر ہوئے تو بقول۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا ''مقصود احمد تمہاری تنخواہ کتنی ہے؟'' وہ جواب دینے نہ پائے تھے کہ حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ جاؤ بتانے کی کیا ضرورت ہے کوئی کمی نہیں رہے گی۔

؎ گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور انور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد مبارک کے بعد ان کی تنخواہ میں ہر سال اضافہ ہونے لگا۔ حتیٰ کہ ریٹائرمنٹ کے وقت ان کی ماہوار تنخواہ 335 روپے تک پہنچ چکی تھی

Marfat.com

تمام بچوں کی شادیوں میں فراخدلی سے خرچ کیا اور دست غیب کی عطائیں بڑھتی ہی گئیں۔

**پنشن مل گئی:** 1964ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے تو خدمت اقدس میں حاضری کے وقت عرض کیا، حضور تمام سرکاری ملازمین کو پنشن مل جاتی ہے مگر میری پنشن نہیں ہے حضور اقدس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، منشی جی! فکر نہ کرو۔ اللہ کریم تمہاری پنشن بھی مقرر فرما دیں گے" چنانچہ دوسرے ریٹائرڈ مدرسین کے ساتھ مل کر تھوڑی سی کوشش کرنے کے بعد حضور انور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق آغاز ملازمت سے سب کی سرکاری سروس شمار کر لی گئی اور اللہ کریم کے فضل سے سب کو پنشن مل گئی۔

نوٹ:- ذوالفقار علی بھٹو جب وزیر اعظم تھے تو ان کے زمانہ میں تمام اداروں (جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے ماتحت تھے) کے ملازمین کو (اگلے پچھلے سب کو) پینشن دی گئی۔ یہ حضرت قبلہ گنج کرم کی توجہ کا ثمرہ تھا۔

**قمر الدین اور چوری:** کرموں والا شریف کے زمینداروں کا ایک بچہ قمر الدین نامی بچپن سے آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ آپ بھی اس سے محبت اور شفقت سے پیش آتے جب وہ جوان ہوا تو ایک دن صبح سویرے اپنے گھر سے باہر آیا، اس وقت حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی باہر سے تشریف لا رہے تھے، قمر الدین نے ادب سے سلام عرض کیا، اس نے سر پر نئی لنگی باندھی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ لنگی کہاں سے لی ہے، بڑی خوبصورت ہے، قمر الدین نے لنگی سر سے اتاری اور پیش کر دی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ تمہیں بہت اچھی لگتی ہے، تم ہی رکھو اور یہ کسی کو نہ دینا، چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا کوئی ایسا ویسا کام نہ کرنا، قمر الدین نے کہا "جی نہیں"۔

ایک رات جو اس کو شرارت سوجھی، قریبی گاؤں ورک میں جا کر ایک گھر میں چوری کی اور زیور اور قیمتی پارچات کی گٹھڑی باندھ کر سر پر رکھی اور بھاگ نکلا، گھر والے بھی جاگ اُٹھے اور چور چور کا شور مچ گیا۔ گاؤں کے لوگ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر گلی کے دونوں راستوں پر کھڑے ہو گئے۔ اب بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس وقت موت اسے سامنے نظر آنے لگی۔ یقین ہو گیا کہ آج یہیں مارا جاؤں گا۔ اسی وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ یاد آئے اور حضور کی جانب خیال کر کے عرض کیا کہ حضور آج دستگیری فرمائیں اور موت کے مونھ سے بچائیں، آئندہ کے لئے چوری سے سچی توبہ کرتا ہوں، فی الفور اس کے کانوں میں آپ کی آواز آئی، گٹھڑی اور سر سے لنگی اتار کر فوراً پھینک دو۔ اس نے لنگی اور گٹھڑی زمین پر پھینک دیں۔ اتنے میں لوگ وہاں پہنچ گئے اور لنگی اور گٹھڑی پر لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں۔ قمر الدین ان کے بیچ میں سے کِھسک آیا اور بھاگ کر کرموں والا شریف پہنچ گیا۔

صبح سویرے باہر نکلا تو اُسی مقام پر حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسے ملے۔ آپ تبسم فرما رہے تھے، قمر الدین کو دیکھ کر فرمایا کہ تم باز نہ آئے۔ میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ کوئی ایسا ویسا کام نہ کرنا اور وہ لنگی کسی کو نہ دینا، تم پھر دوسرے گاؤں میں چلے گئے۔ قمر الدین نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور تائب ہوا۔

عزتِ فقر: کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں یہ فقیر (مولوی محمد اکرام) چند دنوں سے آپ کے آستانہ عالیہ میں قیام پذیر تھا۔ ایک صبح معمولات کے بعد آپ حلقہ احباب میں تشریف فرما تھے اور نہایت دل نشیں انداز میں بعض مسائل پر روشنی ڈال رہے تھے۔ آپ اچانک سلسلہ کلام منقطع کر کے غسل خانہ میں تشریف لے گئے۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اتنے میں ضلع کا کپتان پولیس باوردی اور اس کے ہمراہ چند دوسرے افسران آ گئے۔ ہم نے صفوں پر سفید چادریں بچھا کر ان کو بٹھا دیا۔ ان کے بیٹھ جانے کے بعد آپ مسکراتے ہوئے غسل خانہ سے نکلے اور سب افسر تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں سمجھ گیا کہ غسل خانہ میں آپ کے جانے کی یہی وجہ تھی کہ عظمت[1] فقر مجروح نہ ہو۔

مقدمہ میں جیت: ایک صاحب کا بیان ہے کہ کرموں والا شریف کے ایک زمیندار بیلا

---

[1] حضرت سیدنا غوث اعظم بھی ایک مرتبہ مجلس میں سے اُٹھ کر دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ آپ نے جانے کے بعد عباسی خلیفہ آپؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے آیا۔ آپؒ کو نہ پا کر مجلس میں بیٹھ گیا اتنے میں غوثؓ پاک دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ عباسی خلیفہ تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔

Marfat.com

نامی نے آپ کے خلاف مزروعہ اراضی کے متعلق ایک دعویٰ افسر مال فیروز پور کی عدالت میں دائر کر رکھا تھا۔ اس زمیندار نے کئی قسم کی چالیں چلیں تاکہ مقدمہ میں اس کی جیت ہو جائے لیکن سب چالیں ناکام ہوگئیں۔ آخرکار جب فیصلہ کی تاریخ آئی تو آپؒ نے چار بجے شام اپنے احباب سے برملا کہا کہ مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوگیا ہے۔ عین اسی وقت فیروز پور میں افسر مال نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ دوسرے دن جب صوفی نور عالم مقدمہ کے فیصلہ کی خبر لے کر آئے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ افسر مال نے ٹھیک چار بجے ہی فیصلہ سنایا تھا۔ اللہ اکبر

## اصلاح احوال:

پیر قدرت اللہ شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حصول تعلیم کے بعد وہ حضرت کرمانوالا شریف حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں چند سال کے لئے آستانہ عالیہ میں ہی قیام کی سعادت حاصل ہوگئی اور ہمہ وقت حضرت قبلہ کی خدمت گزاری میں رہنے لگے۔

ایک دن اِن کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ساتھ والے کمرہ میں ہیں۔ آپ وہاں سے کس طرح سب جگہ کا حال دیکھ لیتے ہیں۔ اتنے میں دیوار کی دوسری جانب ان کی اپنی آنکھوں کے سامنے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ موجود نظر آئے۔ یہ ان کے وسوسہ کا جواب تھا اور عارضی طور پر ان کو یہ کیفیت حاصل ہوئی ورنہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے تو کسی وقت کوئی حجاب نہ تھا۔

## امرِ بالمعروف:

○ قدرت اللہ شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زیرِ تعمیر مسجد کے صحن میں کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ صفیں بچھی ہوئی تھیں۔ میں بھی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک کار سامنے سڑک پر آ کر رُکی۔ اس میں سے چند آدمی نکل کر آئے اور سلام کر کے دوسری صف میں بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا ''بیلیو ! کہاں سے آئے ہو اور کس غرض سے''؟ ایک نے عرض کیا کہ حضور! ہم

Marfat.com

لاہور سے آئے ہیں ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آدمی بہت بیمار ہے اس کے لیے دعا کروانے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے کوئی دوا تجویز فرمادی اور کہا کہ جاؤ، اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرما دیں گے۔ دوائی انہوں نے لکھ لی اور پھر انہوں نے پوچھا کہ حضور! کوئی پرہیز ہو تو ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، حلال وحرام کی تمیز کیا کرو اور حرام سے پرہیز کرو۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے اور پھر پوچھا کہ کن چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ اس پر آپ ناراض ہوئے اور فرمایا جو میں کہتا ہوں اس کا خیال نہیں کرتے۔ جس چیز سے پرہیز ضروری ہے ادھر توجہ نہیں دیتے اور پرہیز کی رٹ لگا رکھی ہے۔

دراصل وہ چیزوں کی ناجائز ذخیرہ اندوزی اور فروخت کرنے والے تھے، آپ تبلیغ دین کے لیے ان کو حلال وحرام میں تمیز کرنے کی تاکید کر رہے تھے۔ بحکم كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ترجمہ) مسلمانو! تم سب سے بہتر امت ہو کیونکہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور بُرائی سے بچنے کی ہدایت کرتے ہو۔ (القرآن)

گم شدہ بچہ مل گیا: ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک پریشان حال شخص آیا اور عرض کیا ''حضور میرا لڑکا ایک ماہ سے گُم ہے۔ گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے، دعا فرمائیں کہ لڑکا گھر واپس آ جائے'' آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''جا بیلیا، اللہ رحم کر دے گا'' وہ سمجھا کہ آپ نے سرسری طور پر کہہ دیا ہے اور توجہ سے دعا نہیں فرمائی۔ اس لیے وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''جاؤ، اللہ کریم رحم فرما دیں گے'' وہ شخص پھر بھی بادلِ نخواستہ مجلس سے اٹھا اور دروازہ کے قریب جا کر رُک گیا۔ لڑکے کی جدائی اسے تڑپا رہی تھی۔ آخر آپ کے ارشاد کے مطابق ایک خادم اس کے پاس گیا اور کہا کہ بھائی تم جاتے کیوں نہیں، تم جاؤ تم کو اجازت ہو گئی ہے'' اس نے کہا، میں تو بڑی امیدیں لے کر آیا تھا، آپ لوگ مجھے دربار سے خالی نہ نکالیں میں تو لڑکا لے کر جاؤں گا۔ خادم نے جا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پھر اس کی پریشانی کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو کہتا ہے کہ میں لڑکا لے کر

Marfat.com

جاؤں گا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے، ہمارا کہا مانے تو کچھ بات بنے'' چنانچہ خادم نے اس کو کہا کہ جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا، اطمینان رکھو۔ یہ سن کر وہ شخص اسٹیشن پر چلا گیا اور لاہور سے آنے والی گاڑی میں سوار ہو کر اوکاڑا کی طرف روانہ ہو گیا۔ اوکاڑہ پہنچا تو اس کا لڑکا بھی اس ڈبہ میں سوار ہونے کے لئے آ گیا۔ باپ نے آگے بڑھ کر بیٹے کو گلے لگا لیا اور خوشی خوشی گھر لے گیا، چند دنوں کے بعد دونوں باپ بیٹا سلام کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

## مَنصب میں ترقی:

○ خان حشمت خاں صاحب گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے۔ قبل ازیں وہ اسی کالج میں بطور پروفیسر کام کرتے تھے۔ اس وقت کے پرنسپل سے کسی بات پر ان کی اَن بن ہو گئی۔ حتیٰ کہ پرنسپل ہر وقت ان کے درپے آزار رہنے لگا۔ ایک دن پروفیسر محمد حسین بٹ کے ہمراہ خان صاحب حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوئے۔ ملاقات کے وقت پروفیسر محمد حسین نے عرض کیا ''حضور! خان صاحب خاندانی آدمی ہیں اور نہایت قابل ہستی ہیں لیکن پرنسپل صاحب خواہ مخواہ ان کے مخالف ہو گئے ہیں اور تنگ کرتے ہیں''۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ تو خود پرنسپل بن جائیں گے، فکر نہ کریں اللہ کریم بڑا کرم فرما دیں گے۔

وہ واپس فیصل آباد آئے تو پرنسپل نے اور بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بٹ صاحب نے پھر بذریعہ خط حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ نے جواب میں لکھا کہ دشمن دفع ہو جائے گا۔ چند دنوں کے بعد اس پرنسپل کا تبادلہ ہو گیا اور اس کے بعد خان حشمت خاں خود اس کالج کے پرنسپل بن گئے۔ اللہ اکبر۔

**پلاٹ کے رقبہ میں اضافہ:** ملک فتح الدین خاں کا بیان ہے کہ وہ حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اور ان دنوں فیصل آباد میں مکان تعمیر کرنے کی فکر میں تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مکان تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ'' نے دریافت فرمایا کہ مکان کے لیے کتنی جگہ خرید کی ہے۔ عرض کیا ''حضور! سات مرلے کا پلاٹ ہے'' فرمایا، یہ تو تھوڑی جگہ ہے ساتھ والی جگہ بھی لے لو۔ ملک صاحب نے خیال کیا کہ اگر

Marfat.com

کسی ہمسایہ نے کبھی اپنا مکان یا جگہ فروخت کی تو لے لوں گا۔

جب فیصل آباد پہنچے اور اپنے خرید کردہ پلاٹ کا محل وقوع دیکھنے کے لیے گئے تو وہاں سب لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے پلاٹ کے ساتھ والی جگہ یونہی پڑی ہے۔ یہ تمہارے مکان کے لیے موزوں ہے، اسے خرید لو۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت یاد آیا کہ حضرت صاحب میرے مکان کی جائے وقوع کو بہ چشم ظاہر دیکھ رہے تھے۔ جیسے کہ اولیاء اللہ کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ روئے زمین کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہ زائد قطعہ زمین خرید کر اپنا مکان تعمیر کر لیا۔

## مرید کے حال سے کامل آگاہی:

○ قیام پاکستان کے بعد آپؒ پاکپتن شریف میں عید گاہ میں مقیم تھے۔ صوفی نور عالم بھی فیروز پور سے آپؒ کے ہمراہ پاکپتن شریف آ گئے تھے۔ اپنے بال بچوں کو ایک مکان میں ٹھہرانے کے بعد صوفی نور عالم ایک دن قصور چلے گئے۔ تا کہ ہندوستان سے بعد میں آنے والے قافلوں سے اپنے آدمیوں کو تلاش کر کے لائیں۔ ان کو وہاں آٹھ دس دن رکنا پڑا۔ اسی اثنا میں کسی نے صوفی نور عالم کے گھر جا کر کہہ دیا کہ ان کو قصور میں سکھوں کے قافلہ والوں نے شہید کر دیا ہے، یہ سنتے ہیں گھر میں کہرام مچ گیا۔ آپ مسجد عید گاہ میں قیام پذیر تھے۔ کسی نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ بات غلط ہے، صوفی نور عالم فوت ہو جائیں اور ہمیں علم نہ ہو، وہ بالکل صحیح سلامت ہیں۔ لیکن ان کے اہل و عیال کو تسکین نہ ہو رہی تھی۔ دوسری صبح نماز فجر کے بعد آپؒ خود بابو نور عالم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی بیوی بچوں کو تسلی دے کر فرمایا کہ ''گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہیں اور جلد گھر آ جائیں گے'' چنانچہ صوفی صاحب دوسرے تیسرے دن گھر واپس پہنچ گئے۔

**گم شدہ بچی آخر آ گئی:** غلام مصطفےٰ زرگر اور اس کا بھائی محمد بخش پاکپتن شریف میں رہائش رکھتے تھے۔ محمد بخش کی پانچ چھ سالہ بچی ایک دن گھر سے باہر کھیلتی ہوئی گم ہو گئی۔ گھر والوں کو سخت پریشانی کا سامنا تھا، اسی پریشانی کے عالم میں دونوں بھائی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوئے اور زار و قطار رونا شروع

Marfat.com

کر دیا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا ''جاؤ، بچی گھر آ جائے گی، گھبراؤ نہیں''۔

دونوں بھائی واپس چلے گئے اور تلاش جاری رکھی۔ پولیس میں بھی رپٹ درج کروا دی۔ لیکن بچی کا کچھ سراغ نہ مل سکا۔ پریشان ہو کر پھر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر دفعہ تسلی دیتے کہ بچی مل جائے گی۔ اس طرح تین سال گزر گئے۔ والدین کی بے قراری حد سے بڑھنے لگی اور پھر آپؒ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر تسلی دی کہ بچی واپس گھر آ جائے گی، فکر نہ کرو اور تسلی رکھو۔ آخر جب تقریباً چار سال کا عرصہ گزرنے کو آیا تو ایک دن غروب آفتاب کے وقت ان کے دروازے کے سامنے ایک جیپ کار آ کر رُکی۔ ایک تھانیدار کار سے باہر نکلا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا، غلام مصطفیٰ کا بھائی باہر آیا تو تھانیدار نے دریافت کیا کہ محمد بخش غلام مصطفیٰ زرگر کا یہی مکان ہے، محمد بخش نے کہا کہ اسی کا نام محمد بخش ہے اور غلام مصطفیٰ اس کا بھائی ہے۔ تھانیدار کو یقین ہو گیا تو اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا وہ کار سے نیچے اترے۔ ایک بچی ان کے ساتھ کار سے باہر نکلی۔ باپ نے بیٹی کو پہچانا اور خوشی سے باپ بیٹی ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ چار سال سے بچھڑی ہوئی لڑکی جب گھر کے اندر گئی تو خوشی اور مسرت سے گھر میں ایک شور بپا ہو گیا۔ عورتیں رو رو کر اسے گلے لگا رہی تھیں۔ لڑکی کی دستیابی کے متعلق تھانیدار نے بتایا کہ لڑکی حیدر آباد سندھ سے ایک مکار نشہ باز فقیر سے ملی ہے جو جرائم پیشہ تھا اور فقیروں کے بھیس میں ان زرگروں کے مکان کے قریب ہی ایک کٹیا میں کچھ دن گزار چکا تھا۔ اب حیدر آباد جا کر آباد ہو گیا تھا۔ وہاں کسی شبہ کی بناء پر اس کی جھونپڑی پر پولیس نے چھاپا مارا تو یہ لڑکی برآمد ہوئی۔

## مرید صادق پر نظرِ کرم:

○ ایک دن آپ محفل میں رونق افروز تھے، بہت سے احباب با ادب بیٹھے ہوئے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں، اتنے میں آپ نے زبان مبارک سے دو تین مرتبہ فرمایا:

ع ''نبض وچّے گھر عشق دے تے ویداں خبر نہ کا''

Marfat.com

سب حیران تھے کہ کیا راز ہے۔ اچانک ایک طرف سے حاجی نظام دین مرحوم سامنے آئے وہ اکثر اوقات حضور رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کئی کئی دن قیام کرتے تھے۔ اِن کو دیکھ کر آپؒ نے پھر فرمایا:-

ع نبض وچّے گھر عشق دے تے ویداں خیر نہ کا

حاجی صاحب سخت پریشانی کے عالم میں تھے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا''حاجی صاحب لائیں آپ کی نبض دیکھوں'' اور مسکراتے ہوئے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

ع ''نبض وچّے گھر عشق دے تے ویداں خبر نہ کا''

اس کے ساتھ ہی حاجی صاحب کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا اور آناً فاناً ان کی پریشان حالی دور ہوگئی، پھر وہ مکمل سکون کے ساتھ بیٹھ گئے، خلاف معمول دوسرے دن وہ اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ماسٹر خوشی محمد بھی اجازت حاصل کر کے گھر کو روانہ ہوئے۔ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے تو ماسٹر صاحب نے حاجی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اس دفعہ اتنی عجلت سے کیوں واپس جا رہے ہیں، حالانکہ آپ تو کئی کئی دن قیام کیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ اس دفعہ میں قیام کی نیت سے نہیں آیا تھا، بلکہ اپنی مصیبت کا حال بیان کرنے آیا تھا، جو آپ کی کرم نوازی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی ٹل گئی، وہ کہنے لگے کہ:

''میرے پاس گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی تھی، وہ بہت روئی میں نے اُسے تسلی دی اور وہ چلی گئی۔ لیکن لڑکی کے چلے جانے کے بعد میری حالت ایسی ہوگئی کہ صبر و قرار و ہوش کھو گئے اور اس لڑکی کی محبت کچھ اس طرح میرے دل میں گھر کر گئی کہ نہ نماز یاد رہی اور نہ دوسرے اوراد وظائف اور نہ نوافل، کچھ دن یہی حالت رہی تو خیال آیا کہ میں تو مارا گیا، ساری عمر کی کمائی برباد ہوگئی، آخر کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی تو حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا بھائی صاحب خدا کا شکر ہے کہ حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ہی نظر کیمیا اثر سے سب خیالات فاسدہ سے لوح دل کو پھر پاک وصاف

Marfat.com

کر دیا ہے اور اب میں مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہوں۔"

**ٹرین کا حادثہ:** محمد عبداللہ صاحب نقشبندی فیصل آباد سے اپنے ایک دوست میاں عبدالحمید کے ہمراہ چیچہ وطنی گئے۔ میاں عبدالحمید کئی ماہ سے بیمار چلے آتے تھے اور علاج معالجہ پر بے تحاشا خرچ کرنے کے باوجود بیماری میں افاقہ نہ ہوا۔ چیچہ وطنی میں دونوں نے ارادہ کیا کہ حضرت کرمانوالا شریف چلیں اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے گزارش کریں۔ حضرت کرمانوالا شریف پہنچنے پر ان کو معلوم ہوا کہ آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں اور وہاں سیٹھ محمد شفیع کیلے والے کے مکان میں قیام پذیر ہیں، چنانچہ وہ لاہور چلے گئے اور وہاں آپ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض مدعا کے بعد آٹھ بجے شب کی گاڑی سے واپس چیچہ وطنی چلے جائیں گے۔ ان کی آمد پر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب لوگوں کو اُٹھ جانے کا حکم دیا اور خود خاموشی سے لیٹ گئے۔ دس بجے کے قریب آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ چیچہ وطنی سے آنے والے بیلیوں کو بلاؤ۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپ نے صحت کے لیے دعا کی اور ایک دوا بھی تجویز فرمائی، پھر ہمیں رخصت کر دیا، صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ جس گاڑی سے ہم لاہور سے چیچہ وطنی جانے کا ارادہ رکھتے تھے، وہ گیمبر ریلوے اسٹیشن پر حادثہ کا شکار ہوگئی اور بہت سے مسافر جاں بحق ہو گئے۔ محمد عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پھر ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ رات کو کیوں انہیں جلد واپسی کی اجازت نہ ملی تھی۔

**کار کا حادثہ:** حاجی شیخ عبدالعزیز تاجر رنگ محل لاہور کا بیان ہے کہ وہ ہر اتوار اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ لاہور سے حضرت کرمانوالا شریف پہنچ جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر خدمت تھے اور ان کے علاوہ اور احباب بھی موجود تھے۔ مولوی محمد امین شرقپوری اور سیٹھ محمد شفیع بھی ہر اتوار اپنی کار پر آتے تھے اور پھر اسی کار پر آپؒ چک نمبر 36/S.P متصل پاک پتن شریف میں حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ سے ملنے کے لیے چلے جاتے۔ اس دن حضرت قبلہ نے دو تین مرتبہ ذکر فرمایا کہ مولوی محمد امین ابھی تک نہیں آئے، اللہ خیر کرے۔ ٹھیک آٹھ بجے اچانک آپ نے سب حاضرین کو یک لخت اٹھ جانے کے لیے کہا

Marfat.com

اور خود چادر تان کر لیٹ گئے۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے مولوی محمد امین شرقپوری اور سیٹھ محمد شفیع کار میں آ گئے۔ ہم سب باہر نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے دونوں حضرات قدرے پریشان نظر آتے تھے۔ ان سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ لاہور سے روانگی میں ہمیں آج کافی دیر ہو گئی تھی اس لیے ہم بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آ رہے تھے۔ واں رادھا رام والے موڑ پر موٹر لڑھکتی ہوئی ایک طرف جا گری اور شیشم کے قدآور درختوں سے ٹکرانے سے بچ گئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ کار کو کسی نے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہے۔ ہوش و حواس درست ہونے پر ہم پھر روانہ ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ جب یہ حادثہ پیش آیا اس وقت ٹھیک آٹھ بجے تھے۔ لگتا ہے حضور کی توجہ مبارک ہماری طرف تھی۔ جب مولوی محمد امین شرقپوری آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دور سے ہی با آواز بلند اسلام علیکم کہا اور فرمایا مولوی صاحب خیر ہو گئی، آخر آپ پہنچ ہی گئے۔ مولوی محمد امین شرقپوری کہا کرتے تھے کہ اس دن ہمارا زندہ بچ جانا آپ کی ہمت باطنی کا کرشمہ تھا۔

ڈیگر ویلا آوے گا: شیخ رحمت اللہ صاحب فیروز پوری نے بیان کیا کہ ان کی والدہ سخت بیمار ہو گئیں اور زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف حاضر ہوئے۔ آپ سے اپنی والدہ کی شدید علالت کا ذکر کیا اور صحت کے لیے درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ صاحب میں تو دعا کرتا ہوں مگر ڈیگر ویلا ہر کسے تے آوے گا۔ آپ واپس جائیں اور مائی کی خدمت کریں۔ واپس روانہ ہوئے تو دور سے دیکھا کہ گاڑی فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچ گئی ہے۔ مگر جب تک وہ جا کر گاڑی میں سوار نہ ہو گئے، گاڑی رُکی رہی۔ گھر پہنچے تو مائی صاحبہ کی طبیعت قدرے سنبھلی ہوئی تھی۔ دوسری صبح اچانک طبیعت پھر بگڑی اور عین عصر کے وقت ان کی والدہ راہی ملک بقا ہو گئیں۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق (ڈیگر والا) عصر کا وقت ہی تھا۔

مرید پر نظرِ کرم:

○ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے اور سیٹھ محمد شفیع کے مکان پر قیام فرمایا،

Marfat.com

سانده خورد سے حاجی برکت علی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ ایک وقت کا کھانا میری جانب سے قبول فرمایا جائے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوت قبول فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ کھانا ہم اپنی جائے قیام پر ہی کھائیں گے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ تو اور بھی بہتر ہے۔

کھانا پک کر تیار ہو گیا اور آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کرنے کا وقت آیا تو سانده خورد سے ایک آدمی گھبرایا ہوا برکت علی کے پاس آیا اور بتایا کہ اس کا دس بارہ سال کا لڑکا انعام اللہ مسجد کی چھت سے پختہ سڑک پر گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے، سر میں شدید چوٹیں آنے سے بے ہوش ہے، ڈاکٹروں نے اس کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا ہے، حاجی برکت علی نے اس شخص کو واپس گھر بھیج دیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب کو کھانا کھلا کر جلد ہی واپس آتا ہوں۔ وہ کھانا لے کر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے قیام پر پہنچا، اسی اثناء میں آپ نے اچانک روانگی کی تیاری فرمائی اور حاجی برکت علی سے کہا کہ ”کھانا کار میں جا رکھ دو، آگے جا کر کھا لیں گے“ جب کھانے کے برتن کار میں رکھ دیئے گئے تو سانده خورد سے دو زمیندار پھر حاجی برکت علی کے پاس آ پہنچے اور اطلاع دی کہ بچے کی حالت نازک ہے۔ ان کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی برکت علی سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ دونوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ حضور اس کا دس بارہ سال کا لڑکا مسجد کی چھت سے گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے اور بے ہوش پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے تو ہمیں بتایا ہی نہیں۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔ آپ کا چہرہ تمتما اُٹھا، آدھ گھنٹہ تک اسی طرح موٹر میں بیٹھے رہنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور علاج معالجہ کرو، اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔

## علم کی دولت عطا فرمادی:

○ مولوی محمد صدیق صاحب فیروز پوری نے بیان کیا کہ وہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک سے ملحقہ جامعہ گنج بخش میں زیر تعلیم تھے۔ ہر وقت

Marfat.com

پریشان حال رہتے تھے، کیونکہ سبق یاد نہ رہتا تھا۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ حضرت قبلہ سے دعا بھی کروائیں گے اور حضور کی غلامی کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے سے وہ آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ آپ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ ''حضور مرید ہونے کے لیے آیا ہوں'' آپ نے قبول فرما لیا اور کچھ پڑھنے کے لئے بھی ارشاد فرمایا۔ پھر مولوی محمد صدیق صاحب نے عرض کیا کہ حضور مدرسہ میں پڑھتا ہوں لیکن حافظہ اتنا خراب ہے کہ کچھ یاد نہیں رہتا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار تھپکی دے کر فرمایا'' خدا کے فضل سے تم بڑے مولوی بن جاؤ گے'' چنانچہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت بھی عطا کی اور وعظ و تقریر کا ملکہ بھی عنایت کر دیا۔

<u>درود پاک کی برکت:</u> یہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک دوست کی بیوی کو خنازیر کے موذی مرض نے آ دبایا۔ علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درودِ پاک پڑھ کر لعاب دہن لگا لیا کرو، اللہ تعالیٰ شفا بخش دیں گے'' چنانچہ جب انہوں نے کچھ دن اس فرمان کے مطابق عمل کیا تو اس موذی مرض سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی۔ اللہ اکبر

<u>بے اولادوں کو نعمتِ اولاد:</u> پیر جلیل شاہ صاحب (مرحوم) کے ہمراہ ایک دفعہ ان کے ایک زمیندار دوست حضرت باوا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کرنے کے لئے پاکپتن شریف گئے، ان کے دوست کی دو بیویاں تھیں لیکن اولاد سے محروم تھے۔ ان دنوں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عیدگاہ میں مقیم تھے، دعا کی غرض سے یہ بھی وہاں پہنچے، اس وقت ایک بوڑھا آدمی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے التجا کر رہا تھا کہ اس کا داماد دوسری شادی کرنے پر تُلا ہوا ہے کیونکہ اس کے گھر کوئی اولاد نہیں۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیر جلیل شاہ کو دیکھتے ہی فرمایا ''پیر جی اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اولاد کی دعا کرنی ہے''۔ پیر جلیل شاہ نے جواب میں فوراً عرض کیا ''حضور! آج تو ہم

Marfat.com

بھی اسی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، باوا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا صدقہ سب پر رحم کی نظر فرمائیں'' حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا'' پھر تو یہ چوہدری صاحب اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اور اپنے لیے بھی دعا کریں'' ان کے ساتھی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور ہم خود دعا کے طالب ہیں، اس لائق کہاں ہیں کہ ہم گنہگاروں کی دعا قبول ہو۔ آپ نے مہربان ہو کر فرمایا، نہیں چوہدری صاحب! آج باوا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے طفیل گنہگاروں کی بھی سنی جائے گی۔ چوہدری صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہاتھ بھی اٹھے ہوئے تھے، ان مبارک ہاتھوں کی برکت سے سب کی سنی گئی۔ اس کے بعد چوہدری صاحب کی دونوں بیویوں کے ہاں اولاد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حالانکہ سات پشت سے ان کے خاندان میں صرف ایک ہی اولاد نرینہ ہوتی آئی تھی۔

## طعام میں برکت:

O چوہدری نذیر احمد صاحب کمشنر اشتمال ارضیات ملتان نے بیان کیا کہ قیام ساہیوال کے دوران وہ کہیں دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال کرم فرمایا کہ ملتان جاتے ہوئے راستہ میں ان کے ہاں سے ہو کر جانے کا ارادہ فرما لیا۔ گھر میں ان کی بیگم تھیں۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مع احباب تشریف لے آئے تو بیگم گھبرائیں کہ اب انتظام کیسے ہو گا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک دیگچہ میں چائے تیار کر لو اور کچھ روٹیاں پکا لو بس کافی ہیں۔

چنانچہ روٹیاں پکا کر اور چائے کا دیگچہ تیار کر کے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگچہ میں یہ کہتے ہوئے اپنی انگلی کا سرا ڈبو دیا کہ گرم تو ہے اور روٹیاں رومال سے ڈھانپ کر اپنے پاس رکھ لیں۔ پھر سب حاضرین کو جو کہ تعداد میں کافی تھے، چائے اور روٹی تقسیم کرنا شروع کر دی۔ کھانے میں ایسی برکت ہوئی کہ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پیا اور پھر باقی ماندہ اشیاء گھر میں واپس بھیج دی گئیں۔ چوہدری صاحب کی واپسی پر بیگم نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری کا ذکر کیا تو وہ آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم رنجہ فرمانے کی سعادت پر بہت خوش ہوئے۔

## فوج سے سبکدوشی:

○ فتح جنگ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے منشی محمد حسین قریشی نے بیان کیا کہ دوسری جنگ عظیم زوروں پر تھی جرمن فوجیں یلغار کرتی ہوئی بڑھ رہی تھیں۔ ان کا ایک قریبی رشتہ دار فوج میں ملازم تھا مگر وہ فوجی ملازمت سے سخت دل برداشتہ تھا۔ ملازمت سے فارغ ہونے کی ہر چند کوشش کی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخر وہ نوجوان منشی محمد حسین کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ حضور فوج میں ملازم ہوں۔ وہ عرض مدعا کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا ''جاؤ، داڑھی رکھ لو وہ تمہیں چھوڑ دیں گے۔ یہ بھی آزما کر دیکھ لو (لے ایہہ وی ہتھ ویکھ)'' نیز اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ کہیں شادی خانہ آبادی کا انتظام ہو جائے۔ یہ التجا بغیر اظہار کے ہی منظور ہو گئی۔ چنانچہ جب حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے رخصت ہو کر واپس گھر پہنچا تو اس کے ایک قریبی امیر ترین شخص کے ہاں اس کی نسبت ہو گئی اور چند دنوں کے بعد نکاح ہو گیا۔ لڑکی والوں نے ایک پیسہ تک خرچ نہ کروایا اور جب چھٹی گزار کر وہ واپس نوکری پر حاضر ہوا تو افسران بالا نے اسے چند دنوں کے بعد خود بخود فارغ کر کے گھر بھیج دیا۔

**کاروبار میں برکت:** شیخ عمر دین نے بیان کیا کہ ایک دن میں حاضر خدمت تھا۔ موقع پا کر میں نے عرض کیا حضور! کپڑا خرید کرنے کے لئے کراچی جانا چاہتا ہوں۔ دعا فرمائیں اللہ کریم مجھے اس سفر میں نفع بخشیں۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا چلے جانا، اللہ رحم کر دے گا اور ساتھ ہی فرمایا، وہاں بھیڑ بہت ہوتی ہے تم بھولے آدمی کہیں کھیسہ (جیب) نہ کٹوا بیٹھنا۔ میں نے کہا ''حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم ہو گی تو پھر کوئی ڈر نہیں''۔

چنانچہ اگلے دن میں کراچی چلا گیا۔ وہاں ایک رشتہ دار کے ہاں قیام کیا اور اس سے کراچی کے سفر کا مدعا بیان کیا۔ اس نے کہا جاپانی لٹھے کی پانچ پیٹیاں میں نے خرید کی ہیں وہ تمہیں دیئے دیتا ہوں۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد ان پانچوں پیٹیوں کے عوض مجھے ایک

Marfat.com

ہزار روپیہ منافع مل گیا۔ پھر میں وہاں سے مال خرید کر واپس آ گیا۔

کراچی میں قیام کے دوران ایک دن میں بندرگاہ کی سیر کے لئے چلا گیا۔ جب بس میں سوار ہونے لگا تو بہت ہجوم تھا۔ جوں توں کر کے بس میں داخل ہوا۔ اتنے میں کنڈیکٹر آ گیا اور اس نے ٹکٹ خریدنے کو کہا۔ جب میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ہاتھ نیچے نکل گیا اور معلوم ہوا کہ جیب کٹ چکی ہے لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر عنایت سے پچپن روپے کی رقم جیب کے کونے میں اٹکی رہی۔ اس وقت مجھے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ کہیں کھیسہ نہ کٹ جائے میں نے شکر کیا کہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ میری حفاظت کا بھی انتظام کر دیا۔ اللہ اکبر۔

## خدمت میں عظمت:

○ دھنامل کھتری موضع کرموں والا ضلع فیروز پور کا رہائشی تھا حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بے حد عقیدت مند چنانچہ اس کا چہرہ بھی پوری داڑھی سے مزین، وہ ساٹھ گھماؤں کے قریب اراضی کا مالک تھا۔ اپنی اراضی خود کاشت کرتا تھا۔ شروع شروع میں آپؒ کی اراضی بھی وہی کاشت برداشت کیا کرتا تھا وہ نہایت اعلیٰ نسل کے بیلوں کی ایک جوڑی ہمیشہ رکھا کرتا تھا، لنگر کے لیے آٹا بھی انہی بیلوں کی مدد سے پیسا جاتا تھا۔ ہر جمعرات اور جمعہ کے دن تقریباً دو بوری آٹا خرچ ہوتا تھا۔

قیام پاکستان سے پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ حسبِ معمول جمعرات کی شام تک لنگر کے لیے آٹا پیسنے میں مشغول رہا۔ رات کو اس نے دونوں بیل اور اپنی بھینس اپنے گھر میں کمرے کے اندر باندھ دیئے۔ مکان کو باہر سے تالا لگایا، اپنی چارپائی اور بستر باہر دروازہ کے آگے بچھا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا حاضر ہوا، روزمرہ کے معمول کے مطابق ساری رات آپ کے قدموں میں گزار دی اور نماز فجر کے بعد گھر چلا گیا۔ تالا کھولا اور مویشیوں کو باہر نکالنے کے لئے مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ دونوں بیل اور بھینس اور اس کا بچہ سب غائب ہیں۔ چور عقبی دیوار میں نقب لگا کر سب مویشی ہانک کر لے گئے تھے۔ لوگ چوروں کا تعاقب کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ دھنامل خدمت اقدس میں پہنچا اور

Marfat.com

جب آپ وظائف سے فارغ ہوئے تو دھنامل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیسے آئے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور! چور مکان میں نقب لگا کر سارے مویشی ہانک کر لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب مویشی مل جائیں گے، جاؤ لوگوں کے ساتھ مل کر کھوج وغیرہ لگاؤ مگر ہاں یہ تو بتاؤ کہ لنگر کا آٹا کتنا پسا ہوا ہے؟ دھنامل نے کہا کہ حضور! آج کے دن کے لئے کافی ہوگا۔ دو بوری آٹا کل ہی پیس لیا تھا۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور مویشیوں کی تلاش جاری رکھو۔

گاؤں کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ دھنامل سارا دن بیلوں کا کھوج لگانے میں سرگرداں رہا لیکن شام کو سب ناکام واپس لوٹ آئے۔ دھنامل حضرت قبلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ دھنامل نے عرض کیا حضور! معلوم ہوتا ہے کہ چور تین تھے۔ مگر ان کے قدموں کے نشان کچھ دور جا کر مٹ گئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اچھا گھر جاؤ اور تلاش جاری رکھو۔ اُسی روز غروب آفتاب کے بعد تھانہ مکھو کا ایک سپاہی دھنامل کے پاس آیا کہ چلو تھانے سے اپنے بیل لے آؤ۔ سپاہی نے بتایا کہ پولیس کی ایک گشتی پارٹی نے دو چوروں کو اور دونوں بیل پکڑ لئے ہیں۔ دوسرے دن دھنامل آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت کے بعد تھانہ مکھو گیا اور دونوں بیل لے آیا۔

تیسرے چور کے حصہ میں بھینس آئی۔ اپنے گھر جا کر اس نے بھینس کا دودھ دوہا اور گھر کے خورد وکلاں نے مزے سے دودھ پیا مگر تھوڑی دیر بعد دودھ پینے والے چیخنے چلانے لگے۔ چور سمجھ گیا کہ بھینس واپس کرنے میں ہی بھلائی اور جان کی خیر ہے۔ چنانچہ اس نے بھینس آوارہ مویشیوں کے پھاٹک میں پہنچا دی اور کسی آدمی کے ذریعہ دھنامل کو پیغام بھیج دیا کہ اس کی بھینس فلاں گاؤں کے پھاٹک میں ہے چنانچہ دھنامل بھینس اور اس کے بچہ کو اپنے گھر لے آیا۔ اللہ اکبر۔ کرم نوازی ہو تو ایسی۔

## خلاف شرع امور سے پرہیز کی تلقین:

5 مستری عبدالستار نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حاضرِ خدمت ہوا۔ ایک آدمی باہر کے درخت تلے بیٹھا ہوا تھا حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ

Marfat.com

''باہر ایک آدمی بیٹھا ہے، وہ بات نہیں بتاتا اور یہی کہتا ہے میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے علیحدگی میں بات کروں گا۔ میں تو سب کے سامنے بات کرتا ہوں، جو سچی بات کرے اللہ رحم کر دیتا ہے۔ اس سے جا کر تم ہی پوچھو شاید تم کو بتا دے'' میں نے جا کر پوچھا تو مجھے بھی اس نے وہی جواب دیا۔ بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانا اور اصل بات بتانے سے انکار ہی کرتا رہا۔ میں نے جا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا، برخوردار بات دراصل یہ ہے کہ اس کی ایک رشتہ دار عورت بیوہ ہو گئی ہے۔ اس کی بہت سی جائیداد ہے، اُس کے دو لڑکے بھی ہیں جو ابھی نابالغ ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس سے نکاح کر لے اور وہ جائیداد اس کے قبضہ میں آ جائے۔ وہ یتیموں کا حق دبا لینا چاہتا ہے اور منظوری مجھ سے لیتا ہے، میں شریعت کے خلاف کس طرح فتویٰ دے دوں۔ جاؤ اس سے پوچھو اگر واقعہ اسی طرح ہے تو اس کو کہہ دو کہ اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔

میں دوبارہ اس کے پاس گیا اور پھر کرید کرید کر اس سے بات دریافت کرنا چاہی لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ آخر میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق سارا واقعہ اسے بتایا تو وہ حیرانی سے میرے منہ کو تکنے لگا اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ میں نے کہا حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی مجھے سب کچھ بتایا ہے، چنانچہ پھر اس نے کہا کہ واقعی میرا یہی سوال ہے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ، اب یہاں سے چلے جاؤ۔ اس ناجائز کام کے لئے حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہرگز تمہارے لیے دعا نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا۔

Marfat.com

# فلسفہ کرامت

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ          کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ترجمہ:    اے انسان تو خالقِ حقیقی کا فرمانبردار ہو جا تا کہ اللہ کی مخلوق تیرے حکم کے تابع ہو جائے۔

جس طرح روح سارے بدن پر حکمران ہے، اُسی طرح عالمِ باطنی، عالمِ ظاہری پر متصرف ہے مادیات کی یہ دنیا ایک طرح سے رُوحانیت کی مُطیع ہے۔ اِس عالمِ رُوحانی میں وُ ہی قُدسی نفوس اقتدار رکھتے ہیں جو تزکیہ وصفا کے مدارج طے کر کے عالمِ اجسام کی کثافتوں سے بالاتر ہو گئے ہوں۔ جن کی روح نے رُوحانی دُنیا سے وابستگی پیدا کر لی ہو۔ انسان رُوح اور جسم کا مجموعہ ہے، قدرت کاملہ نے اُسے دو طرح کی قوتیں عطا کی ہیں۔ بہیمی اور ملکوتی۔ اگر بہیمی قوت غالب آجائے تو انسان درندوں سے بد تر۔ اگر ملکوتی قوت غلبہ پائے تو فرشتوں سے سبقت لے جاتا ہے، دنیا میں جتنی اشیاء ہم کو حیران کُن نظر آتی ہیں۔ مثلاً تار، ٹیلیفون، ہوائی جہاز، ٹیلیویژن وغیرہ یہ سب مسلسل عرق ریزی۔ محنت اور مشق کا نتیجہ ہیں۔ اسی طرح عالم رُوحانی کے مدارج بھی محنت سے طے کئے جاتے ہیں اور خوارق عادات دیکھنے میں آسکتے ہیں، یہ خاک کا پُتلا جب ایمان کی روشنی سے دل و دماغ کو منور کرتا ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندیوں سے نفس کو قابو میں لاتا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات سے مال کو پاک کرتا ہے۔ تو اس ریاضت کے صلے میں اسے فقر و رضا، زُہد و تقویٰ، حلم وصبر، رحم اور اخلاق حسنہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ہر قسم کی جسمانی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں، خُدائے پاک و برتر کا قرب حاصل کر کے اس کا پاک بندہ بن جاتا ہے۔ اور جس حد تک یہ اپنے پروردگار کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے اُسی حد تک ماسوا پر اُس کی حکومت مسلمہ ہو جاتی ہے۔

؎ پنجۂ مومن میں ہے رہوار عناصر کی لگام
مردِ مومن کے تصرّف میں جہانِ شش جہات

جب عبد ناچیز کو اپنے مولا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ تو زبان پر وہی آتا ہے جو ہوتا ہے، یا وہی ہوتا ہے جو زبان پر آتا ہے۔ کائنات پر تصرف و اقتدار اُسی قدر ہوتا ہے جس

Marfat.com

قدر انسان کو اپنے بدن پر ہوتا ہے۔ اولیائے کرام جو چاہتے ہیں، کارکنان قضا و قدر وہی کرتے ہیں۔ یہ تسلیم و رضا کا وہ مقام ہے جس پر پہنچ کر بندے کی خواہش اور خدا کی رضا میں کوئی فاصلہ باقی نہیں رہتا۔

خُودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خُدا بندے سے خُود پُوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اس مقام پر اولیائے عظام سے خوارق عادات اُمور سرزد ہوتے ہیں جن کو عوام النّاس کرامت کہتے ہیں۔ جس کے لغوی معنی بزرگی کے ہیں۔ اگر نبی سے ایسے واقعات ظہور میں آئیں تو معجزہ اور ولی سے ظاہر ہوں تو کرامت کہلاتے ہیں، خرقِ عادت واقعات ہی حُجتِ نبوّت و حُجت ولایت سمجھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں ظہور کرامات پر ثبوت موجود ہے، دیکھو سورۃ آلِ عمران میں بی بی مریمؑ کے پاس بے موسم میوہ کا موجود ہونا۔ سورۃ النمل میں ملکہ بلقیس کا تخت ''آصف'' بندۂ خدا کا چشم زدن میں لے آنا کرامات اولیاء کرام میں سے ہیں، ان کرامات کے ظہور سے لوگوں میں خدا پرستی اور خدا شناسی کے پاکیزہ جذبات کو پیدا کر کے عوام النّاس کو اولیاء اللہ کا گرویدہ بنانا مقصود ہوتا ہے، تاکہ وہ ان کے غلام اور تابع ہو کر راہ رشد و ہدایت اختیار کریں۔

اولیاء سے اظہارِ کرامت عقلی طور پر بھی محال نہیں کیونکہ یہ نوع اپنی روحانی قوتوں کی بنا پر فوق العادت کے ظہور پر قدرت رکھتی ہے۔ کیونکہ اسے خدا کی امداد و اعانت حاصل ہوتی ہے۔ کرامت دراصل ولی کی صداقت کا ثبوت ہوا کرتی ہے۔ اس کا ظہور کسی کاذب اور مصنوعی ولی سے ممکن نہیں۔ وہ شخص جو خدا کی استدلالی معرفت کے ساتھ حق کو باطل سے اور سچ کو جھوٹ سے جُدا کر کے دکھائے بلاشبہ ولی ہے۔ (کشف المحجوب)

مرد آں باشد کہ باشد شہ شناس　　　مے شناسد شاہ را در ہر لباس

## کرامت اور استدراج میں فرق:

کرامات اولیاء اللہ سے اور استدراج کافر فاسق سے سرزد ہوتے ہیں، ولی اللہ سے کتاب اللہ اور سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کچھ ظہور میں نہیں آتا۔

Marfat.com

کیونکہ ولی نورِ نبوت سے فیضان لیتا ہے اور کافر فاسق شیطان سے ''کسبِ فیض'' کرتا ہے اور شریعت کے برعکس شعبدے دکھاتا ہے، کرامت کا ظہور دو طرح سے ہوتا ہے۔ اوّل اضطراری، کہ ظاہری وجود سے کوئی امر عارف کی ذات پاک کے لئے باعثِ اضطرار ہو جاتا ہے۔ اس اضطرار میں کرامت کا ظہور محض منجانب اللہ ہوتا ہے۔ جس میں عارف کی ذات کا دخل نہیں ہوتا۔ دوم اختیاری:۔ کہ عارف کی ذات ایک امر ناممکن الوجود کی خواہش پر اُتر آتی ہے، ذاتِ باری تعالیٰ خلق اللہ پر اولیاء کی حُجت قائم فرماتی ہے۔

## معجزہ و کرامت میں فرق:

کرامت اولیاء کرام کو کمال اتباع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلہ میں عطا ہوتی ہے۔ درحقیقت اتباع شریعت بذاتِ خود ایک کرامت ہے۔ معجزہ انبیاء کا نشان ہے جسے وہ منکروں کے سامنے نبوت کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اس میں دعویٰ ہے مگر کرامت میں دعویٰ نہیں۔

مادی ترقی تو زمانہ حال میں راکٹ اور کمپیوٹر کی رفتار سے ہو رہی ہے۔ دنیاوی ترقی کا یہ عالم ہے کہ انسان راکٹ کے ذریعہ چاند پر پہنچ رہا ہے۔ کمپیوٹر یعنی برقی دماغ بجلی کی رفتار سے کام کرتا ہے۔ اس دور میں روحانیت کا انکار وبا کی طرح پھیل رہا ہے۔ کرامات اور تصرفات کو قصہ پارینہ سمجھا جانے لگا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ معجزات کا بھی انکار کرنے لگے جو حضرات سائنسی معجزات کو تو مانتے ہیں لیکن اولیائے کرام کے روحانی تصرفات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اُن کی آنکھیں کھولنے کے لیے یہاں اپنے قبلہ مرشدی سید محمد اسماعیل شاہ بخاری صاحبؒ کی ہزار ہا کرامتوں میں سے چند بیان کی جاتی ہیں تاکہ متوسلین کا ایمان تازہ ہو۔

**برادر مل گیا:** ایک روز آپ بادشاہی مسجد لاہور میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص گھبرایا ہوا جا رہا تھا۔ حضرتؒ نے خادم سے کہا اس سے دریافت کرو کیا تکلیف ہے۔ پتہ چلا کہ اس کا بھائی دو برس سے مفقود الخبر ہے۔ حضرت نے اس کو بلا کر فرمایا ذرا مسجد کے بڑے دروازے پر دیکھو اس نے وہاں دیکھا تو اس کا بھائی سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہا تھا دونوں بغل گیر ہو گئے۔

Marfat.com

دیوانگی ختم: سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن کے ایک ملازم کا لڑکا دیوانہ تھا۔ اسے زنجیروں سے باندھ کر حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ تو ٹھیک ہے، اور پھر لڑکے کو فرمایا کیوں بیلیا! تو ٹھیک ایں ناں۔ لڑکے نے کہا جی ہاں، فرمایا دیکھ لو اب یہ خود بھی کہتا ہے اُس دن سے اس کا دیوانہ پن جاتا رہا۔

دعا سے دیرینہ بیماری ختم: چیچہ وطنی کے ایک دوست کا پیشاب بند ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے اپریشن کا حکم دے دیا اور وہ روتا ہوا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا صندل کا تیل ایک چمچہ پی لیا کرو۔ مریض نے عرض کی اب کوئی دوائی نہیں لوں گا۔ دوائی تو میں بہت کر چکا۔ اب صرف دعا کی ضرورت ہے حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا اچھا اللہ خیر کر دے گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بعد اجازت گھر چلا گیا اور بالکل تندرست ہو گیا۔

پرانا بخار اور سہاگہ: ایک دہقان آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی حضور مجھے پُرانا بخار ہے۔ فرمایا سہاگہ پھُل کر کے ایک چٹکی کھا لیا کر۔ دہقان نے گھر جا کر لکڑی کا سہاگہ جلایا اور اس کی راکھ سے مٹکے بھر لیے ایک چٹکی راکھ کی روزانہ کھاتا۔ چند یوم کے بعد حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی حضور صحت یاب ہو گیا ہوں۔ دیہاتی نے عرض کیا کہ حضور باقی دوا جو بچ گئی ہے اس کا کیا کروں آپ نے فرمایا کہ باقی کیا۔ دہقان نے تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں نے ہٹی والا سہاگہ کہا تھا مٹی والا سہاگہ نہیں کہا تھا۔

؎ زبانِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

لسی سے ٹی بی کا علاج: چودھری غلام رسول صاحب بھٹی گوجرانوالا نے بیان کیا کہ میں حُقہ کی عادت چھوڑ چکا تھا مگر پانچ چھ سال کے بعد یہ عادت پھر عود کر آئی پھیپھڑے خراب ہو گئے اور ڈاکٹری علاج سے کوئی آفاقہ نہ ہوا ڈاکٹر ریاض حسین شاہ ماہر امراض ٹی بی (تپدق) نے تشخیص کے بعد کہا ٹی بی کی بیماری آخری سٹیج پر ہے۔ پھر حضرتؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے لسی پلائی اور فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ رب کریم خیر کر دے گا۔ ''خیر ہو جائے گی''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بغیر علاج معالجہ کے رب کریم نے صحت فرما دی۔

Marfat.com

**کیمیا گری چھڑا دی:** یہی چودھری صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے کیمیا گری کا شوق دامن گیر تھا۔ حضرت مرشدیؒ نے ایک دن فرمایا، چودھری جی! کیمیا گری کی ضرورت نہیں۔ اللہ غنی کر دے گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی پایا۔

؎ کاملوں سے ملتا ہے جوہر یہاں ناقصوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

**قاتل بری:** انہی چودھری صاحب نے بیان کیا کہ کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالا کے چند افراد قتل کے کیس میں گرفتار ہوئے۔ میں نے اُن کے متعلق عرض کی، تو حضور نے فرمایا کہ جب یہ کیس میرے سپرد ہوگا تو بَری ہو جائیں گے، چنانچہ یہ لوگ ہائی کورٹ سے بَری ہو گئے۔

**اقرارِ جرم اور شفاء:** حاجی خورشید احمد صاحب (پاک پتن شریف والے) نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ ان کے کارخانہ واقع پاک پتن شریف میں تشریف لائے۔ ایک شخص جو گنٹھیا کا مریض تھا حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شفایابی کے لیے عرض کی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ ''تم نے کوئی گناہ کیا ہے''۔ اُس نے کہا کہ ایک زمیندار نے گائے دی تھی۔ اُسی زمیندار کے کھیتوں سے چوری چوری چارہ لا کر اس گائے کو ڈالتا رہا۔ اس کا دودھ پیتا رہا''۔ اقبالِ گناہ پر حضرت قبلہ خوش ہوئے اور اُسے فرمایا۔ اُٹھو۔ وہ اُٹھ بیٹھا۔ رکوع میں جاؤ، وہ رکوع چلا گیا۔ پھر فرمایا دوزانو بیٹھ جاؤ وہ جو چل پھر نہیں سکتا تھا آسانی سے دوزانو بیٹھ گیا اور اُسی وقت تندرست ہو کر چلا گیا۔ سبحان اللہ۔

**نعت گوئی اور درد ختم:** محمد سلیمان سبزی فروش ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں درد شدید رہتا تھا ہر چند کہ ڈاکٹری اور یونانی علاج کیے۔ مگر آرام کی صورت نہ ہوئی۔ آخر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ کوئی نعت سناؤ، میں نے سنائی۔ بعدہٗ دو دفعہ سُنی، تین دفعہ نعت پڑھنے کے بعد میں نے اپنی تکلیف بیان کی فرمایا کہ آلو نہ کھائیں۔ میں نے دعا کے لئے اصرار کیا آپ مسکرا دیے، فرمایا کہ پانی لاؤ، آپ نے پانی پی کر باقی مجھے دے دیا۔ کچھ پانی ایک اور لڑکے کو دے دیا۔ اس کی آنکھیں خراب تھیں آپ نے ظہر کے وقت کسی کو جانے کی اجازت نہ دی عصر کے وقت ایک بابو صاحب آئے، انہوں نے اجازت مانگی تو فرمایا سب کو اجازت ہے۔ اس کے بعد مجھے کبھی درد نہیں ہوا۔

Marfat.com

**پختہ مسجد اور کیسر سنگھ:** مولانا نور محمد صاحب پنوار اہلی موتی ضلع ساہیوال لکھتے ہیں کہ میں 1929ء میں منڈاہر کلاں تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور میں رہائش پذیر تھا۔ یہ گاؤں سکھوں کا تھا۔ چند گھر کمہاروں کے تھے۔ ان میں ایک حاجی اسماعیل صاحب بھی تھے۔ انہوں نے نماز کی خاطر چھپر ڈال کر چبوترہ بنایا تو سردار کیسر سنگھ نے روک دیا۔ دوسرے سکھوں نے کہا کہ نماز پڑھنے کے لئے چبوترہ ہی بنایا ہے قلعہ تو نہیں بنایا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم نے وہاں پختہ مسجد بنانے کا ارادہ کر لیا اور تھانہ مکتسر میں دعویٰ دائر کر دیا مضافات کے مسلمانوں نے کافی امداد کی مقدمہ شروع ہو گیا۔ حاجی صاحب حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ ان کے مرید بھی تھے۔ آپ نے ایک روپیہ دیا اور فرمایا کہ تم بے فکر ہو جاؤ۔ خداوند کریم مدد کرے گا۔ حاجی صاحب نے یہ روپیہ بحفاظت جیب میں رکھا۔ ایک روز صبح مقدمے کی تاریخ تھی حاجی صاحب رات مکتسر جا رہے۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام سانڈ ان کے پیچھے لگ گیا ہے اور پیچھا نہیں چھوڑتا کہ اچانک حضرت صاحب نمودار ہوئے اور سانڈ کو للکارا وہ سانڈ بھاگ گیا۔ حاجی صاحب خواب سے بیدار ہوئے۔ عدالت میں گئے کیسر سنگھ ہار گیا۔ مسجد پختہ بنائی گئی۔

**آپؒ کی توجہ اور برادری کا تنازعہ ختم:** حکیم محمد امین صاحب ساکن ننکانہ صاحب کی پہلی حاضری کا واقعہ بڑا دلچسپ اور ایمان افروز ہے، کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت قبلہ کی تعریف بیشتر حضرات سے سن رکھی تھی۔ وہ خود اور ان کا سارا خاندان اہل حدیث مسلک کے تھے۔ اسی بنا پر حاضری میں دیر ہو رہی تھی۔ ایک دن چند احباب نے کرموں والا شریف جانے کا پروگرام بنا ہی لیا۔ لاہور سے فیروز پور پہنچے۔ رات کا وقت تھا کوئی اچھی سرائے نہ ملی چنانچہ ایک مسجد میں ٹھہر گئے۔ نماز عشاء کے بعد امام مسجد نے جو نابینا تھے۔ اعلان کر دیا کہ کوئی مسافر رات بسر کرنے کے لئے مسجد میں نہ رہے۔ یہاں اجازت نہیں۔ یہ مسجد مولانا شرف الدین[1] صاحب کی ہے مگر حکیم صاحب اور دیگر احباب بچ بچا کر اندر ہی رہے۔ حافظ

---

[1] مولانا شرف الدین حضرت خواجہ الہ بخش تونسویؒ کے خلیفہ اور حضرت قبلہ کے پیرومرشد۔ ان کے وصال مبارک کے بعد حضرت قبلہ شرقپور شریف حاضر ہوئے تھے۔

Marfat.com

صاحب کو جب معلوم ہوا کہ یہ اشخاص کرمونوالا شریف جا رہے ہیں، تو ان کی بہت عزت کی۔ اور ان کے آرام و آسائش کا ہر طرح خیال رکھا۔ صبح حکیم صاحب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں عرض کی حضور طبیب ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ پھر تو آپ حکیم ہوئے۔ محمد امین صاحب نے عرض کیا نہیں حضرت حکیم تو آپ ہیں، میں تو جسمانی امراض کا طبیب ہوں اور اب روحانی حکیم کے پاس آیا ہوں۔ حضرت قبلہؒ اس گفتگو سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بھی کوئی دوا بتایئے۔ صحت عام طور پر خراب رہتی ہے حکیم صاحب نے کہا حضور مجھے بیعت کر لیجئے کہ اس غرض سے آیا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا جلدی کیا پڑی ہے حکیم صاحب جب ننکانہ صاحب واپس آئے تو دل بے چین رہنے لگا جب گھر والوں کو آپ کے اس اضطراب کا علم ہوا تو انہوں نے آمد و رفت پر پابندی لگا دی کہ کہیں یہ لاہور جانے کے بہانے پیر صاحب کے پاس نہ چلے جائیں۔ اتفاق سے ان دنوں برادری میں ایک ایسا مسئلہ درپیش تھا جو حکیم صاحب کے سوا حل نہ ہو سکتا تھا اور اس کے لیے انہیں قصور جانا تھا مگر والدین اور عزیز و اقارب جو سب اہل حدیث تھے، رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ کہ اگر یہ قصور گئے تو فیروز پور ضرور جائیں گے۔ آخر معاملے کی نزاکت کے پیشِ نظر گھر والوں نے قصور جانے کی اجازت دے دی مگر یہ قصور کی بجائے سیدھے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں پہنچے، قبلہ مرشدی کو ساری داستان سنا دی، آپ نے فرمایا کہ ہم نے ایسی صورت کر دی ہے کہ قصور جاتے ہی سارا کام درست ہو جائے گا۔ صرف تمہارا وہاں جانا ہی شرط ہے۔ حکیم صاحب نے وہ دن حضرت قبلہؒ کی خدمت میں گزارا اور جب قصور پہنچے تو تمام کا تمام مسئلہ جو اُلجھا ہوا تھا۔ حضرت صاحب کی توجہ سے سلجھا ہوا پایا اور دونوں فریق رشتہ لینے اور دینے پر رضا مند ہو گئے۔ جب حکیم صاحب ننکانہ صاحب پہنچے تو سب اس کامیابی پر خوش ہوئے مگر انہیں یہ علم نہ ہو سکا کہ حکیم صاحب کرمونوالا شریف گئے تھے۔

چند دن بعد حکیم صاحب نے جب بیعت کا ذکر کیا تو سوائے ان کی والدہ کے جملہ عزیز ناراض ہو گئے۔ ایک دن حضرت قبلہؒ نے فرمایا حکیما! قرآن مجید میں غور کیا کر۔ سوچا

Marfat.com

کرا اور سوچا یا بھی کر۔ چنانچہ حضرت قبلہؒ کی توجہ سے حکیم صاحب فی سبیل اللہ تبلیغ دین میں کوشاں ہیں اور ننکانہ صاحب میں مسلک اہل سنت والجماعت کے روح رواں ہیں:

؎ گر نگردد طالبان را دست گیر طالبان ہرگز نگیرند دست پیر

ترجمہ: اگر پیر دست گیری نہ کرے تو کوئی بھی کسی کے دست حق پرست پر بیعت نہ کرے۔

آپؒ کی دعا سے لاہوری پھوڑا ختم: حکیم حاجی شیر محمد از بگی ڈل ضلع لائل پور (فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے مرید تھے۔ وہ کرموں والا شریف جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے قبلہ حضرت صاحب مجھ پر از حد شفقت فرماتے۔ میرے بچپن کا زمانہ تھا بعد میں مجھے ان سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد میری اہلیہ کو ناک کے بائیں جانب لاہوری پھوڑا نموذار ہوا۔ ڈاکٹری علاج کرائے مگر صحت نہ ہوئی۔ پھوڑے کی جڑیں گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھیں۔ بالآخر صدیقی صاحب سول سرجن میو ہسپتال نے مشورہ دیا کہ بذریعہ سرجری ماؤف چمڑہ الگ کر کے بازو سے گوشت لے کر اس جگہ پیوست کر دوں گا۔ انشاء اللہ تین ماہ میں شفاء کاملہ ہو جائے گی۔ مگر اس بات سے طبیعت مطمئن نہ ہوئی۔ میرے چچا حاجی لال دین بھی حضرت قبلہ کے مرید تھے اور مغلوب الحال پہروں مسجد میں سجدہ کی حالت میں پڑے رہتے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ حاجی حکیم ہسپتالوں میں کیوں دھکے کھا رہا ہے۔ وہ میرے پاس آئے چنانچہ ہم دونوں میاں بیوی حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا پہنچے۔ مائی صاحبہ نے میری بیوی کو نیل کنٹھ کی بوٹی استعمال کرنے کے لئے کہا جب قبلہ حضرت صاحب نے مجھے یہ بوٹی ملحقہ پلاٹ سے حاصل کرتے دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مائی صاحبہ نے یہ بوٹی تجویز کی ہے۔ فرمایا نہ تو کوئی اپریشن کرائیں گے اور نہ کوئی بوٹی ہی استعمال کریں گے رب کریم خود بہت بڑا حکیم ہے ہماری بیٹی کو ایسے ہی خیر ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میری بیوی بغیر کسی دوائی کے چند ہفتوں میں صحت یاب ہو گئی۔

○ یہی حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب قبلہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ

Marfat.com

رب کریم خود بڑا حکیم ہے تو طبیعت جوش میں تھی۔ سورۃ نصر پڑھی۔ ''اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ ...... اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ○'' اور فرمایا کہ حکیم جی رب کریم دو لڑکے عطا فرمائے گا۔ پہلے کا نام فتح اللہ اور دوسرے کا نام نصر اللہ رکھیں۔ میں نے جب صحت یابی اور دو لڑکوں کی بشارت اپنی بیوی کو سنائی تو اس کی خوشی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ ایک تو نامراد پھوڑے سے خلاصی دوسرے اولادِ نرینہ کی خوشخبری۔ میری بیوی نے کہا کہ ایسے وقت میں جب قبلہ شاہ صاحب رحمت کے خزانے لٹا رہے تھے کچھ اور مانگ لیتے۔

؎ تُو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے

میں نے کہا کہ مجھے شرم آئی کہ میں زیادہ حرص کا اظہار کروں اور حریص[1] کہلاؤں۔

<u>نادار بچی کا دعا سے گنج دور:</u> یہی حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک پاؤلی[2] حاضر ہوا۔ عرض کیا حضور غریب اور عیالدار ہوں۔ میری لڑکی گنجی ہے۔ علاج معالجہ کی طاقت نہیں، دعا فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا کہ جاؤ اور ہماری طرف سے اپنی بچی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیر دینا۔ رب کریم خیر کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ حضرت صاحبؒ کے ہاتھ کا تصور[3] کر کے جب پاؤلی نے لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرا تو گنج دور ہو گیا۔

## <u>تختہ دار سے رہائی:</u>

○ ایک دیہاتی نوجوان کا پھانسی سے رہائی کا دلچسپ واقعہ ''اولیائے نقشبند'' اور ''معدنِ کرم'' میں دو مختلف راویوں سے بیان ہوا ہے جس سے قبلہ مرشدی کے عظیم تصرف اور درخشاں کرامت کا ثبوت ملتا ہے۔ واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے ''معدنِ کرم'' کے

---

[1] لفظ حریص بظاہر بُرا لگتا ہے اور کوئی بھی حریص کہلانا پسند نہیں کرتا۔ لیکن یہی لفظ جب آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھے تو خوش آئندہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ''ما عنتم حریص علیکم باالمومنین رؤف الرحیم'' نسبت بڑی چیز ہے۔

[2] جولاہا۔

[3] وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ پ ۹ سورۃ انفال۔ (آیت ۱۷)
(میرے پیارے حبیب جو آپ نے کنکریاں پھینکی ہیں۔ وہ آپ نے نہیں بلکہ ہم نے پھینکی ہیں)۔

Marfat.com

مطابق درج کیا گیا ہے۔

ماسٹر خوشی محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور میں نماز عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے حکم دیا کہ دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کو دیکھ کر وقت بتاؤ۔ انہوں نے وقت بتایا تو آپ نے فرمایا۔ ''وقت درست کرنا ہے، تم سوئی چلاتے جاؤ جب گیارہ بجے پر سوئی آجائے تو تم ٹھہر جانا اور مجھے بتلانا۔ چنانچہ وہ سوئی گھماتے رہے اور گھنٹیاں بجتی رہیں، جب گھڑی پر گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ ''تم بیٹھ جاؤ''۔ وہ بیٹھ گئے۔ حضورؒ اُٹھے اور گھڑی کے پاس جاتے ہی جلدی سے گھڑی کی سوئی گیارہ بجے سے دس منٹ آگے کر دی اور فرمایا ''اب وقت درست ہو گیا ہے'' اس کے بعد آپ نے ان کو فرمایا کہ جاؤ سو رہو۔ ماسٹر صاحب خیال کرتے رہے کہ یہ کیا حکمت ہے۔ سارا وقت میں نے درست کیا، صرف دس پندرہ منٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے آگے کئے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

چند دنوں کے بعد ایک بوڑھا دیہاتی اپنے دو نوجوان بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ نوجوانوں کے سروں پر سرخ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا (کیوں بھئی کنویں گل ہوئی) یعنی مجھے بتاؤ کہ کس طرح سب بات ہوئی۔ ایک نوجوان نے عرض کیا ''حضور مجھے پھانسی کے تختے پر لے گئے تھے اور ایک افسر کی نظر گھڑی پر تھی۔ حکم یہ تھا کہ اس کو پورے گیارہ بجے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ وہ وقت بتاتا رہا، جب گیارہ بجنے کے بالکل قریب ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سوئی گیارہ بجے کی بجائے گیارہ بج کر دس منٹ پر کر دی۔ وقت پھانسی کا گزر چکا تھا، اس لئے مجھے پھانسی کے تختہ سے اتار دیا گیا۔ افسر نے کہا کہ پھانسی کا وقت گزر گیا ہے، وہ لڑکا بات بھی کر رہا تھا اور آپ کی جانب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں آپ کے دست مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی وقت بول اُٹھا ''بس یہی ہاتھ مبارک تھا، جس نے گھڑی کی سوئی دس منٹ آگے کی تھی۔ میں نے پہچان لیا ہے''۔ حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا ''کوئی اور ہاتھ ہوگا'' اور ان کو کہا کہ کسی اور سے یہ بات نہ کہنا۔ ماسٹر خوشی محمد کو رات کے وقت گھڑی کا

Marfat.com

وقت درست کرنے کی حکمت کا پھر علم ہوا۔

**اقرارِ جرم، توبہ سے قاتل بری:** حافظ غلام جیلانی صاحب قصور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت قبلہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ نے دیہاتی سے آنے کی غرض دریافت فرمائی۔ وہ دیہاتی صاف گو آدمی تھا، عرض کیا حضور! میرے لڑکے اور اس کے ایک دوست سے قتل ہو گیا ہے۔ مقدمہ سیشن جج کے پاس فیصلہ کے لئے چند دنوں تک پیش ہونے والا ہے نوجوان نے سخت غلطی کی ہے۔ اسے معافی دی جائے، دعا فرمائیں لڑکا مقدمہ میں بری ہو جائے۔ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا آخر اُسے قتل کرنے کی وجہ کیا تھی۔ دیہاتی میاں نے جواباً عرض کیا۔ حضور! پرانی رنجش تھی۔ بدقسمتی سے وہ مقتول ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے طیش میں آ کر اسے مار ڈالا۔ اس دیہاتی کی صاف گوئی اور اقبال خطا سے حضرت قبلہ مطمئن ہوئے تو فرمایا "جا بابا تیرا لڑکا بری ہو جائے گا، لیکن آئندہ کسی کو قتل نہ کرنا، قتل بڑا گناہ ہے"۔ دیہاتی نے عرض کیا حضور! آئندہ ایسی غلطی نہیں کرے گا۔ دیہاتی پھر عرض گزار ہوا حضور! آپ نے مجھ پر تو کرم کیا ہے۔ میرے لڑکے کے دوست کے گھر والے کیا کہیں گے کہ اپنے بیٹے کو تو چھڑا لایا، مگر ہمارا لڑکا جیل میں ہی پھنسا رہا۔ حضرت قبلہ مسکرائے اور فرمایا "جاؤ بابا دونوں بری ہو جائیں گے، لیکن توبہ کریں"۔ چند دن بعد وہ بوڑھا دیہاتی دونوں نوجوانوں کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ وہ مقدمہ میں سے بری ہو چکے تھے۔ اظہار نیاز مندی و عقیدت کے لے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قبلہ ان کو دیکھ کر تبسم کناں ہوئے اور فرمایا جاؤ پھر کبھی ایسا غلط کام نہ کرنا۔

ے یہ شفقت عنایت یہ لطف و کرم
جاری رہیں تا ابد اے گنج کرم

**باطنی اپریشن سے بینائی حاصل ہوئی:**

O صوفی برکت علی ساکن سانده خورد لاہور بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ گنج کرم کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حجام کمال دین کو موضع کسان میں کچھ قطعہ اراضی گزارہ کے لیے دی ہوئی تھی۔ کمال دین کے رشتہ دار منڈی ہیرا سنگھ میں رہائش پذیر

Marfat.com

تھے۔ اُن کی ایک جواں سال لڑکی کی بینائی ضائع ہو گئی۔ کافی علاج معالجہ کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ لڑکی کو لے کر کمال دین کے پاس آئے تا کہ حضرت قبلہ سے دعا کرائیں۔ کمال دین اُن کو ساتھ لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز عصر کے بعد حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا ''کمال دین کیسے آئے ہو''۔ کمال دین نے مدعا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا! ''رب کریم رحم کر دے گا۔ خیر ہو جائے گی''۔ کمال دین اور وہ سب واپس موضع کسان آ گئے صبح وہ لوگ بس میں سوار ہو کر موضع کسان سے منڈی ہیرا سنگھ کے لئے روانہ ہوئے۔ جونہی بس حضرت کرمانوالا شریف سے گزری تو لڑکی نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ کوئی میری آنکھوں میں جھبو کے دے رہا ہے۔ آنکھ میں سوئیاں چبھ رہی ہیں۔ اوکاڑا پہنچ کر وہ لڑکی خاموش ہو گئی اور اپنی ماں سے کہنے لگی۔ وہ گھوڑا سرخ رنگ کا ہے۔ کوچوان نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ماں نے دیکھا تو واقعی لڑکی نے درست کہا تھا۔ لڑکی کی ماں بہت خوش ہوئی کہ حضرت کی دعا سے لڑکی کی بینائی عود کر آئی ہے۔ وہ سب اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے منڈی ہیرا سنگھ روانہ ہو گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ نے چلتے چلتے اُس لڑکی کی آنکھ کا اپریشن باطنی طور پر کر دیا۔ اپریشن کی وجہ سے ہی اُس نے شور مچایا ہوگا۔ اللہ اکبر۔

؎ اولیاء راہست قدرت از الہ     تیر جستہ باز گردانند ز راہ

تکیہ کلام چھڑا دیا: حافظ حق نواز صاحب خادم خاص دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کرمیہ حضرت کرمانوالا شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر نے بیان کیا کہ ان کے ماموں جان حضرت قبلہ کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ میرے ماموں جان حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضری کے لئے تیار ہوئے تو مجھے ساتھ لے لیا۔ اس وقت میں مڈل سکول کا طالب علم تھا۔ عمر بس ۱۳، ۱۴ سال ہو گی۔ جب ہم فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن (ضلع فیروز پور بھارت) پہنچ کر ٹرین سے اترے تو مجھے نہ تو وہاں تانگہ گھوڑا سواری کے لئے نظر آیا اور نہ ہی کوئی سڑک، چاروں طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی۔ میں گھبرا سا گیا اور ماموں جان سے کہا ''یہاں نہ تو مبلغ تانگہ وغیرہ ہے اور نہ ہی مبلغ سواری کے لیے مبلغ کوئی گھوڑا ہی ہے۔'' ماموں جان نے بتایا کہ پیدل ہی چلنا ہوگا۔

Marfat.com

بادلِ نخواستہ اُن کے ساتھ آہستہ خرام بلکہ مخرام کی گردان کرتا ہوا چلا آ رہا تھا کہ راستہ میں ایک کھوئی (چھوٹا کنواں) پر جہاں ایک چھوٹا سا سایہ دار درخت بھی تھا رک گئے ذرا دم لیا۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ کچھ دور مخالف سمت سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار تیز رفتار ہماری طرف آ رہا ہے۔ ہمارے نزدیک پہنچ کر اس نے کہا'' قبلہ حضرت نے آپ کے لیے سواری کا جانور بھیجا ہے اس پر سوار ہو جایئے۔ میں دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا مگر ماموں جان کسی گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اب ہم اس درویش کے ساتھ جلد ہی حضرت قبلہ کی مسجد میں پہنچ گئے۔ باوضو ہو کر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ماموں جان سے حال احوال دریافت فرمایا۔ آپ کے ہاتھ میں منی آرڈر فارم تھا۔ یہ رقم کسی عقیدت مند نے لنگر کے لیے بذریعہ منی آرڈر بھیجی تھی۔ رقم کچھ اس طرح درج تھی۔

''مبلغ .................. روپیہ صرف'' آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ برخوردار! مبلغ کا مطلب سمجھائیں۔ میں اور ماموں جان دونوں خاموش رہے میں نے محسوس کیا کہ میرا تکیہ کلام ''مبلغ'' ہو چکا ہے۔ حضرت قبلہ کا ارشاد اس طرف ہے میں نے کوشش کی اور یہ عادت ترک کر دی۔ چند سال بعد مجھے آپ کے علو مرتبت اور روحانی رفعت کا اندازہ ہوا کہ آپ نے تین چار میل کی مسافت سے میری گفتگو سن کر سواری کا انتظام فرما دیا اور میری ''تکیہ کلام'' کی ناپسندیدہ عادت بھی چھڑا دی۔ اللہ اکبر۔

**تھپڑ سے دلی زنگ دور ہو گیا:** صوفی شیر محمد خطیب جامع مسجد یزمان منڈی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحب کی نورانی محفل میں حاضر تھا۔ آپ ایک چھوٹی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ تمام حاضرین مؤدب ہمہ تن گوش تھے۔ آپ ہر ایک سے حاضر ہونے کا مقصد دریافت فرما رہے تھے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''بیلیا! کیویں آیاں ایں'' عرض کیا حضور آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ رخصت ہوتے وقت میں نے کچھ نقدی بطور نذرانہ پیش کرنی چاہی اور آپ قبلہ کے تکیہ کے نیچے رکھنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے دست مبارک آگے کر کے مجھے روک دیا۔ پھر میں نے آپ کے ہاتھ میں وہ نقدی دینے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک پیچھے ہٹا لیا۔ اس طرح دو تین دفعہ میں نے کوشش

Marfat.com

کی مگر ناکام رہا۔ اس پر حضرت قبلہ نے ایک طمانچہ میرے مونھ پر مارا۔ میں پیچھے ہٹ گیا اور دل میں کچھ رنج اور ملال پیدا ہوا۔ بعد اجازت میں گھر چلا آیا۔ اس رات حضرت قبلہ نے مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ بیدار کر کے اپنے پاس بٹھایا۔ پیار محبت سے گفتگو فرمائی ''بیلیا! میرا تھپڑ کسی قسمت والے کو لگتا ہے۔ میرا تھپڑ دل کا زنگ دور کر دیتا ہے۔ روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں'' پھر ایک کتاب نکالی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ شروع کر کے مجھ جیسے علم نا آشنا کو علم سے بہرہ مند فرما دیا۔ (اسی صحبت کا فیض ہے کہ صوفی صاحب اب مسجد جامع کے خطیب ہیں اور ایک دارالعلوم کے مہتمم۔ اللہ اکبر)۔

<u>کلیجہ کی درد سے شفا:</u> یہی صوفی بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کو کلیجہ میں شدید درد رہتا تھا۔ ڈاکٹری یونانی علاج سے کچھ آفاقہ نہ ہوا۔ پھر مقامی ہسپتال میں داخل کرایا۔ ڈاکٹر صاحبان نے لاعلاج بتا کر ڈسچارج کر دیا۔ اب ایک ہی امید گاہ باقی تھی۔ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے نہایت ہی مشفقانہ لہجہ میں فرمایا ''بیلیا! کیویں آیاں اے'' میں خاموش رہا۔ آپ دوسرے حاضرین سے مخاطب رہے۔ آخر میں پھر مجھ سے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ میری بیوی کے کلیجہ میں درد ہے۔ اطبّا اور ڈاکٹروں نے مرض لاعلاج قرار دیا ہے۔ ایک درویش نے آپؒ کے ارشاد کے مطابق علاج کے لئے چار چیزوں کا نسخہ میرے کان میں کہہ دیا۔ میں نے دوائی تیار کی اور بیوی کو بغیر نمک چینی صرف پانی کے ساتھ کھلا دی مکمل آرام ہو گیا۔ اللہ اکبر۔

؎ تیرے مونھ سے جو نکلی بات ہو کے رہی
دِن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

<u>ملازمت مل گئی:</u> راقم الحروف کی بیٹی سلمٰی جبیں نے 1985ء میں C.T کلاس پاس کی تو ملازمت کے لئے دھوڑ دھوپ ہونے لگی۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے اخبارات میں مشتہر ہوا کہ C.T طالبات ملازمت کے لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ومن برانچ ہال روڈ لاہور کے دفتر میں اپنی درخواستیں بذریعہ دفتر روزگار فلاں تاریخ تک جمع کرائیں۔ تاریخ انٹرویو بھی بتا دی گئی۔ سوئے اتفاق کہ یہ اخبار ہماری نظر سے نہ گزرا۔ انٹرویو سے صرف ایک دن قبل معلوم

Marfat.com

ہوا۔ بیٹی کی درخواست لے کر میں دفتر روزگار پہنچا۔ مگر انہوں نے یہ درخواست وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں واپس لوٹا۔ بیٹی سے کہا کہ تم انٹرویو کے لئے تیاری کرو۔ رات بعد نماز عشاء اور تہجد کے وقت بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا رہا اور اپنے پیرومرشد گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر التجائیں کرتا رہا کہ نظر کرم فرمائیں حضور نبی اکرم رؤف رحیم کی بارگاہ رسالت میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتا رہا۔ پھر سویا۔ اٹھا تو طبیعت ہشاش بشاش تھی اور دل مطمئن کہ انشاء اللہ مراد حاصل ہو کر رہے گی۔ نا امیدی نہ ہو گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول راوی روڈ کے ہال میں 1986ء کے اوائل میں 9:00 بجے انٹرویو تھا۔ میری بیٹی نے اپنی ایک سہیلی کو جسے ایسے ہی حالات کا سامنا تھا۔ خبر کر دی میں ان دو طالبات کو لے کر راوی روڈ پہنچا اور انہیں دفتر کے باہر بٹھا دیا۔ انٹرویو ابھی شروع نہیں ہوا تھا کہ ایک اہلکار سفید ریش دفتر سے باہر آیا اور بچیوں سے گویا ہوا! ''بیٹی تم یہاں کیوں بیٹھی ہو''۔ میری بیٹی نے جواباً کہا ''بابا جی! انٹرویو کے لئے'' اس اہلکار نے کہا درخواست دی ہے۔ بیٹی نے کہا کہ اطلاع نہ ہوئی اب درخواست لے لیجئے۔ اس بزرگ نے دونوں بچیوں کی درخواستیں لے لیں اور دفتر میں وصول شدہ درخواستوں میں رکھ دیں۔ بعد ازاں انٹرویو شروع ہوا۔ تو ان بچیوں کو بھی بلایا گیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انٹرویو اچھا رہا اور ان دونوں طالبات کو تقرری کے آرڈر موصول ہوئے۔ میری بیٹی کی تقرری مدرستہ البنات میں ہوئی جو شہر لاہور میں لڑکیوں کا بہترین ہائی سکول ہے۔ اللہ اکبر۔

ہوا یوں کہ چند درخواستیں انسپکٹر صاحب کے دفتر واقع ہال روڈ میں غلطی سے رہ گئیں۔ وہ درخواستیں لانے کے لئے کوئی اہلکار گیا اور لے کر واپس آیا۔ اس دورانیہ میں اس بزرگ اہلکار نے ان دو طالبات کی درخواستوں پر دفتری کاروائی مکمل کر لی اور یہ دو درخواستیں پہلے سے موصول شدہ درخواستوں میں شامل کر دیں۔ چنانچہ بیٹیوں کو ملازمت مل گئی۔

سبحان اللہ

نہ پوچھ ان فرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

Marfat.com

## آپ کا مقام:

○ مولانا محمد امین شرقپوری رسالہ آئینہ میں لکھتے ہیں کہ پچھلے دنوں ایک صاحب میاں بہادر علی ساکن کاہنہ (ضلع لاہور) جو حال ہی میں زیارات اور عمرہ کے بعد واپس آئے ہیں ناچیز راقم الحروف سے ملے اور بتایا کہ یکم مارچ بروز ہفتہ 1966ء (حضرت قبلہؒ کے وصال کے دو روز بعد) وہ مدینہ منورہ میں تھے۔ ڈاکٹر اظہر بھٹہ صاحب مقیم جدہ ان دنوں مدینہ عالیہ میں ڈیوٹی پر تھے، ایک دن ڈاکٹر صاحب بہادر علی سے اتفاقیہ ملے ان کی شکل و شباہت سے اندازہ لگا کر بہادر علی سے اتہ پتہ دریافت کیا۔ جب انہوں نے لاہور اور حضرت قبلہؒ سے تعلق کا ذکر کیا تو ان سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے کھانے کے دوران ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ پرسوں (جمعرات) عصر کے بعد وہ جنت البقیع کے پاس سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت قبلہؒ کو وہاں کھڑے دیکھا یہ نیاز مندانہ آگے بڑھے۔ حضرت قبلہؒ نے ہلکے تبسم سے فرمایا ”ڈاکٹر صاحب آپ کو بھی میرے یہاں آنے کی خبر ہوگئی ہے“۔ اس وقت تک نہ تو ڈاکٹر صاحب کو حضرت قبلہؒ کی رحلت کی خبر ملی تھی اور نہ میاں بہادر علی ہی کچھ جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بہادر علی سے حضرت قبلہؒ سے اپنی اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تاکید کی کہ وہ واپسی پر جدہ میں ان سے ضرور مل کر جائیں۔ کوئی دو ہفتہ بعد عمرہ سے فارغ ہو کر بہادر علی جدہ پہنچے۔ جب وہ ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر گئے تو وہاں چند اور لوگ بھی جمع تھے اور فاتحہ خوانی ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب انہیں دیکھتے ہی بولے ”بھئی! حضرت قبلہؒ کا تو وصال ہو گیا“۔ صاحبزادہ صاحب کے خط سے خبر ملی ہے۔ وصال کا وہی وقت اور دن تھا جب ڈاکٹر صاحب نے حضرت قبلہؒ کو جنت البقیع میں دیکھا تھا۔ کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔ ”حیات بھی اللہ تعالیٰ کے ان لوگوں کی اور موت بھی ان لوگوں کی“۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات اور بھی بلند فرمائے۔

ہوں گے دنیا میں بہت سے اولیاء — آپ کا لیکن کوئی ہمسر نہیں!

**حاجی رحمت علی اور آپؒ کی خدمت میں حاضری:** حاجی رحمت علی عرف حاجی ڈنڈا سکنہ غلہ منڈی بوریوالہ نے بیان کیا کہ میں لڑکپن میں دیوبندی خیالات رکھتا تھا اور پیروں کو

Marfat.com

نہیں مانتا تھا۔ ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ کے باہر دروازے پر کھڑا ہوں جہاں پر ایک باریش پہرے دار کھڑا ہے۔ مجھے کسی طرح پتہ چلا کہ یہاں پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے۔ زیارت کے شوق میں اندر جانے لگا تو اس پہرے دار نے دروازے پر روک لیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے اس کو بتایا کہ حضور ﷺ کی زیارت کرنے کے لئے۔ اس نے کہا تم نہیں جا سکتے ہو۔ جو جانے والے تھے وہ اندر چلے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی نہیں جا سکتا۔ ہاں اگر اِن شرکائے مجلس میں سے کوئی چاہے تو دوسرے شخص کو ساتھ لے جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اس پہرے دار نے پوچھا تم کس پیر کے مرید ہو۔ میں نے جواب دیا کہ کسی کا نہیں۔ اس نے کہا کہ پھر تم نہیں جا سکتے۔ میں نے منت سماجت کی کہ زیارت کا شوق ہے اندر جا لینے دو۔ آخر وہ پہرے دار نرم ہو گیا اور کہا کہ اچھا میں تو تمہیں جانے دیتا ہوں لیکن آگے کوئی نہیں جانے دے گا۔ میں نے کہا آپ تو جانے دیں آگے دیکھا جائے گا اور میں باغ کے اندر چلا گیا۔

باغ کے اندر جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑی کوٹھی ہے۔ جس کے ہر طرف کے دروازے کھڑکیاں بند ہیں۔ میں پریشان تھا کہ اب کیا کروں۔ آخر ایک دروازے پر ایک باریش پہرے دار کو کھڑا پایا تو اس سے غرض بیان کی۔ اس نے کہا کہ آپ اندر نہیں جا سکتے۔ منت سماجت کی تو وہ اتنا مان گیا کہ میں دروازہ تھوڑا سا کھول دیتا ہوں۔ تم اس میں کھڑے ہو کر زیارت کر لینا اور کمرے کے اندر نہ جانا۔ میں نے کہا اچھا کھولو۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چارپائی پر لیٹے سو رہے ہیں اور بہت سارے بزرگ دو صفوں میں دو زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی میں نے کمرے کے اندر گھسنے کی کوشش کی تو پہرے دار مجھے پکڑ کر باہر کھینچنے لگا۔ اس دوران اگلی صف میں سے ایک بزرگ نے پہرے دار کو اشارہ کیا کہ اس کو اندر آ جانے دیں اور روکیں مت۔ اس پر پہرے دار نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اندر چلا گیا۔ جا کر اگلی صف والے انہی بزرگ کی بغل کے نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اس بزرگ سے پوچھا کہ میں حضور کی قدم بوسی کر لوں۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں اب آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

Marfat.com

میں خواب بھول گیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے کُتے نے کاٹ لیا۔ ہسپتال سے ٹیکے لگوانے شروع کئے جو کہ پیٹ میں لگتے تھے جس سے درد ہوتا تھا۔ تقریباً آدھا کورس مکمل ہوا تھا کہ میں ہسپتال سے بھاگ گیا۔ طبیعت متلاتی رہتی تھی۔ مسجد کے مولوی صاحب جو کہ قرآن پاک پڑھانے میں میرے استاد تھے۔ حضرت صاحبؒ کے مرید تھے اور سال میں ایک مرتبہ قبلہ حضرت صاحب کی زیارت کے لئے کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے پیر صاحب کے پاس جانا ہے۔ تمہارے لئے ان سے دوائی پوچھ کر آؤں گا۔ مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میری بیماری کے بارے میں عرض کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے تھوڑی سی بوندی (مٹھائی) عنایت فرمائی اور ساتھ ہی دوائی کا نسخہ بھی عطا فرمایا۔ مولوی صاحب نے دونوں چیزیں واپسی پر مجھے دے دیں۔ میں نے بوندی کھائی جس سے طبیعت تقریباً آدھی ٹھیک ہوگئی۔ باقی نسخہ کے مطابق دوائی استعمال کرنے سے ٹھیک ہوگئی۔

اب مجھے شوق پیدا ہوا کہ جن بزرگوں کی دعا اور دوائی سے میں ٹھیک ہوا ہوں ان کی زیارت کروں۔ اپنی اس خواہش کا اظہار مولوی صاحب سے کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو سال میں ایک مرتبہ حضرت کرمونوالا شریف جاتا ہوں اور ابھی تو چند دن پہلے ہو کر آیا ہوں۔ سال بعد جاؤں گا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کا آنے جانے کا کرایہ میرے ذمّہ رہا۔ آپ مجھے حضرت صاحب کے پاس لے چلیں۔ ہم حضرت کرمونوالا شریف پہنچے۔ مولوی صاحب ابھی وضو کر رہے تھے کہ میں قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ گیا اور سلام عرض کیا۔ حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ''اوئے توں اوہوای تے نہیں!'' میرے لئے آپ کے یہ الفاظ حیران کن تھے۔ کیونکہ میری آپ کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ آپ نے دوبارہ اور پھر تیسری بار وہی الفاظ دہرائے اور ساتھ فرمایا ''حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دی کچہری والا''۔ آپ کے یہ الفاظ سن کر مجھے اپنا بھولا ہوا خواب یاد آیا اور میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؒ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے پہرے دار کو مجھے نہ روکنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور میں کمرے کے اندر جا کر ان بزرگوں کی بغل کے نیچے بیٹھ گیا تھا۔

سبحان اللہ۔

Marfat.com

**حاجی رحمت علی کے منشی کا فرار:** انہی حاجی رحمت علی صاحب نے بیان کیا کہ غلہ منڈی بوریوالہ میں میری آڑھت کی دکان تھی۔ میرا منشی میری رقم لے کر غائب ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد میں حضرتؒ صاحب کی خدمت میں بمقام عیدگاہ پاکپتن شریف حاضر ہوا (یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان کو وجود میں آئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا) سحری کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ''حاجی جی آ گئے او'' عرض کیا جی حضور! پھر عرض کیا کہ منشی رقم لے کر فرار ہو گیا ہے۔ فرمایا! ''لو حاجی جی او جہاز تے چڑھ کے نس چلیا سی تے لاہ لیاندا اے۔ پر حاجی جی اونہوں کہنا کچھ نہیں۔ تہاڈی رقم مل جائے گی''۔ بعد میں وہ پکڑا گیا اور پتہ چلا کہ عین اس وقت اور تاریخ کو وہ منشی بیرون ملک فرار ہونے کے لئے جہاز پر سوار ہو گیا تھا لیکن چیکنگ کے دوران کاغذات نامکمل ہونے کی وجہ سے اتار لیا گیا۔ میری رقم مل گئی اور حسب ارشاد میں نے اسے کچھ نہ کہا۔ اللہ اکبر۔

**حاجی رحمت علی اور سید ناصر حسین قادری:** انہی حاجی رحمت علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کسی کام سے ملتان گیا۔ ایک جگہ کھڑا تھا کہ ایک دفتر کا چپڑاسی میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو ہمارے صاحب بلاتے ہیں میں اس کے ساتھ دفتر میں گیا تو وہاں سید ناصر حسن قادری تھے جو گورنمنٹ کے کسی محکمے میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھے اور باطن میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بڑی عزت سے پیش آئے اور انہوں نے اپنے گھر بیوی کو فون کیا کہ کھانا پکائیں ہمارا شکار ہاتھ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت غوث پاکؒ نے اپنی کچہری میں میری فائل حضرت صاحب کرمانوالی سرکار کے حوالے کی اور آپ اس وقت حضرتؒ صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے میری فائل آپ کو دے دی اور آپ نے اپنی بغل میں دبا لی۔ میری ترقی کافی دیر سے رکی ہوئی ہے۔ آپ میری ترقی کروائیں۔

میں نے قادری صاحب کو کہا کہ آپ کو میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ کوئی اور آدمی ہوگا۔ لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے تمہیں اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ کیا تم حضرت صاحب کرمانوالا شریف کے مرید نہیں ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا بس پھر تم وہی

Marfat.com

آدمی ہو۔ حضرت صاحب سے عرض کر کے میری ترقی کرواؤ۔ چنانچہ میں نے مجبوراً وعدہ کر لیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔ وہ مجھے گھر لے گئے اور کھانا کھلایا۔ اس ملاقات سے پہلے حضرت صاحبؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ میں نے آپ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں قادری صاحب کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ''اچھا حاجی جی کرنا ایں'' ۔عرض کیا جی حضور۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد قادری صاحب کی ترقی ہوگئی اور کافی بقایا جات بھی ملے۔ سبحان اللہ۔

**جنت میں ہمسائیگی:** انہی حاجی صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرتؒ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؒ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے آج وقت ہے۔ میں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا روتے کیوں ہو۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھ مبارک کی انگشتِ شہادت اور درمیان والی انگلی جوڑ کر فرمایا کہ جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ یہ سن کر مجھے اور زیادہ رونا آ گیا۔ آپ نے فرمایا او: روتے کیوں ہو ایک اور جس کو چاہو ساتھ لے لینا۔ یہ بات میں اپنے ایک دوست کو جو کہ چشتیاں شریف کا زمیندار تھا بتلا بیٹھا۔ جب وہ بیمار ہو گیا اور اس نے محسوس کیا کہ موت کا وقت قریب ہے اس نے مجھے بلوا کر کہا کہ میری گاڑی پر جاؤ اور حضرت صاحب سے جنت کے دوسرے ساتھی کے لئے میرے نام کی منظوری لے کر آؤ۔ میں نے معذرت چاہی لیکن وہ نہ مانا اور زبردستی مجھے حضرت صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میں نے آپ کی خدمت میں اس کی گزارش پیش کی تو آپ فرمانے لگے او کملے! تو اپنے گھر کے کسی بھی فرد کا نام لیتا اور انکار فرمایا۔ میں واپس اس دوست کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا میں تو مر رہا ہوں۔ مجھے نہیں پتہ جس طرح بھی ہو سکے حضرت صاحب کو راضی کرو۔ میں دوبارہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر عرض کی تو آپ مان گئے اور فرمایا ''اچھا حاجی جی''۔

**رحمت علی اور چودھری انور بٹر:** ان حاجی صاحب کی وفات 1992ء کے شروع میں ہوئی۔ وفات سے چند ماہ پیشتر انہوں نے اپنا خواب اس طرح سنایا:۔

میں نے انور بٹر مرحوم سابق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور کو دیکھا۔ انہوں نے

Marfat.com

بتایا کہ میں جو حضرتؒ صاحب کی باتیں لوگوں کو سنایا کرتا تھا۔ اس کے صدقے میں میرے پہاڑ جیسے گناہ خدا تعالیٰ نے معاف فرما دیئے۔ (تاریخِ وفات 1987ء) اس کے بعد انور بٹر صاحب نے مجھے کہا کہ تمہیں جنت میں حضرت صاحب کا مقام دکھلاؤں۔ میں نے کہا دکھلاؤ۔ ہم دونوں ایک محل کے باہر پہنچے جس کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ ''جنت برائے مریدانِ حضرت کرمانوالا''۔ میں محل کے اندر حضرت صاحب کے کمرے میں چلا گیا۔ دیکھا کہ آپ دستار باندھ رہے ہیں اور فرمایا ''حاجی جی آ گئے او''۔ میں نے کہا جی حضور۔ آپ نے ایک خادم سے کہا کہ حاجی صاحب کو ان کا کمرہ دکھاؤ۔ خادم مجھے آپ کے ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ اپنا کمرہ دیکھ کر میں واپس حضرت صاحبؒ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا'' کیوں حاجی جی وعدہ پورا ہو گیا ناں''۔ سبحان اللہ۔

O انہی حاجی صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحبؒ نے اپنی زندگی مبارک کے آخری ایام میں مجھے ایک وظیفہ بتا دیا تھا کہ جب تم میری قبر پر بیٹھ کر (یہ وظیفہ) پڑھا کرو گے تو ملاقات ہو جایا کرے گی۔ اب جب میں آپؒ کی قبر مبارک پر بیٹھ کر آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ پڑھتا ہوں تو ملاقات ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات آپ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جب فارغ ہوتے ہیں تو ملاقات ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ تشریف فرما نہیں ہوتے۔ جب تشریف لاتے ہیں تو ملاقات ہو جاتی ہے۔

ہدیہ منجانب

سگِ درِ حضرت کرمانوالا شریف محمد اسلم بھٹی

ایکسین واپڈا مکان نمبر 51 بوریوالا ضلع وہاڑی

مرض اسہال سے صحت: حکیم حاجی شیر محمد بگی ڈل والے بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں بعارضہ اسہال بیمار رہتا تھا جسم نحیف اور لاغر رہتا میرے والد صاحب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں مجھے لائے۔ میرے والد حضرت قبلہؒ کے پیر بھائی تھے سرکار نے فرمایا گھبرائیں نہیں۔ ''ٹٹو ورگا'' ہو جائے گا یعنی خوب صحت مند ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب میری صحت قابل رشک ہے۔

Marfat.com

**اقرارِ جرم اور کامیابی:** چودھری نذیر احمد سابق اوورسیئر ساکن کاموںکے نے بیان کیا کہ میں رشوت کے کیس میں ملوث ہو کر برطرف کر دیا گیا۔ کورٹ میں کیس تھا حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا چند دوستوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ فرمایا کہ کیا ہوا۔ اقرارِ جرم کیا۔ قبلہ حضرت صاحب اقرارِ جرم پر بہت خوش ہوئے کیونکہ حقیقت یہی تھی جو حضرت قبلہ سے پوشیدہ بھی نہ تھی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ رب کریم خیر کر دے گا مگر گھبرانا نہیں۔ ہم جلدی واپس آنا چاہتے تھے۔ مگر اجازت لینے کی باری ابھی نہ آئی تھی کہ حضرت قبلہؒ نے سب کو اٹھا دیا کہ جاؤ باہر کام کرو۔ ہم اینٹیں اُٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھتے جاتے تھے۔ اتفاقاً ایک اینٹ جو گری تو میرے ساتھی کے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ وہ بیٹھ گیا اور ہاتھ سے خون صاف کرنے لگا۔ اتنے میں قبلہ حضرت وہاں پہنچ گئے اور تسلی دی۔ بابو جی خیر اے گھبرائیں نہیں جلدی نہ کریں۔ جب واپس گھر آئے تو ماتحت عدالت سے فیصلہ میرے خلاف ہوا۔ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی تو فیصلہ میرے حق میں ہوا اور تمام واجبات مل گئے اور ملازمت پر بحال ہو گیا پھر یہ بھید کھلا کہ حضرت صاحب جو بار بار فرماتے تھے۔ گھبرائیں نہیں، جلدی نہ کریں۔ اس کا مطلب یہی تھا یعنی کامیابی ضرور ہو گی مگر دیر سے سبحان اللہ کیا بصیرت ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ اِتَّقُوْ بِفَرَاسَةَ الْمُؤمِنْ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

**حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت:** بابا غلام محمد محلّہ سادھواں حال صدر لاہور نے بیان کیا کہ ایک بیلی حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوا تو حضرت قبلہؒ کی خدمت میں پہنچا اور اجازت چاہی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جب تم مدینہ منورہ جاؤ تو مسجد نبوی ﷺ میں فلاں جگہ بیٹھنا۔ اُس نے تعمیلِ ارشاد میں وہ جگہ تلاش کی اور وہاں بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی اُسے اونگھ آ گئی۔ اس نے دیکھا تو حضور نبی کریم رؤف رحیم کی حاضری میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کچھ کھانے کو عطا کیا۔ وہ شئے اس نے کھا لی۔ وہ جب بیدار ہوا تو اس کی لذت محسوس کر رہا تھا۔[1]

---

[1] روایت ہے کسی بزرگ کو حضور نبی کریم ﷺ نے اونگھ کی حالت میں دودھ پلایا اُسے شک گزرا کہ دیکھنا چاہیے کہ یہ محض خواب کی کیفیت تھی یا سچ مچ میں نے دودھ پیا ہے۔ اس نے کسی طریقہ سے قے کر دی۔ جب قے ہوئی تو اندر سے دودھ ہی خارج ہوا۔ پشیمان ہوا اُسے اس شک کی یہ سزا ملی کہ اس کا نام علمائے کرام کی فہرست سے کاٹ دیا گیا اور اگرچہ وہ جید عالم تھا مگر آج دنیا اس کا نام تک بھول چکی ہے۔

Marfat.com

**امراض سے شفاء:** یہی بابا جی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنی بیوی، بہو اور بھتیجی کو لے کر قبلہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا حضور لڑکے کی شادی کو کئی سال ہو گئے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ بکرے کا سینگ سوختنی کر کے پیس کر کھلایا کریں۔ رب کریم خیر کرے گا۔ پھر میں نے عرض کیا میری بیوی کو شوگر کی تکلیف ہے، فرمایا اُسے بھی یہی دوائی کھلا دیا کرو۔ پھر عرض کیا کہ بھتیجی کو بواسیر کی مرض ہے فرمایا کہ پنبہ دانہ، نخود سیاہ، گڑ کی گولیاں بنا کر کھلائیں، چنانچہ سب کو صحت ہو گئی۔

**حافظ قرآن کی دیوانگی دور:** صوفی گلاب دین صاحب چاہ بلندے والا قصور بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نامی ایک طالب علم قرآن مجید کے بیس سپارے حفظ کر چکا تھا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ پھرتے پھراتے کرموں والا شریف پہنچ گیا۔ آپ کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے دستِ شفقت پھیرا اور فرمایا کہ سورۃ الرحمٰن کی آیت ''یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ ........ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ'' پڑھو۔ حضرت صاحب پڑھتے گئے اور وہ دہراتا گیا۔ تین مرتبہ پڑھنے کے بعد اس کی غیر حالت درست ہو گئی۔ اُسے نہلایا گیا، حجامت بنوائی گئی اور کپڑے پہنائے گئے اور وہ غریب طالب علم تندرست ہو کر واپس گیا۔

**آپؒ کی توجہ سے اب نماز قضا نہیں ہوتی:** ملک سردار محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری نماز ہمیشہ قضا ہو جاتی تھی 1957ء میں قبلہ حضرت صاحب حضرت کیلیا نوالہ شریف جاتے ہوئے محمد شفیع صاحب کے مکان واقع شیش محل روڈ لاہور میں ٹھہرے۔ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ 11:30 کا وقت تھا حضرت قبلہ نے دیکھ کر فرمایا بابو جی کلمہ کتنی دفعہ فرض ہے عرض کیا کہ ایک دفعہ، پھر فرمایا نماز، عرض کیا کہ دن میں پانچ دفعہ، پھر فرمایا کتنی دفعہ، عرض کیا پانچ دفعہ، مگر دل پھر بھی مائل نہ ہوا۔ چند منٹ کے بعد فرمایا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ کیا کھاؤں عرض کیا کہ دواء المسک۔ اپنے خادم کو بلایا کہ فلاں شیشی اُٹھا لاؤ چنانچہ خادم وہ شیشی لے آیا۔ شیشی کھول کر آپ نے دواء المسک مجھے کھلا دی۔ پھر آپ نے خود نوش فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد میری کوئی نماز قضاء نہیں ہوئی اب حالت یہ ہے کہ جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے طبیعت میں ایک ہیجان سا پیدا ہو جاتا ہے اور نماز ادا کرنے کے بعد ہی سکون

Marfat.com

نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بعد مجھے سگریٹ پان سے بھی نفرت پیدا ہوگئی کچھ عرصہ بعد پھر طبیعت راغب ہوگئی۔ ایک دن بخار 106 درجہ تک ہوگیا۔ میں نے حضرت صاحب کو پکارا اور عرض کیا کہ اب سگریٹ نہیں پیوں گا چنانچہ بخار اترنا شروع ہوگیا اور میں بغیر دوا کے تندرست ہوگیا۔ اس کے بعد آج تک سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ اکبر کرامت ہو تو ایسی۔

**ولی اللہ کی مجلس:** یہی ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری کا عرس مبارک تھا۔ حضرتؒ کرماں نوالا تشریف فرما تھے۔ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک کی طرف سے آئی۔ قبلہ شاہ صاحب نے خوشی کی ایک خاص کیفیت میں ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ بیلیو! تم سب بخشے گئے میں نے خیال کیا کہ مجھ جیسا گنہگار کیسے بخشا جاسکتا ہے۔ اس وقت حضرت کی خدمت میں چار پانچ صد بیلی ہوں گے۔ حضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا بابو جی ولی اللہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ازلی دوزخی بھی جنتی ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ سینے میں ابوجہل کا دل نہ ہو۔ آپ نے اس کے بعد حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادیؒ کا واقعہ سنایا کہ ایک شخص جب ان کی مجلس میں سے اُٹھ کر جانے لگا تو کسی نے کہا کہ وہ شقی چلا گیا۔ (یہ آدمی عوام میں شقی کے نام سے پکارا جاتا تھا) غیب سے آواز آئی کہ اب اسے شقی مت کہو جو حضرت جنیدؒ کی محفل میں ایک ساعت بھی بیٹھ گیا وہ شقی نہیں رہ سکتا۔

**راجہ فرید کوٹ کی والدہ کی عقیدت:** میر منظور محمود بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کرموںنوالا شریف میں حاضر تھا کہ راجہ فرید کوٹ کے سفیر آگئے۔ اچھے وجیہہ خوبصورت اور وضع دار انسان تھے۔ انہوں نے التجا کی کہ سرکار! راجہ کی والدہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ ایک بار ریاست میں ضرور تشریف لائیں۔ آپ ایک بار ضرور تکلیف فرمائیں۔ ہم فرید کوٹ سے کرموںنوالا تک پختہ سڑک بنوا دیں گے۔ مگر حضرت قبلہؒ نے معذوری کا اظہار کیا۔ میں نے ان سردار صاحب سے اس عقیدت کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ "مہاراج کی والدہ آشوب چشم میں مبتلا تھیں۔ بہت علاج کرائے مگر شفاء نہ ہوئی آخر دہلی میں ایک ماہر چشم سے مشورہ کیا تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیماری لا علاج ہے۔ اس کے بعد

Marfat.com

دنیاوی طبیبوں اور ڈاکٹروں کا علاج چھوڑ کر روحانی طبیبوں کی طرف رجوع کیا۔ حضرت قبلہؒ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے اس لئے حضور کے آستانے کا رُخ کیا اور راجہ نے مجھے ایک مسلمان اہلکار کی معیت میں حضور شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں نے خدمت میں پہنچ کر التجا کی اور راجہ کی والدہ کی طرف سے سلام عرض کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے پانی دم کر کے دیا اور فرمایا کہ صبح و شام آنکھوں میں ڈالا جائے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ وہ دم شدہ پانی تریاق ثابت ہوا اور راجہ کی والدہ کی بینائی واہگورو نے بحال کر دی۔ اس وقت سے وہ ان کی عقیدت مند ہیں اور ہر وقت چشم براہ رہتی ہیں کہ کبھی قبلہ شاہ صاحبؒ ریاست میں تشریف لائیں تا کہ راجہ کا خاندان بھی ان کے فیوض سے مالا مال ہو''۔ (اللہ اکبر غیر مسلم بھی قبلہ مرشدیؒ کے کس قدر عقیدت مند تھے یہ اُن کی شان فیاضی و کریمی تھی کہ مخلوقِ خدا ان کی فدائی تھی)۔

<u>اولاد میں برکت:</u> محمد یونس صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ چار پانچ بچے پیدا ہوئے مگر فوت ہو گئے۔ اس سلسلہ میں حضرت کرمانوالا حاضر ہوا اور قبلہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اس کے بعد میری اولاد نرینہ زندہ رہی اور اب اللہ کے فضل سے بندہ کے کئی پوتے اور پوتیاں ہیں۔

<u>گم شدہ مل گیا:</u> حکیم محمد دین صاحب لائلپوری حال فیصل آباد نے بیان کیا کہ ایک دن میں حاضر خدمت تھا کہ محلّہ ڈگلس پورہ لائل پور حال فیصل آباد کا رہنے والا آٹھ نو سال عمر کا ایک لڑکا حضرت قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپ فرما رہے تھے: ''خاموش بیلیا خاموش'' وہ لڑکا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ بابا مجھے لایا ہے۔ جب وہ لڑکا اور اس کی والدہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے گیا اور ان سے اصل معاملہ دریافت کیا۔ اس لڑکے کی والدہ نے بتایا کہ'' میرا یہ لڑکا ڈیڑھ سال سے گُم تھا۔ کوئی پٹھان اُسے اغوا کر کے لے گیا تھا میں عام طور پر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہتی تھی۔ اور بچے کی واپسی کے لئے عرض کرتی تھی۔ ایک دفعہ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جا مائی آج شام تیرا لڑکا گھر پہنچ جائے گا۔ میں نے تمام دن انتظار کیا مگر مراد پوری نہ ہوئی۔ جب دن غروب ہونے کو آیا

Marfat.com

خیال کیا کہ بزرگوں نے مجھے ٹال دیا ہے۔ اُس وقت میں کسی کام سے باہر گئی تو لڑکے کو دروازے پر کھڑا پایا۔ اس سے پہلے واقعات یہ لڑکا خود بیان کرے گا۔ اس لڑکے نے بتایا کہ مجھے پٹھانوں نے ایک ہوٹل والے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میں ہوٹل میں برتن صاف کیا کرتا تھا۔ آج یہ بابا جو یہاں بیٹھا ہوا ہے میرے پاس پہنچا میں اس وقت ایک الگ کمرے میں برتن صاف کر رہا تھا۔ اس بزرگ نے آتے ہی مجھ سے کہا کہ بیٹا تمہاری ماں میرے پاس بہت دفعہ آئی ہے وہ تمہاری جدائی میں ہر وقت روتی رہتی ہے۔ اگر تم اس کے پاس جانا چاہو تو میں تمہیں پہنچا دوں میں یہ بات سن کر رو پڑا اور روتے روتے جواب دیا کہ مجھے میری ماں کے پاس پہنچاؤ۔ بابا جی نے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کرو پھر کہا کھول دو میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر کے پاس کھڑا تھا۔ اللہ اکبر۔

**سید انجم نعمانی کو اولاد نرینہ، بچے کو قوت گویائی:** سید محمد یٰسین شاہ انجم نعمانی سبزداری[1] ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ملٹری فارم اوکاڑا بیان کرتے ہیں کہ میں 56-1955ء میں محمد امین شرقپوری صاحب ایڈیٹر ''حقیقتِ اسلام'' لاہور کی معیت میں حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری تعلیم ایف اے سی ٹی تھی اور ایک مقامی سکول میں ٹیچر تھا۔ راستہ میں ایک نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موزوں کی اور قلم بند کر لی۔ حضرت قبلہؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ ہم دونوں اُن کے روبرو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ''آ میریا پیرا میرے کول بہہ جا''۔ میں نے خیال کیا کہ شاید محمد امین شرقپوری سے کہا ہے لیکن حضرت صاحب قبلہؒ نے دوبارہ میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں آپ سے کہہ رہا ہوں جب ہم بیٹھ گئے تو فرمایا کہ جو نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گاڑی میں لکھی ہے مجھے سناؤ میں نے تعمیلِ ارشاد میں نعت شریف پڑھی۔ مصرع:

عجب ہے دل کُشا کوئے محمد ﷺ　　کھنچا جاتا ہے دل سوئے محمد ﷺ

آپؒ بہت مسرور و محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ تم پر چشتیائی رنگ غالب ہے۔

میرے والد ماجد پیر سید محمد تقی صاحب سید بڈھن شاہ کلانوری کے خلیفہ تھے۔

---

[1] سید بڈھن شاہ صاحب حضرت حاجی شاہ حسینؒ کے خلیفہ تھے اور سید امام علی شاہ صاحب مکان شریفی کے پیر بھائی تھے۔

Marfat.com

جب حضرت کرمانوالاؒ نے مجھے پیر کے نام سے آواز دی تو میرے دل میں حضرت قبلہؒ کے متعلق عقیدت مندی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ ''ولی را ولی می شناسد''۔ ظاہر ہے کہ میرے والد صاحب قبلہؒ کی نسبت سے انہوں نے مجھے ''پیرا'' کہا۔ پھر جب فرمایا کہ وہ نعت سناؤ جو گاڑی میں سپردِ قلم کی ہے۔ پھر تو مجھے پورا یقین ہو گیا کہ آپ ولی کامل ہیں کیونکہ بغیر کشف کے ان امورِ غیبی کے متعلق انہیں خبر نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے اسی محبت میں حاضری کا مدعا بیان کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میری شادی ہوئے نو سال کا عرصہ ہو گیا ہے مگر اولاد سے محروم ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بیوی کو اٹھرا کا نقص ہے، فرمایا کوئی نقص وقص نہیں ہے، رب کریم خیر کر دے گا۔ لڑکا ہی ہو گا۔ چنانچہ ایک سال بعد رب العزت نے چاند سا بیٹا دیا جس کا نام تنویر علی شاہ رکھا۔ لیکن بچے کو قوت گویائی سے محروم پایا۔ چھ سال تک انتظار کیا میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گاہے بگاہے حاضر ہوتا تھا۔ نعت شریف بھی سناتا تھا ایک دفعہ پنجابی کی نعت ''بولی اللہ والی بول'' بھی سنائی مگر لڑکے کے گونگے پن کے متعلق کبھی ذکر نہ کیا۔ کیونکہ ذہن میں کبھی یہ بات آئی ہی نہ تھی۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت پوشیدہ تھی۔ چوٹی کے ڈاکٹروں، حکیموں کی طرف رجوع کیا مگر بے سود۔ ڈاکٹر مرض تینوا بتلاتے اس سلسلے میں کئی بار بچے کا اپریشن بھی ہوا مگر قوت گویائی حاصل نہ ہوئی۔ بچے کی والدہ نے ایک دن کہا کہ جن پیر صاحب کی دعا سے یہ پیدا ہوا ہے ان کے پاس ہی لے جاؤ چنانچہ مجھے یہ بات پسند آئی۔ دل میں حضرت قبلہؒ کی بے التفاتی کا گلہ بھی پیدا ہوا کہ 1957ء میں بچہ پیدا ہوا اور آج 1963ء ہے مگر بچہ گونگا ہے۔ پختہ ارادہ کیا کہ اس مرتبہ سید صاحب کے کہنے پر نعت نہیں سناؤں گا۔ راستہ میں خیال آیا تھا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ایک سردا ہی خرید لوں۔ مگر خفگی کی وجہ سے نہ خریدا میں بچے کو لے کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؒ اُس وقت شیشہ ہاتھ میں لئے روئی سے اپنی بینی مبارک کے زخم پر دوائی لگا رہے تھے۔ سردی کا موسم تھا آپ دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہو۔ عرض کیا حضور! یہ بچہ آپ کی دعا سے ملا مگر گونگا ہے چھ سال کی عمر ہے مگر بات نہیں کرتا۔ فرمایا ابھی نکو ہے ضرور بات کرے گا۔ پھر بچے کو مخاطب کر کے

Marfat.com

فرمایا۔ ''ننکو میری طرف آؤ'' بچہ جو گونگے پن کی وجہ سے عام لوگوں کے پاس نہ جایا کرتا تھا۔ حضرت قبلہؒ کے بلانے پر کود کر چلا گیا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا بڑا حسین بچہ ہے۔ شیشہ اپنے دست مبارک سے تنویر شاہ کے سامنے کیا اور فرمایا دیکھو اس میں ''کاکا'' ہے۔ تم بھی کہو ''کاکا'' تنویر شاہ نے فوراً ''کاکا'' کہہ دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا بیلیو یہ تو اب بولتا ہے۔ سب نے کہا جی ہاں بولتا ہے۔ فروٹ میں سے جو حضرت قبلہؒ کے پاس پڑا تھا اور ابھی ابھی کوئی بیلی لایا تھا ایک کیلا اُٹھایا، اُسے چھیلا اور دریافت فرمایا کیلا کھاؤ گے۔ بچے نے سر ہلایا فرمایا زبان سے کہو۔ بچہ نے کہا کھانا اے۔ آپ نے بچے کو کیلا دے دیا اور اس نے کھا لیا پھر فرمایا بعض بیلی سردا لانے کا خیال کرتے ہیں مگر لاتے نہیں۔ ہمارے پاس تو بہت ہیں یہ کہہ کر پھل کی ٹوکری جس میں کیلا اور سردا تھا بچے کو عطا فرمائی۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا جو بچہ ابھی دس منٹ پہلے گونگا تھا اب قوت گویائی کا مالک تھا۔ اجازت لے کر گھر آیا۔ راستہ میں بچہ جو اشیاء دیکھتا تھا میں ان کے نام پوچھتا تھا۔ بچہ ہر چیز کا صحیح نام لیتا تھا مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب میرا تنویر شاہ قوت گویائی حاصل کر چکا ہے۔ حضرت قبلہؒ کی توجہ سے اب کوئی نقص نہیں ہے۔ بچے کی ماں تنویر شاہ کو بولتا دیکھ کر باغ باغ ہو گئی۔ اپنی عقیدت مندی پہ نازاں تھی۔ ہم نے شکرانہ کے طور پر غرباء میں کھانا تقسیم کرنے کے لئے ایک دیگ چاول پکوائی اور تقسیم کی۔ بچے کی عمر اس وقت سولہ سال ہے۔ ایک سال میں دو سال کا کورس کر کے تعلیمی کمی پوری کر رہا ہے۔ امسال 1975ء میں میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

**غائبانہ محبت والے کو خواب میں رہنمائی:** ناظر حسین باغبانپورہ والے نے بیان کیا کہ ہمارے گھر کے قریب ایک پیر صاحب رہتے ہیں مجھے کسی بزرگ سے نسبت کا خیال تھا۔ ان کے ایک مرید نے مجھے ان سے بیعت کرنے کے لئے ترغیب دی، مگر میں حضرت کرمانوالے کی طرف مائل تھا۔ اس لئے کہ آپ متشرع بزرگ ہیں جبکہ یہ پیر صاحب شعائرِ اسلامی کے پابند اور متشرع نہیں۔ اس دوران ایک رات خواب میں حضرت کرمانوالے تشریف لائے اور

Marfat.com

مجھے بازو سے پکڑ لیا۔ میں کانپنے لگا فرمایا کہ ڈرومت۔ میں تمہارا وہی پیر ہوں جس کی محبت اورعقیدت تمہارے دل میں جاگزیں ہے میں اپنے عقیدت مندوں کو کبھی فراموش نہیں کرتا۔

**مولنا اچھروی کا دردگردہ ختم:** مولنا عبدالتواب صاحب اچھروی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب قبلہ محترم مولنا محمد عمر اچھروی مناظرِ اعظم مثانہ میں پتھری پیدا ہوجانے کی وجہ سے بیمار تھے۔ ہر قسم کا علاج کیا مگر بے سود۔ درد شدید تھا۔ آخرش ایک دن حضرت کرمانوالاؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے چونکہ والد صاحب اُٹھنے بیٹھنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا مولوی جی طبیعت بخیراے۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت پتھری کی شکایت ہے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اس مرض کیلئے لسی ٹھیک رہے گی۔ مولنا اچھروی نے لسی خوب سیر ہوکر پی لی اور اس کے بعد کبھی دردِ گردہ نہیں ہوا۔

**یورپ میں مرید کے سرسام کا علاج:** حضرت قبلہؒ کا ایک مرید یورپ کے کسی علاقہ میں تھا۔ اسے سرسام ہوگیا۔ اس کے لواحقین نے حضرت کرمانوالاؒ کو اطلاع دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لسی پیا کرو۔ آرام آجائے گا۔ ڈاکٹر صاحبان کے منع کرنے کے باوجود وہ اس خیال میں تھا کہ اس کا علاج لسی میں ہے کیونکہ یہ نسخہ حضرت قبلہؒ کا تجویز کردہ ہے۔ چنانچہ اس نے لسی کا بندوبست کرلیا اور مسلسل لسی پیتا رہا۔ رب العزت کے دربارِ عالیہ سے صحت کا حکم مل گیا اور مرید باصفا صحت یاب ہوگیا۔

**مفقود الخبر بیٹا مل گیا:** مولنا عبدالتواب صاحب اچھروی بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد محترم مولنا محمد عمر اچھروی مناظر اعظم کے ہمراہ قبلہ حضرت کرمانوالاؒ کی خدمتِ اقدس میں تھے کہ ایک بیلی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور میرا لڑکا بارہ سال سے مفقود الخبر ہے۔ بڑی کوشش کی ہے مگر تاحال اس کا کوئی سراغ نہیں ملا دعا فرمائیں مل جائے۔ آپ نے فرمایا رب کریم خیر کردے گا۔ لیکن وہ سائل بضد تھا کہ ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جائے، باوجودیکہ آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ رب کریم خیر کردے گا۔ خیر ہو جائے گی۔ وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور منت سماجت کرتا رہا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے اُسے باہر نکال دینے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ، درویشوں نے اُسے باہر نکال دیا۔ وہ بڑے گیٹ

Marfat.com

کے باہر بڑے نیم کے درخت کے نیچے بیٹھا رہا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ آپ غنودگی کے عالم سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ مولوی جی کسان چلتے ہیں۔ چنانچہ آپ کسان چلنے کے لئے اُٹھے اور چار پانچ مصاحبین کی معیت میں چل دیئے۔ جب آپ نے باہر والے گیٹ پر اُس سائل کو دیکھا تو فرمایا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو میں نے تو تمہیں یہاں سے جانے کے لئے کہا تھا۔ وہ شخص پھر آگے بڑھا اور حضرت قبلہؒ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے ہی کو تھا کہ آپ نے اُسے تھپڑ رسید کر دیا اور وہیں کھڑے کھڑے فرمایا مولوی جی اب کسان نہیں جاتے، کیا ضرورت ہے، چنانچہ سب واپس آگئے۔ اس کے بعد درویشوں نے اس شخص سے کہا کہ تم اب چلے جاؤ تمہارا کام ہو چکا ہے۔ جب وہ شخص سڑک والے گیٹ پر پہنچا تو اپنے لڑکے کو وہاں کھڑے پایا۔ باپ بیٹے نے جب ایک دوسرے کو دیکھا تو پہچان لیا اور بغل گیر ہوئے والد نے لڑکے سے دریافت کیا کہ تم کہاں تھے اس نے بتایا کہ وہ دہلی کے کسی ہوٹل میں ملازم تھا۔ ابھی ابھی ایک بزرگ اُسے ملے اور فرمایا کہ تم اپنے والد کے پاس جانا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے حکم دیا کہ کام چھوڑ دو۔ میرا ہاتھ پکڑ لو اور آنکھیں بند کر لو۔ تعمیل حکم کے بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اس جگہ پایا۔ لڑکے نے دریافت کیا کہ یہ کونسی جگہ ہے باپ نے بتایا کہ حضرت کرمانوالاؒ (اوکاڑا) ضلع ساہیوال ہے۔ دونوں باپ بیٹا حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لڑکا بیتابی کے عالم میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ حضرت قبلہؒ نے منع فرما دیا اور وہ باپ بیٹا دونوں خوشی خوشی اپنے گھر چلے گئے۔

**معمر بیوی کے بطن سے نعمتِ اولاد:** عبدالحمید صاحب چک 5T.D.A سرگودھا[1] نے بیان کیا کہ میری بیوی معمر تھی اولادِ نرینہ نہ تھی، دوستوں نے مشورہ دیا کہ دوسری شادی کرنا ہی بہتر ہے تاکہ اولادِ نرینہ کی کوئی صورت پیدا ہو۔ میں حضرت کرمانوالاؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنا مدعا عرض کیا آپ نے فرمایا رب کریم خیر کر دے گا۔ گو حکیم یا ڈاکٹر مایوس کر چکے تھے۔ مگر حضرت قبلہؒ کی دعا سے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ اس عاجز کی امید بر آئی اور خلاقِ عالم نے لڑکا عطا فرمایا۔

[1] حال ضلع خوشاب

Marfat.com

**جنات کا اثر ختم:** محمد منیر فوجی میاں چنوں نے بیان کیا کہ ایک نوجوان لڑکی کو اس کے لواحقین رسوں میں باندھ کر لائے کہ اس پر جنات کا اثر ہے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اسے کھول دو یہ تو چنگی بھلی ہے اور زنان خانہ میں بھیج دیا۔ چنانچہ اندرونِ خانہ جا کر اس نے جاروب کشی شروع کر دی اور بھلی چنگی ہو گئی۔ اگلے دن اس کے رشتہ دار آئے اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس میں بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا۔

**منّت پوری کرو:** یہی محمد منیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت قبلہؒ کی غائبانہ عقیدت مند تھی مگر اس کا خاوند وہابیہ عقائد رکھتا تھا۔ عورت نے منت مانی کہ اگر اس کے ہاں لڑکا تولد ہوا تو وہ حضرت قبلہؒ کے لنگر خانہ میں ایک بکرا پیش کرے گی۔ چنانچہ خدا نے اسے لڑکا دیا مگر پانچ سال تک اس عورت نے منت پوری نہ کی۔ کیونکہ اس کا خاوند مانع تھا۔ ایک مرتبہ اتفاق سے لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ بیوی نے خاوند سے کہا کہ جاؤ بکرا لے جاؤ اور منت پوری کرو۔ منت پوری کرنا واجب ہے چنانچہ وہ مجبور ہو کر آیا منت پوری کی بچہ صحت یاب ہو گیا۔

**شہاب الدین پولیس آفیسر بن گیا:** مولنا رحیم بخش خطیب راجن پور ڈیرہ غازی خان بیان کرتے ہیں کہ چودھری شہاب الدین گوجر تلنمبہ ضلع ملتان سکھ بدمعاشوں کے ساتھ چوری اور ڈاکے کی وارداتیں کیا کرتا۔ جب پولیس گرفتار کرتی تو خوب پٹائی ہوتی۔ ایک بار اس کے دل میں توبہ کا خیال پیدا ہوا۔ تو حضرت قبلہؒ کی خدمت میں پہنچا۔ عرض کیا حضور بہت گنہگار ہوں۔ توبہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا کہ بارگاہِ رب العزت میں توبہ منظور ہو چکی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ شہاب الدین! تم بہت عرصہ پولیس والوں کی مار کھاتے رہے ہو۔ جی چاہتا ہے کہ تمہیں پولیس افسر بنا دوں۔ اس نے عرض کیا حضور جیسے حکم ہو۔ ارشاد فرمایا کہ عدل اور انصاف کرنا، ظلم نہ کرنا۔ جاؤ پولیس میں بھرتی ہو رہی ہے جا کر ملازم ہو جاؤ۔ چنانچہ شہاب الدین گوجر محکمہ پولیس میں بحیثیت سپاہی ملازم ہو گیا اور ترقی پا کر قیام پاکستان سے پہلے ہی سب انسپکٹر کے عہدے تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے وعدے کو احسن طریقہ سے نبھایا اور جہاں بھی تعینات ہوا عدل فاروقی کی یاد تازہ کر دی۔ جہاں کوئی مشکل اور اہم تفتیش کا

Marfat.com

کام ہوتا وہاں چوہدری شہاب الدین کو متعین کیا جاتا۔ علاقے میں اس کی ذہانت اور قابلیت کی دھوم تھی تعلیم صرف پرائمری تک تھی۔ اگست 1947ء سے چند ماہ قبل حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور اب چاہتا ہوں کہ ملازمت چھوڑ دوں فرمایا نہیں۔ ملازمت کرنے اور مسلمانوں کی خدمت کا وقت تو اب آیا ہے خاص طور پر آپ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ آپ کا ارشاد مہاجرین کی آبادکاری کی طرف تھا چنانچہ چوہدری صاحب قیام پاکستان کے بعد ملتان تھانہ حرم گیٹ میں انسپکٹر پولیس تعینات ہوئے اور مسلمانوں کی خوب خدمت کی۔

لنگر دال کی کدورت دور کرتا ہے: حکیم خوشی محمد صاحب سکنہ دوتار سنگھ مراد چشتی پاکپتن شریف بیان کرتے ہیں کہ میری اصل رہائش فیروز شاہ ضلع فیروز پور ہندوستان میں تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ہم چک دوتار متصل مراد چشتی تحصیل پاک پتن میں آباد ہو گئے۔ ہمارا کنبہ اہل حدیث مسلک کا تھا۔ میں نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں 1916ء میں آنا جانا شروع کیا تھا۔ بالآخر 1921ء میں حضرت قبلہؒ کی غلامی اختیار کر لی۔ میں نے ایک دفعہ کرمونوالا شریف میں نماز جمعہ ادا کی۔ آپ کی نظر مبارک مجھ پر کچھ ایسی پڑی کہ میں تین سال تک عالم مستی میں رہا۔ کچھ ہوش نہ تھا لوگوں سے الگ رہتا۔ اس دوران میرا بھائی ہدایت اللہ مجھ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتا کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے یا تم نے مکر بنا رکھا ہے۔ میں صرف یہ کہتا کہ مجھے علم نہیں۔ میری سمجھ سے باہر ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مغرب کے وقت ہدایت اللہ بھی میرے ساتھ حضرت صاحب کی اقتدا میں نماز ادا کر رہا تھا۔ حضرت قبلہؒ کی نظر اُس پر پڑی تو اُسے وجد ہو گیا۔ ایک دن کہنے لگا کہ میں جب تک حضرت قبلہؒ کو نہ دیکھ لوں کھانا پینا حرام ہے۔ میں نے اُسے مشورہ دیا کہ آج صبح کرمونوالا شریف چلے جاؤ۔ جب وہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ رات سے تمہیں کھا رہے ہو کہ کھانا پینا حرام ہے یہ کہہ کر ایک درویش کو لنگر سے روٹی لانے کے لئے فرمایا۔ درویش روٹی لے کر آیا تو آپ نے دال کی رکابی میں اپنی انگلی مبارک پھیر دی اور دال ہدایت اللہ کو کھلا دی۔ ہدایت اللہ کا بیان ہے کہ اس دال میں ایسی لذت تھی کہ بیان سے

Marfat.com

باہر ہے۔ اس کے بعد ہدایت اللہ کو حضرت قبلہؒ نے اپنے حلقہ ارادت میں لے لیا۔

**مرید کی دستِ غیب سے مالی امداد:** یہی خوشی محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ بھی حضرت قبلہؒ کی مرید تھی اور آپ کی مدحت میں اپنے ہی موزوں کئے ہوئے اشعار پڑھتی رہتی تھی، حضرت قبلہؒ بھی میری والدہ ماجدہ پر از حد مہربان تھے۔ آپ کی کرامت سے انہیں گھر کے اخراجات کے لئے خزانہ غیب سے دو روپے روزانہ مل جاتے تھے۔ اللہ اکبر

**درود شریف کی برکت اور آپ کی توجہ:** ہارون آباد غلہ منڈی میں مولوی احمد دین صاحب ایک عالم تھے۔ انہوں نے صوفی ابراہیم فورٹ عباس والوں سے ذکر کیا کہ میں ایک زمانے میں لاہور میں تھا۔ غربت کا دور دورہ تھا۔ خیال کیا کہ جسمانی طور پر تو مدینہ منورہ کی زیارت شاید ہی نصیب ہو۔ اگر خواب میں ہی ہو جائے تو زہے نصیب۔ میں چند ایک سجادہ نشین بزرگوں کے پاس گیا اور ان کے بتلائے ہوئے وظیفے کئے مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔ آخر یہی خواہش دل میں لئے ہوئے کرمونوالا شریف کے لئے روانہ ہوا جب فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن سے کرمونوالا شریف کی طرف چلا تو شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ شاہ صاحب بھی تو درود شریف کا وظیفہ بتاتے ہیں جو تم پہلے کر چکے ہو۔ یونہی سفر کی تکلیف اُٹھا رہے ہو مجھ پر ایک عجیب کشش و پنج کی کیفیت طاری تھی۔ کبھی قدم اُٹھاتا کبھی روک لیتا چنانچہ اس کشمکش میں تین میل کا سفر تین گھنٹے میں طے کیا۔ جب کرمونوالا شریف پہنچا تو طبیعت مضمحل ہو چکی تھی۔ میں ننگے سر ہی مسجد میں بیٹھ گیا۔ میاں بالا نے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ مگر میں نے پروانہ کی۔ تھکا ہوا تھا کچھ دیر آرام کیا۔ اچانک حضرت قبلہؒ نے یاد فرمایا اور پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ عرض کیا ہارون آباد سے۔ میں نے اپنی تعلیمی قابلیت کا ذکر کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے پھر میں نے اپنا مدعا عرض کیا تو حضور اور بھی خوش ہوئے۔ فرمایا کہ درود شریف پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ پڑھائیں۔ آپ نے پڑھایا تو آلہ کے بعد اصحابہ نہ کہا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ شیعہ ہیں۔ اب حضرت قبلہؒ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ مولوی جی میں شیعہ نہیں۔ اگر آپ ''اصحابہ'' کہنا چاہتے ہیں تو پڑھ لیا کریں۔ میں نے گھر آ کر درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ تو تیسری رات تمام زیارتیں نصیب

Marfat.com

ہو گئیں۔ خواب میں ایک سپاہی نے مجھ پر زیادتی کی تھی۔ جب رب کریم کی مہربانی سے میں جسمانی طور پر حج کے لئے گیا تو اسی سپاہی سے مجھے واسطہ پڑا۔ جو زیادتی اس نے میرے ساتھ خواب میں کی تھی۔ اسی طرح کی زیادتی حج کے سفر میں اس نے میرے ساتھ کی۔ اللہ اکبر کس قدر کرامت اور تصرف ہے حضرت قبلہ حضرت کرمانوالے کا۔

**اولاد کی نعمت مل گئی:** صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ نے فرمایا کہ حضرت قبلہؒ چک نمبر 36 تشریف لے جایا کرتے۔ ایک روز ایک ڈاکٹر صاحب حاضر خدمت ہوئے عرض کیا حضور! اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ رب کریم رحم کر دے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اُسے یہ نعمت حاصل ہوگئی۔

**سکھ مال افسر کو نعمت اولاد:** ایک دفعہ بابا جی سید محمد علی شاہ نے بیان فرمایا کہ ضلع فیروز پور کا مال افسر سکھ تھا۔ وہ بے اولاد تھا۔ دعا کے لئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ "حضور سکھنی بے اولاد ہے"۔ آپ نے ازراہِ کرم فرمایا کہ "رب کریم رحم کر دے گا"۔ چنانچہ ایک سال بعد وہ سکھ مال افسر مٹھائی کا ایک ٹوکرا لے کر آیا اور اپنے نومولود کی ولادت کی خوشی میں اس نے درویشوں میں مٹھائی تقسیم کی۔

**توجہ سے لاینحل مسئلہ حل ہوگیا:** چودھری انور بٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرکزی وزیر اپنی اہلیہ کو اپنے پاس سرکاری بنگلہ میں نہ رکھتے تھے۔ وہ بی بی کسی اعلیٰ خاندان سے تھی اور چاہتی تھی کہ اپنے خاوند کے ساتھ رہے۔ میں ملتان محکمہ ریلوے میں اے ٹی او تھا۔ میرے اُن کے ساتھ مراسم تھے۔ وہ بی بی میرے پاس آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پیر کامل بزرگ ہیں میں ان کی خدمت میں جا کر دعا کرانے کی آرزو رکھتی ہوں۔ کیونکہ مشکل کا واحد حل دعا ہی ہے۔ اس بی بی نے اپنی تحریر کردہ عرضداشت مجھے پیش کرنے کے لئے دی۔ میں نے حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ بہت متاثر ہوئے اور ارشاد فرمایا رب کریم خیر کر دے گا اور تمہاری آرزو بر آئے گی۔ وہ بی بی چاہتی تھی کہ مجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے بتایا جائے اور تحریری جواب بھی عطا فرمایا جائے۔ مگر قبلہ حضرت صاحبؒ نے یہی کچھ ارشاد فرمایا چنانچہ وہ بی بی مایوس ہو کر چلی گئی مگر آپ کی بات کیسے خطا

Marfat.com

جا سکتی تھی۔ اُسی شام ملتان سے اس بی بی کا فون آیا کہ میں تو اپنے خاوند کے پاس پہنچ گئی ہوں۔ حقیقت حال دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جب وہ گھر پہنچی تو وزیر موصوف نے سپیشل کار بھیج کر اُسے بلوالیا۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ تھا کہ اتفاق سے ان دنوں کسی دوسرے ملک کا وزیر اور اس کی بیگم پاکستان آنے والے تھے اور انہیں اس مرکزی وزیر کے ہاں ٹھہرنا تھا۔ خان لیاقت علی خاں نے فون پر اس مرکزی وزیر کو حکم دیا کہ مہمان وزیر کی بیگم تمہاری بیگم کی معیت میں رہے گی۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کے لئے وزیر موصوف کے لئے اپنی بیگم کو بلانے کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہ رہا۔ اللہ اکبر۔

**درود شریف، داڑھی کی برکت:** چوہدری محمد انور بٹر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دشمنی کی بناء پر ایک پارٹی کے دس بارہ افراد نے دوسری پارٹی کے چار افراد پر حملہ کر دیا اور ان کے تین آدمیوں باپ بیٹے اور داماد کو قتل کر دیا۔ چوتھا آدمی غلام رسول زخمی ہوا مگر بچ گیا۔ وہ بھاگ کر گاؤں گیا اور وہاں سے چار مسلح افراد لے کر واپس آیا۔ اس دوران میں قاتل مقتولین کی لاشوں کو نذرِ آتش کر چکے تھے۔ جونہی انہوں نے ان چار کو آتے دیکھا۔ مارے ڈر کے بھاگ گئے۔ غلام رسول اور اس کے ساتھیوں نے لاشوں کو آگ سے نکالا۔ لاشیں کافی جھلس چکی تھیں۔ چہرے اور جسم مسخ ہو چکے تھے۔ پولیس نے عدالت میں چالان پیش کر دیا۔ غلام رسول میرے پاس آیا اور امداد کے لئے ملتجی ہوا۔ میں نے اس کی حالتِ زار دیکھ کر امداد کا وعدہ کر لیا اور اس کے مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اس کے ساتھ ہی اُسے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں رقعہ دے کر اوکاڑا بھیج دیا۔ غلام رسول نے خدمت والا میں حاضر ہو کر اپنی درد بھری کہانی سنائی اور عرض کیا کہ اب ملزمان اُسے بھی قتل کرنے کے درپے ہیں۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بیلیا توبہ کر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اب داڑھی نہ منڈوانا۔ خواہ چھوٹی رکھو یا پوری۔ دوم نماز فجر سے پہلے درود شریف پڑھا کر، اُس نے یہ دونوں شرطیں صدق دل سے قبول کر لیں، مگر وہ پھر بھی خائف تھا کہ ملزمان اُسے قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا غلام رسول جس دن تم درود شریف پڑھ کر جاؤ گے تمہیں کوئی قتل نہ کر سکے گا۔ میں ضامن ہوں۔ اُسے تسلی دی اس نے بیعت کے لئے التجا کی آپ نے اُسے اپنی

Marfat.com

ارادتمندی میں قبول کرلیا۔ اُن تمام ملزمان کو پھانسی کی سزا کا حکم ہوا۔ انہوں نے اپیل دائر کر دی۔ میں نے فیصلے سے ایک دن قبل احتیاطاً تمام کی تمام مسل دیکھی تو مجھے اس میں کچھ سقم نظر آیا۔ میں نے غلام رسول سے کہا کہ فوراً حضرت قبلہ کی خدمت میں جاؤ ایسا نہ ہو کہ ملزمان بری ہو جائیں لیکن غلام رسول نے کہا کہ اب میں نہیں جا سکتا۔ دوست احباب تاریخ پر آئیں گے۔ تو ان کے خورد ونوش کا انتظام کون کرے گا۔ حُسن اتفاق سے اُسی روز محمد شفیع کیلے والے کا فون آیا کہ قبلہ حضرت صاحبؒ لاہور تشریف لا چکے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں غلام رسول کو ساتھ لے کر محمد شفیع کے مکان پر پہنچا وہاں سے پتہ چلا کہ حضرت صاحب بادشاہی مسجد گئے ہیں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ حضرت قبلہ مسجد میں محراب کے نزدیک قبلہ رُخ وظیفہ میں مشغول ہیں۔ میں اور غلام رسول آپ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا وہ بری نہیں ہو سکتے۔ مگر غلام رسول کو تسلی نہ ہوئی۔ آپ کے پاس آفتابہ میں پانی تھا۔ قبلہ نے اُسے پانی پینے کے لئے فرمایا کہ وہ نصف سے کچھ زائد پی سکا۔ آپ نے فرمایا اور پی لو۔ پھر وہ تمام کا تمام پی گیا۔ پانی پی کر اس کے دل کو اطمینان ہو گیا۔ فرمایا اپیل خارج ہو جائے گی چنانچہ اپیل خارج ہوگئی۔ پھر عدالت بالا میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ غلام رسول کو خوف تھا کہ اگر وہ بری ہو گئے تو اس کی جان کی خیر نہیں۔ اس زمانے میں بھی حضرت صاحبؒ لاہور تشریف لائے ہم بادشاہی مسجد میں حاضری کے لئے گئے۔ تو آپ نے اُس کی پریشانی دیکھ کر فرمایا کہ جس طرح تم کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ چنانچہ اُن کی اپیل خارج ہوئی۔ میں نے مقتولان کے متعلق وصولی ہرجانہ کے لئے درخواست دی۔ جب لاہور پیشی پر میں اور غلام رسول حاضر ہوئے تو عدالت نے کہا کہ اس میں ایک قانونی نکتہ ہے۔ اس میں غور کر لو۔ میں نے عدالت کو اپنے موکل سے مشورہ کے لئے کہا۔ عدالت نے کہا، کہاں ہے، غلام رسول میں نے غلام رسول کی طرف اشارہ کیا۔ تو عدالت نے کہا کہ جس طرح غلام رسول کہے گا ویسے ہی کیا جائے گا۔ غلام رسول نے کہا کہ مجھے خرچہ کی وصولی کی ضرورت نہیں۔ البتہ میری یہ خواہش ہے کہ ملزمان کی سزا پہلے حکم کے مطابق رہے۔ چنانچہ چار آدمیوں کو پھانسی اور چار کو عمر قید کی سزا ملی۔ ملزمان کا خیال تھا کہ 1964ء میں محمد ایوب خاں کا

Marfat.com

صدارتی الیکشن ہو رہا ہے، وہ کامیاب ہو گا۔ تو اس خوشی میں صدر صاحب موت کی سزا پانے والوں کی عام معافی کا اعلان کریں گے۔ تو یہ چار ساتھی بھی رہا ہو جائیں گے۔ غلام رسول قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ رہا نہیں ہوں گے۔ چنانچہ اس موقعہ پر صدر نے کوئی معافی نامہ جاری نہ کیا۔ چوہدری صاحب نے مزید بیان کیا کہ جن چار آدمیوں کو عمر قید کی سزا ملی تھی۔ انہوں نے جیل میں یہ سکیم تیار کی کہ دو آدمی جیل سے فرار ہو جائیں اور غلام رسول کو قتل کر کے واپس آ جائیں۔ چنانچہ دو قیدی جیل سے فرار ہو گئے۔ اخبارات میں خبر چھپ گئی۔ ان قیدیوں نے چند دیگر ساتھیوں کے ہمراہ غلام رسول کو اس کے کنوئیں پر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے جب وہ اس کے کنوئیں کی طرف جا رہے تھے تو غلام رسول نے انہیں گاؤں کی گلی سے گزرتے ہوئے دیکھ لیا۔ مگر انہوں نے غلام رسول کو نہ دیکھا غلام رسول نے جھٹ بھانپ لیا کہ یہ افراد اس کی تلاش میں ہیں۔ چنانچہ وہ کنوئیں پر نہ گیا وہ افراد سارا دن اس کا انتظار کرتے رہے۔ جب شام کو وہ ناکام واپس لوٹے تو انہوں نے راستہ میں ایک موچی کو جو ان کے خلاف چشم دید گواہ کے طور پر پیش ہوا تھا قبرستان میں لے جا کر قتل کر دیا۔ غلام رسول نے گورنر، وزیر اعلیٰ اور افسران کو تار ارسال کئے کہ مجھے ان دو مفرور قیدیوں سے جان کا ڈر ہے۔ میں نے اُسے حضرت صاحب کی خدمت میں جانے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُسے تسلی دی اور کہا کہ درود شریف کا ورد جاری رکھو تمہاری مکمل حفاظت ہو گی، چنانچہ پولیس کی بہت بڑی تعداد گاؤں میں کیمپ ڈالے کئی ماہ پڑی رہی جب ان مفرور قیدیوں نے دیکھا کہ پولیس کے افسران بالا یہاں آتے ہیں اور گاؤں کے قریب پولیس متعین ہے، تو وہ یہ علاقہ خالی کر کے کسی دوسری طرف چلے گئے۔ چنانچہ چند ماہ بعد پولیس سے ان کا مقابلہ ہو گیا جس میں دونوں قیدی مارے گئے اور ان کے جو ساتھی بچ گئے وہ گرفتار ہوئے اور جب سزا کاٹ کر آئے تو غلام رسول سے صلح کر لی۔ کیونکہ حضرت قبلہؒ کی توجہ سے غلام رسول مردِ صالح بن چکا تھا۔ اس نے ملزمان کے چھوٹے بچوں اور عورتوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ ملزمان کی عورتیں اور بچے جو اس کے خوف سے گاؤں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ انہیں واپس لے

Marfat.com

آیا۔ اُن کو ان کے گھروں میں آباد کیا۔ اُن کی زمین کاشت کروائی، ان کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اس حسن سلوک کا ملزمان پر گہرا اثر پڑا۔ غلام رسول کی اس مروّت اور ایثار سے وہ زیرِ بار احسان ہو گئے اور آج کل یہ سب لوگ بڑے پیار اور محبت سے مل جُل کر زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ ہے آپ کا روحانی تصرف اور باطنی فیض۔

**جرم قتل کا اقرار، قاتل بری:** حکیم شیر محمد ساکن اعظم چھینہ بہاول نگر بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1930ء میں کامل طب و جراحت کا چار سالہ کورس پاس کیا اور میری تعیناتی منچن آباد کے سرکاری یونانی دواخانہ میں ہوگئی۔ ریاست بہاولپور میں رفاہِ عامہ کے لئے سرکاری یونانی دواخانے نواب صاحب بہاولپور کی طرف سے کھلے ہوئے تھے۔ اس دواخانہ میں ایک ملازم عبدالرحمٰن نامی تھا۔ وہ حضرت قبلہ کا مرید تھا۔ مجھے بھی قبلہ حضرت صاحب کی زیارت کا شوق پیدا ہوا میں اس زمانے میں بہت ہی خوش پوش نوجوان تھا۔ اس وضع قطع میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے بعد نماز عشاء مجھے بلایا اپنے پاس بٹھایا اور اپنا دستِ مبارک میرے سینے اور قلب پر پھیرا۔ پھر جو کچھ ہوا بیان سے باہر ہے میں کئی دن عالم حیرت میں رہا۔ دنیا کی لذتوں سے دل برداشتہ ہو گیا اور جلدی جلدی قبلہ حضرتِ صاحب کی خدمت میں آنا جانا شروع کر دیا۔ میں نے رسالہ ''الفرق بین الاولیاء رحمان و اولیاء شیطان'' میں جو صفات ایک ولی کامل کی دیکھی تھیں۔ حضرت قبلہؒ میں بدرجہ اتم پائیں۔ آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت دل میں سما جاتی اور ''لذتِ آشنائی'' سے آگاہی ہو جاتی۔

؎ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی (علامہ اقبال)

**عورت کی صاف گوئی، قاتل بیٹا بری:** یہی حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں ایک عورت فریادی ہوئی کہ میرے لڑکے سے قتل ہو گیا ہے۔ اُسے پھانسی کا حکم ہو چکا ہے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا قتل کیوں کیا۔ اس مائی نے عرض کیا

Marfat.com

نو عمر تھا غلطی ہو گئی فرمایا آئندہ کے لئے توبہ کرے، اور ایسی بُری حرکتوں سے باز رہنے کا وعدہ کرے، بَری ہو جائے گا۔ جب اس نوجوان نے صدق دل سے توبہ کر لی، تو حضرت قبلہ کی توجہ سے بَری ہو گیا۔

**آپؒ کی توجہ سے قرآن مجید مع معانی حفظ:** حکیم شیر محمد صاحب نے مزید بیان کیا کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شیخ الاسلام گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر میرے والد مولوی احمد دین صاحب قبلہ حضرت کی خدمت میں شیخ عبدالرحمان کے مکان پر جو کہ دفتر بلدیہ پاکپتن شریف کے نزدیک ہے حاضر ہوئے۔ مکان پر عقیدت مندوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ہم بہت پیچھے بیٹھ گئے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ مولوی احمد دین کو بلاؤ۔ اس اجتماع میں اس نام کے کئی متوسلین موجود تھے۔ وہ ارادتمند پیش ہونے کے لئے اُٹھے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ مولوی احمد دین چھینہ والوں کو بلاؤ چنانچہ میرے والد صاحب خدمت میں پیش ہوئے۔ والد مرحوم کی وجہ سے حضرت قبلہ مجھ پر مہربان تھے۔ میرے دل میں یہ اُمنگ تھی کہ قرآن مجید حفظ کرلوں۔ لیکن گھر بھر کی کفالت مجھ اکیلی جان پر تھی۔ گوناگوں مصروفیوں اور ذمہ داریوں کی وجہ سے وقت نہ ملتا تھا لیکن دل میں یہ لگن رہتی، بالآخر 1963ء میں مجھے قرآن پاک مع معانی کے خود بخود حفظ ہو گیا۔ سورۃ یوسف ایک دن میں یاد ہو گئی۔ سبحان اللہ۔

**گم شدہ لڑکا مل گیا اور مقدمہ میں جیت:** یہی حکیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ منچن آباد میں ایک شخص شرف دین نامی حضرت قبلہ کا مرید باصفا تھا۔ اس کا لڑکا گم ہو گیا، تلاش بسیار کے باوجود اس کا سراغ نہ ملا۔ علاوہ ازیں اس کی جائیداد کا ایک مقدمہ بھی کسی ہندو کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس ہندو کی حمایت منچن آباد کا ایک رئیس ناگرمل کر رہا تھا۔ شرف الدین لڑکے کے گُم ہو جانے پر جائیداد کا مقدمہ بالکل بھول گیا۔ اُسے تو لڑکے کی جدائی کا صدمہ کھائے جا رہا تھا۔ وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لڑکے کی گمشدگی کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "ایہہ کم وی ہو جائے گا تے اوہ کم وی"۔ دوسرا کام یعنی جائیداد کا مقدمہ اس وقت شرف الدین کے ذہن میں نہ تھا۔ خدا کی قدرت چند دن کے بعد اس کا لڑکا

Marfat.com

مل گیا۔ اب اسے دوسرے کام کی فکر ہوئی تاریخ پیشی پر ناگرمل لاکھ کوشش کے باوجود وقت سے پہلے جج صاحب سے نہ مل سکا۔ جب مقدمہ شروع ہوا تو وہ کمرہ عدالت میں پہنچا مگر جج صاحب نے اس کی طرف توجہ نہ دی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ جج کو نظر ہی نہ آرہا تھا۔ حالانکہ وہ جج کے بالمقابل کھڑا تھا۔ جج صاحب نے فریق ثانی کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تمہارا کیس بالکل فراڈ ہے۔ راضی نامہ کرلو ورنہ تمہیں جیل بھیج دوں گا۔ وہ ہندو فوراً راضی نامہ پر آمادہ ہوگیا۔ یہ ہے حضرت قبلہ کا روحانی تصرف۔ اللہ اکبر۔

<u>بارڈر پختہ کردیا:</u> چوہدری محمد انور بٹر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قبلہ حضرت صاحب کو اکثر بخار رہتا تھا اور آپ محمد امین شرق پوری کی کوٹھی واقع گلبرگ میں قیام فرماتھے۔ میں ہر روز صبح شام حاضرِ خدمت ہوتا رہتا تھا تاکہ ملاقات کا زیادہ سے زیادہ موقعہ مل سکے۔ 2 ستمبر 1965ء کی بات ہے کہ میں حاضرِ خدمت تھا۔ آپ نے واہگہ بارڈر پر جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کمزور ہیں صحت درست نہیں، بارڈر پر نہ جایئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں جانا اشد ضروری ہے، میں نے کہا کہ یہیں بیٹھ کر توجہ فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ویسے تو میں اُدھر ہی مونھ کر کے لیٹا رہتا ہوں، مگر اب وہاں بنفس نفیس جانا ضروری ہوگیا ہے۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور بارڈر پر سارا دن بخار کی حالت میں ہی بڑے زور زور سے اللہ اکبر اور یا علی کے نعرے لگاتے رہے۔ سارا دن نہ کچھ کھایا نہ پیا، شام کو جب آپ واپس تشریف لائے تو میں بھی پہنچ گیا اور محمد شفیع کیلا والے نے مجھے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کو بخار کی حالت میں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر قبلہ حضرت صاحب خاموش رہے۔ دوسرے دن صبح گھونڈی بارڈر پر چارپائی ڈال کر ایسے ہی نعرے لگاتے رہے۔ شام کو میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ ابھی تو کل مجھے قصور بارڈر پر جانا ہے۔ چنانچہ تیسرے دن آپ گنڈا سنگھ والا بارڈر پر چارپائی پر بیٹھ کر نعرے لگاتے رہے۔ آپ شام کے وقت واپس آئے تو میں نے عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں تکلیف اُٹھا رہے ہیں، آپ نے فرمایا تم خاموش رہو۔ میں بارڈر پختہ کر رہا ہوں میرے لئے ایسا کرنا بہت ضروری ہوگیا تھا۔ اس

Marfat.com

کے بعد آپ واپس حضرت کرمانوالا شریف چلے آئے، 6 ستمبر 1965ء کو ہندوستانی افواج نے چپکے سے پاکستانی علاقہ پر ان ہی تین جگہوں سے حملہ کر دیا۔ مگر چونکہ یہ بارڈر پہلے سے پختہ ہو چکے تھے اس لئے ہندوستانی فوجیں آگے نہ بڑھ سکیں اور اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اللہ اکبر

**عدالتوں پر آپ کا تصرف:** مولوی محمد خلیل اختر انسپکٹر مارکٹنگ کمیٹی اوکاڑا بیان کرتے ہیں کہ ایک دہقان اپنے لڑکے کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا حضور! لڑکا غلطی سے قتل کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔ دُعا فرمائیں ۔آپ نے فرمایا کہ رب کریم رحم کر دے گا۔ لڑکا بَری ہو جائے گا۔ اُسی مجلس میں وہ جج صاحب تشریف فرما تھے جن کی عدالت میں مقدمہ تھا۔ اُس نے بوڑھے کو اقرارِ جُرم کرتے ہوئے سن لیا اور لڑکے کو پہچان بھی لیا اپنے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ اسے کیفرِ کردار تک پہنچاؤں گا۔ حضرت صاحب کیسے فرماتے ہیں کہ بَری ہو جائے گا۔ قبلہ حضرت صاحب اُس جج کے دلی حالات سے آگاہ تھے۔ فرمایا جج جی! آپ ایسے مقدمات کا فیصلہ کیسے کرتے ہیں۔ جج صاحب نے عرض کیا حضور! ہم تو گواہوں کی گواہی پر فیصلہ دیتے ہیں۔ اصل حالات سے اگاہی تو ہمیں نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا ''جج جی! کدی دل کولوں وی پچھ لیا کرو''۔ مقررہ تاریخ پر اُس جج نے لڑکے کو سزا سنا دی اور اُس لڑکے کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ چند دن کے بعد وہی جج صاحب دوبارہ حضرت صاحب کی خدمت میں آئے اور اتفاق سے وہ لڑکا بھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا مگر خاموش رہے جج صاحب خیال کر رہے تھے کہ میں نے اس لڑکے کو قید کی سزا دی ہے اور یہ یہاں حضرت صاحب کے پاس بیٹھا ہے۔ اگلے روز جج صاحب کورٹ میں گئے۔ ریڈر سے فیصلہ دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آپ نے تو خود ہی اس کی ہتھکڑی اتارنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ فیصلہ میں لڑکے کو بَری کر دیا تھا۔ یہ فیصلہ کی مسل ہے۔ جج صاحب نے مسل دیکھی تو حیران رہ گئے اور سوچنے لگے کہ میں نے تو اپنی دانست میں ملزم کے خلاف حکم دیا تھا۔ مگر یہ فیصلہ تو ملزم کے حق میں ہے اور اس پر میرے ہی دستخط ہیں اور عملہ کے سب آدمی ہم زبان ہیں کہ میں نے ہی لڑکے کی رہائی کا حکم دیا تھا۔ یہ تو پھر حضرت صاحب ہی کا

Marfat.com

روحانی تصرف ہے جنہوں نے فرمایا تھا کہ رب کریم بَری کر دے گا۔ اللہ اکبر۔

توجہ سے تپِ دق مرض ختم: الحاج شیخ برکت علی ریٹائرڈ سینئر سپرنٹنڈنٹ محکمہ ہیلتھ لاہور بیان کرتے ہیں کہ خواجہ منظور احمد لدھیانوی سینٹری انسپکٹر مرض تپ دق میں مبتلا ہو گئے۔ ڈاکٹری اور طبی علاج کئی ماہ جاری رہا مگر آفاقہ کی صورت نظر نہ آئی۔ آخر کار کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت کرمانوالاؒ کی خدمت میں جائیں کیونکہ جہاں انسانی عقل و دانش ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں بندگانِ خدا کی روحانی طاقت کام دیتی ہے۔

بندگان خاص علاّم الغیوب          درجہاں ہستند جواسیس القلوب

خواجہ منظور احمد لدھیانہ سے آپ کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضر ہوئے اور صحت یابی کے لئے عرض کیا۔ آپ نے پُر جوش لہجے میں فرمایا کہ ''بابو جی! رب کریم رحم فرمائے گا''۔ پھر فرمایا کہ ''رب کریم بڑی برکتیں نازل کرے گا''۔ بعدہٗ فرمایا کہ ''گھوڑے جیسا کر دے گا''۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے معمولی علاج کے بعد رب کریم نے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا کی اور جسمانی طور پر بھی مضبوط ہو گئے اور صحت ماشاء اللہ قابلِ رشک حد تک ٹھیک ہوگئی۔

بیوہ کے حال پر نظرِ کرم: شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں زاد بھائی ضیاء الدین اپنی سرکاری ڈیوٹی پر 1956ء میں ملتان سے لاہور کا سفر کر رہے تھے کہ منٹگمری حال ساہی وال ریلوے اسٹیشن پر ٹی سٹال سے چائے پینے کے لئے اُترے کہ اتنے میں گاڑی چل پڑی چلتی گاڑی میں سوار ہونے کی کوشش میں اُن کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گاڑی کے نیچے آ کر جان بحق ہو گئے۔ اطلاع ملنے پر میں اور ان کی بیوہ ان کی لاش لینے کے لئے لاہور سے منٹگمری کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت کرمانوالا شریف پہنچ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضری دی۔ یہ جانکاہ واقعہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ دعا کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''رب کریم مرحوم کی بیوہ کو کسی کا محتاج نہ رکھے گا۔ اور غیب سے مدد فرمائے گا۔ چنانچہ مرحوم بھائی کی بیوہ نے ''محنت کی روزی'' سے بچوں کو پڑھایا۔ دو بچیوں کی شادی کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دیا اور ایک لڑکا اعلیٰ تعلیم حاصل

Marfat.com

کرنے کے بعد لیبیا حکومت میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہے۔ بیوہ کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی اور آج کل وہ کافی جائیداد کی مالک ہے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا۔

''نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں''

**مرض سے نجات اولادِ نرینہ مل گئی:** مولوی محمد خلیل اختر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی بیمار رہتی تھی۔ ایک مقامی لیڈی ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کے رحم میں پھوڑا ہے اس وجہ سے درد رہتا ہے اور مشورہ دیا کہ اپریشن فوراً کرالینا چاہیے ورنہ cancer ہو جائے گا۔ چنانچہ میں علاج کی غرض سے اپنے ایک دوست کی کار میں اپنی بیوی کو لاہور لے جانے کے لئے اوکاڑا سے چل پڑا۔ راستہ میں حضرت کرمانوالا حضرت قبلہ کے سلام کے لئے حاضر ہوا اور اپنی پریشانی بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ کسی ڈاکٹر واکٹر کو بالکل نہ دکھائیں۔ رب کریم خیر کر دے گا۔ ویسے اب چونکہ لاہور کا ارادہ ہے۔ بچوں کو لاہور کی سیر کرا لائیں۔ میرے سسرال لاہور ہی میں ہیں چنانچہ میں بیوی بچوں کے ساتھ سسرال پہنچ گیا۔ بیوی کو تاکید کر دی تھی کہ کسی سے اپنی تکلیف کا اظہار تک نہ کرے۔ تین دن لاہور میں قیام کے دوران کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ جب ہم واپس ہوئے تو اوکاڑا پہنچتے ہی شدید درد شروع ہو گیا۔ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ ہومیو پیتھی علاج بہتر ہے۔ آپ خود علاج کریں۔ رب کریم خیر کر دے گا۔ میں نے ہومیو پیتھک علاج کیا اور کچھ دنوں کے بعد میری بیوی بالکل تندرست ہو گئی اور بچہ اپنے ٹھیک وقت پر پیدا ہوا جس کا نام حضرت قبلہؒ نے خود اپنے دستِ مبارک سے محمد منظور اختر تحریر کر کے بھیجا اور میرے پاس یہ تحریر محفوظ ہے۔ یہ لڑکا ان دنوں لارنس کالج گھوڑا گلی میں پروفیسر ہے۔

**تلقین کا طریقہ:** الحاج شیخ برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر ساہی وال آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ نماز ظہر کا وقت تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے امام کے عین پیچھے پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ چونکہ ان کی داڑھی نہ تھی۔ حاجی نظام دین صاحب اور دیگر درویشوں نے کہا کہ آپ دوسری صف میں ہو جائیں۔ پہلی

Marfat.com

صف میں پوری داڑھی والے حضرات کو اجازت ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اگر حضرت صاحب فرما دیں گے تو میں دوسری صف میں چلا جاؤں گا۔ حضرت قبلہ جب نماز کے لئے تشریف لائے تو ڈپٹی کمشنر صاحب کو پہلی صف میں امام کے پیچھے دیکھ کر فرمایا کہ بعض اوقات کسی ضرورت کی بنا پر امام کی جگہ لینے کے لئے امام کے عین پیچھے کسی متشرع آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لٰہذا آپ یہ جگہ چھوڑ دیں چنانچہ ڈی۔سی صاحب خود بخود ہی دوسری صف میں چلے گئے۔

توجہ کا اثر: الحاج شیخ برکت علی صاحب 56 سمن آباد لاہور بیان کرتے ہیں کہ بابو ریاض احمد کلرک دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ نے جونہی اس کی طرف ایک نظر دیکھا۔ اس نے اللہ اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ حالت مجذوبانہ سی ہوگئی حتیٰ کہ سائیکل پر بھی ہاتھ ہلا ہلا کر ذکر کرتا۔ اس کا والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ لڑکے کی مجذوبانہ کیفیت ختم کر دی جائے۔ آپ نے فرمایا کیا سرکاری کام ٹھیک کرتا ہے؟ تنخواہ وصول کر کے گھر دیتا ہے؟ تمہاری خدمت کرتا ہے؟ بچوں کا خیال رکھتا ہے؟ اس نے ہر بات کا مثبت میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں خود بخود ٹھیک ہو جائے گا اور ذکر خفی کرتا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لاہور کی ایک مشہور فرم میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہے۔

انکساری کا ثمرہ: یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کرنل محمد ضیاء اللہ اسسٹنٹ پروفیسر آف میڈیسن کنگ ایڈورڈ کالج لاہور نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کی خواہش ظاہر کی غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور کار کی بجائے پاپیادہ چل پڑے اور کہا کہ بزرگوں کی خدمت میں پیدل جانا باعث برکت ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ کی قیام گاہ کرنل صاحب کی کوٹھی سے دور نہ تھی۔ کرنل صاحب حاضرین کی جوتیوں میں بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ نے دیکھا تو کرنل صاحب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھلایا۔ اس پُر خلوص حاضری کا ثمرہ یہ ملا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ واپڈا میں بطور چیف میڈیکل افسر تعینات ہو گئے۔

دھسّہ کی برکت: یہی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ چوہدری نذیر احمد محکمہ خوراک کا

Marfat.com

جونیئر کلرک تھا۔وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض کی آپ نے فرمایا ”رب کریم وڈا افسر بنادے گا“۔اس وقت حضرت قبلہ ایک اعلیٰ قسم کا دُھسہ (کشمیری شال) اُوڑھے ہوئے تھے چوہدری صاحب نے التجا کی کہ یہ دُھسہ انہیں دے دیا جائے۔ آپ نے اُسے عنایت کر دیا۔اس دُھسے اور آپ کی دعا کی برکت سے چوہدری صاحب پی-سی-ایس افسر ہو گئے کئی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے کے بعد بطور سیکرٹری محکمہ متروکہ املاک یعنی بطور کمشنر ریٹائر ہوئے۔آپ کی دعا بھی خوب اور آپ کی دریا دلی بھی خوب تر۔

سبحان اللہ۔

**بانجھ بیوی سے اولادِ نرینہ:** ظہور الدین صاحب سانده کلاں نے بیان کیا کہ لاہور کارپوریشن میں محمد شفیع بٹ ایک کنٹریکٹر تھا۔اس نے تیسری شادی کی مگر اولاد سے محروم رہا۔ اب اس نے بزرگوں کی طرف رجوع کیا۔کسی نے اسے حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا کہ ان دنوں شاہ صاحب عید گاہ پاکپتن شریف میں مقیم ہیں ان کی خدمت میں جاؤ۔اس شخص نے مزید کہا کہ قبلہ شاہ صاہب کی حاضری سے قبل حضرت باوا فرید الدین گنج شکر کے مزار شریف پر حاضری ضروری ہے چنانچہ محمد شفیع آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا۔آپ نے فرمایا کہ رب کریم سوکھے کانٹوں کو پھولدار کر دیتا ہے۔ مایوس نہ ہوں۔انشاء اللہ اسی بیوی سے اولادِ نرینہ ہوگی مگر اُس کے دل کو اطمینان اور سکون نہ ہوا۔ایک رات محمد شفیع باوا جی کے دربار عالیہ پر حاضر ہوا۔وہاں خدا کے پاک بندے مسجد اولیاء میں مصروف عبادت تھے مگر سب یاد خداوندی میں مگن تھے اور کسی سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے۔اتنے میں حضرت قبلہ شاہ صاحب حضرت کرمانوالےؒ مسجد اولیاء کی طرف تشریف فرما ہوئے جملہ حضرات جو اس مسجد میں ورد وظیفہ میں مشغول تھے۔سب تعظیم کے لئے اُٹھ بیٹھے۔جب محمد شفیع بٹ نے یہ منظر دیکھا کہ مسجد اولیاء میں جملہ حضرات نے صرف حضرت کرمانوالےؒ کی آمد پر ہی اس تعظیم و تکریم کا اظہار کیا ہے تو وہ آپ کے علو مرتبت سے بہت متاثر ہوا اور آپ کی عظمت کا سکّہ اس کے دل میں بیٹھ گیا۔چنانچہ وہ اسی روز صبح آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ سے دعا کرانے کے لئے آیا ہوں۔میرا کوئی

Marfat.com

بچہ نہیں ہے تیسری شادی ہے، آپ نے فرمایا کہ رب کریم مہربانی فرمائے گا گھبرائیں نہیں۔ آپ کی دعا سے رب کریم نے محمد شفیع بٹ کو تین فرزند اُسی بیوی سے مرحمت فرمائے۔ سبحان اللہ نظرِ شفقت ہو تو ایسی ہو۔

آپؒ کی توجہ کا اثر: چوہدری محمد انور بٹر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میرا منشی بشیر احمد میٹرک تھرڈ ڈویژن تھا۔ بڑی بے سروسامانی کی حالت میں میرے پاس آیا۔ میرے پاس رہ کر مسلسل محنت کی اور سٹینو گرافر بن گیا۔ اس کے بعد ایف۔اے کی تیاری شروع کر دی۔ میں اُسے حضرت صاحب کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا کہ لڑکا بڑا محنتی اور نیک ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ عرض کیا کہ وکیل بن جائے۔ فرمایا یہ تو بہت لائق ہے وکالت پاس کرنا تو اس کے لئے معمولی بات ہے۔ آپ کہیں تو یہ ہائی کورٹ کا جج بن جائے چنانچہ خدا کے فضل کرم سے بشیر احمد اب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ہے۔ یہ محض آپ کی حوصلہ افزائی اور توجہ کا اثر ہے۔

## تصرّفات

تصرفات تصرف کی جمع ہے۔ لُغت میں تصرف کے معنی ہیں کسی شئے میں ردو بدل کرنا اور اُسے کام میں لانا۔ اصطلاحِ صوفیائے کرام میں کائنات کی چیزوں میں کسی ولی اللہ کا اپنے ارادہ کی طاقت سے کوئی ایسی تبدیلی کرنا جس کے لئے وہ چیز فطرتاً وعادتاً تیار نہ ہو۔ بعض اسباب ظاہر کئے بغیر کام کرنا جیسے بیمار کو شفا دینا۔ کسی کی مشکل حل کرنا۔ غائبانہ مدد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ذیل میں دیئے ہوئے واقعات پڑھ کر ایک سلیم الطبع اور منصف مزاجِ انسان بآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ تصرف اولیاء اللہ بالکل درست ہے اور سرکار حضرت کرمانوالاؒ ایک صاحب تصرف ولی تھے کیوں نہ ہو کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کے خلفائے عظام میں سے منفرد حیثیت کے مالک تھے۔

الاٹمنٹ بحال: بابا حاجی نور محمد نے بیان کیا کہ قیام پاکستان کے بعد میں ایک متروکہ مکان میں رہائش پذیر ہوا۔ یہ مکان کسی صوبیدار میجر نے الاٹ کرا لیا اور ہمیں خالی کرنے

Marfat.com

کے لئے مجبور کیا اور ہم پر پولیس کا دباؤ بھی ڈالا گیا۔ حالانکہ ہمیں اس مکان میں رہتے ہوئے تین ماہ ہو چکے تھے۔ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ حضور قبلہؒ نے فرمایا "حاجی جی، اسیں ایسے مکان وچ ہی رہواں گے میجر نہیں آسکدا اے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں کچہری میں متعلقہ مجسٹریٹ کی کورٹ میں پہنچا اور انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ میں تو اس مکان میں تین ماہ سے رہ رہا ہوں اور اس صوبیدار میجر کو تو صرف دس پندرہ دن قبل الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ ازاں بعد گورنمنٹ کی طرف سے احکام جاری ہو گئے کہ جو مہاجر مکانوں میں داخل ہو چکے ہیں انہیں بے دخل نہ کیا جائے۔ سبحان اللہ۔

<u>خواب میں بیت اللہ، روضہ اطہر دیکھا دیا:</u> بابا جی نور محمد نے بیان کیا کہ مجھے زیارت بیت اللہ شریف کا شوق تھا مگر حج پر جانے کا انتظام نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھ پر یوں شفقت فرمائی کہ ایک رات خواب میں ہی بیت اللہ شریف کی زیارت، طواف کعبہ اور روضہ انور کی زیارت کرادی۔

<u>آپؒ سے والہانہ محبت:</u> بابا شمس الدین پھاٹک والے نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ نے تین ماہ تک اس کے کوارٹر میں قیام کیا۔ یہ ریلوے پھاٹک اوکاڑا ریلوے اسٹیشن سے صرف ایک میل ہے۔ اوکاڑا کے کئی زمیندار اور معزز حضرات خواہش مند تھے کہ قبلہ حضرت صاحب ان کے ہاں قیام کریں۔ مگر حضرت قبلہ نے اس عاجز مسکین کی کٹیا کو ہی چند روزہ قیام کے لئے پسند فرمایا اور اس جگہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ اولیائے کرام امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور پُر تکلف زندگی پسند نہیں کرتے۔ بلکہ اُنہیں غریبوں میں رہ کر دلی سکون نصیب ہوتا ہے۔ اس بندۂ عاجز کے جھونپڑے میں محض حضرت صاحب کی برکت اور تصرف سے ہر شئے کا انتظام ہو جاتا تھا۔ اور جملہ "بیلیوں" کو بکفایت لنگر تقسیم ہوتا تھا جب حضرتؒ صاحب کو پکا چک میں کوٹھی الاٹ ہو گئی۔ تو آپ کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور کبھی غریب خانے پر قیام فرما ہوتے۔

ایک دن پکا چک کے چند اشخاص جو حضرت قبلہ کا پکا چک میں رہائش پذیر ہونا اپنے مفاد کے خلاف سمجھتے تھے اور آمادۂ فساد تھے، حضرت صاحب کی تلاش میں میرے

Marfat.com

کوارٹر تک آئے حضرت صاحب کوارٹر میں موجود تھے۔ میں نے ہی اُن سے گفتگو کی جب انہوں نے حضرت صاحب کے عقیدتمندوں کی جنہیں آپ سے والہانہ محبت تھی مجاہدانہ گفتگو سنی تو وہ ہمت ہار گئے اور انہیں مدِ مقابل آنے کی جرأت نہ ہوئی اور حضرت صاحب کا عمل دخل اپنی الاٹ شدہ کوٹھی اور جائیداد پر مکمل طور پر ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کی کرامت اور روحانی تصرف تھا۔

**پھانسی کی سزا عمر قید میں بدل دی:** گورنمنٹ کمرشل کالج سیالکوٹ کے ایک لیکچرار نے بیان کیا کہ ان کا بھائی قتل کے کیس میں ملوث تھا۔ سیشن کورٹ سے سپریم کورٹ تک کے فیصلے اس کے خلاف ہوئے۔ پھر رحم کی اپیل بھی مسترد ہوئی اور پھانسی کی سزا بحال رہی۔ آخر میرے والد بزرگوار حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت قبلہ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ ''اللہ خیر کر دے گا''۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ انہی دنوں میں حکومت کی طرف سے جشنِ انقلاب منانے کا اعلان ہوا۔ اس جشن کی خوشی میں صدر مملکت نے پھانسی پانے والوں کی سزائیں عمر قید میں بدل دیں۔ یقیناً یہ حضرت صاحب کی توجہ اور تصرف کا اثر تھا۔

؎ نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

**اپریشن میں مدد اور شفقت:** حاجی رحمت علی کے صاحبزادے امان اللہ کو دردِ گردہ کی تکلیف تھی جو رفع نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ عزیز سلیٹی پنسل کھانے سے باز نہ آتا تھا۔ حضرتِ قبلہ اپریشن کی اجازت نہ دیتے تھے۔ قبلہ مُرشدی نے اپریشن کی اجازت (جبکہ حضرت قبلہ خود میوہسپتال میں بغرض اپریشن تشریف فرما تھے) دے دی۔ امان اللہ ان دنوں نشتر کالج ملتان میں تھا اور اس اجازت کا اُسے علم نہ تھا اور بمطابق حکم قبلہ حضرت صاحب اپریشن کرانے سے انکاری تھا۔ مگر ڈاکٹروں نے اپریشن کر دیا۔ امان اللہ بہت بے چین تھا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے، اس پریشانی کے عالم میں امان اللہ کے بیان کے مطابق حضرت قبلہ تشریف لائے اور اس کے بازو پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ ''امان اللہ کیوں گھبرا رہے ہو جبکہ تم نے

Marfat.com

میری اجازت سے اپریشن کرایا ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم فرمائیں گے۔ اس کا اپریشن تین گھنٹے جاری رہا۔ اس دوران میں سرکار نے اس کا بازو تھامے رکھا۔ (اللہ اکبر)۔

ٹرین کا حادثہ یلی موت کے مونھ سے بچالیا: ایک بار حاجی رحمت علی صاحب شرق پور شریف سے حضرت قبلہ کی ہمراہی میں موہنی روڈ لاہور محمد شفیع صاحب کیلے والا کے مکان پر پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ حاجی صاحب کا خیال تھا کہ انکم ٹیکس کی معافی کے لئے ملتان میں اپیل دائر کر دی جائے۔ چنانچہ قبلہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے اور ٹیکس معاف ہو جائے گا۔ آپ نے دریافت فرمایا کب جانے کا ارادہ ہے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا سندھ ایکسپریس سے۔ فرمایا پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر میرے پاس آؤ کچھ بات چیت کریں گے۔ جب حاجی صاحب کھانا کھا کر حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے، تو حضرت قبلہ نے فرمایا، سندھ ایکسپریس تو اب نکل چکی ہوگئی۔ عرض کیا سرکار وہ تو کافی دیر ہوئی جا چکی ہے۔ فرمایا بس کے کسی اڈہ پر جاؤ اور بذریعہ لاری سفر اختیار کرو۔ حاجی صاحب نے ایسا ہی کیا مگر جب بس پتوکی کے ریلوے پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک بند پایا۔ معلوم ہوا کہ گیمبر ریلوے اسٹیشن پر سندھ ایکسپریس کو حادثہ پیش آ گیا ہے اور گاڑی کی ٹکر ایک مال گاڑی سے جس میں تیل لے جایا جا رہا تھا ہو گئی ہے۔ گاڑی کو آگ لگی ہوئی ہے اور اس کے ڈبے چکنا چور ہو گئے ہیں۔ ڈبوں سے لاشیں نکال کر شناخت کے لئے باہر میدان میں رکھی جا رہی ہیں۔ اس وقت حاجی صاحب کی سمجھ میں آیا کہ کیوں حضرت قبلہ نے بذریعہ گاڑی جانے کی اجازت نہ دی، سرکار کی دعا سے ٹیکس بھی معاف ہو گیا۔ جب حاجی صاحب چار پانچ دن کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا کہ حاجی صاحب ٹیکس معاف کروا کر آ رہے ہیں۔ ہم نے انہیں سندھ ایکسپریس میں سفر کی اجازت نہ دی تھی۔

قاتل بری، مقتول کی ماں کی کفالت: غالباً 1933ء کا ذکر ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک سکھ سردار کی پٹائی ہو رہی تھی۔ اُسے دھکے دے کر نکالا جا رہا تھا۔ مگر وہ جانے کا نام نہ لیتا تھا۔ حضرت نے فرمایا ''تو سچی بات کیوں نہیں کہتا کہ قتل کر کے آیا ہوں''۔ آخر کار اس نے

Marfat.com

اعتراف جرم کرلیا اور اپنی داڑھی سرکار کے قدموں پر رکھ دی اور معافی کا طالب ہوا۔ مقتول کی ماں کی کفالت کا ذمہ لیا تب جا کر قبلہ حضرت صاحب نے بڑے مؤثر لہجہ میں فرمایا "جاؤ تمہیں بَری کر دیا"۔

جب آپ پر جمالی رنگ غالب ہوتا تو عام طور پر بیلی سوالات کر لیتے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد کسی عقیدتمند نے دریافت کیا کہ آپ نے اس سکھ کو جو قاتل تھا بَری کروا دیا ہے۔ اُسے سزا ملنی چاہیے تھی، حضرت قبلہ نے فرمایا آپ کو معلوم نہیں اس بُڑھیا کا وہ لڑکا بھی قاتل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تارا سنگھ کو بَری کرنا تھا لہٰذا مجھ پر راز از روئے کشف ظاہر فرمایا اور میں نے اس کے لئے دعا کر دی۔ اس نے مقتول کی ماں کی کفالت اپنے ذمہ لے کر نصف مربع اراضی مقتول کی ماں کے نام کر دی ہے اس زمین کو مقتول کا خون بہا سمجھ لیا جائے تو تمام مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

<u>پھانسی کی سزا قیدی میں بدل دی:</u> ملک محمد اشرف صاحب (انشورنس کمپنی والے) کے بھائی پر قتل کا مقدمہ تھا۔ انہوں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کریم رحم کر دے گا۔ وہ بَری ہو جائے گا۔ عرض کیا کہ سب اپیلیں خارج ہو گئی ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی عدالت تو کھلی ہے، وہاں سے تو اپیل خارج نہیں ہوئی۔ چنانچہ ملک میں 1958ء والا انقلاب رونما ہوا اور راتوں رات حکومت بدل گئی اور انقلابی حکومت نے پھانسی کے ملزموں کی سزا قید میں بدل دی۔

<u>بے اولادوں کو نعمتِ اولاد:</u> ایک شخص نے بیان کیا کہ اس کے دو بھائی بے اولاد تھے۔ ہم تینوں بھائی ایک روز سرکار کی خدمت میں حاضری کے لئے کسان چک نمبر 12 چلے گئے۔ جہاں حضرت صاحب اس دن تشریف رکھتے تھے۔ تقریباً گیارہ بجے کا وقت تھا۔ آپ نے کھانا تناول فرمانا شروع کیا ہی تھا۔ ہمیں بھی کھانے میں شریک کر لیا ہم میں سے ایک ساتھی داڑھی منڈواتا تھا اور بے نماز تھا۔ حضرت صاحب نے ازراہِ شفقت اُسے اپنے دستِ مبارک سے روٹی عنایت کی۔ کھانا کھانے کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ اس بیلی نے عرض کیا حضور میرے یہ دونوں بھائی بے اولاد ہیں۔ دعا کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں آپ نے

Marfat.com

فرمایا" اللہ کریم کرم نوازیاں فرما دیں گے۔ اور سوکھے ہوئے کانٹوں میں پھول لگا دیں گے"۔ بس پھر کیا تھا ایک سال کے اندر رب کریم نے ان دونوں بھائیوں کو اولاد سے نوازا۔ اور یہ سب نمازی بھی بن گئے۔

## بسم اللہ کی برکت اور تصرّف

○ مولانا سلطان باہو صاحب بن مولنا محمد عمر اچھروی لاہوری بیان کرتے ہیں، کہ ایک بار آپ کی خدمت میں خربوزے پیش کئے گئے۔ حضرت قبلہ نے قاشیں کرنے کا حکم دیا اور مجھے تقسیم کرنے کے لئے کہا میرے دل میں خیال آیا اگر یہ خربوزے گھر یا لنگر خانے بھیجنے کی بجائے یہیں تقسیم ہوں تو مجھے بھی کچھ حصہ مل جائے گا۔ میرے اندازہ کے مطابق حاضرین زیادہ تھے اور قاشیں کم مگر حضرت نے فرمایا کہ دو قاشیں فی کس دو اور طریقہ یہ بتایا کہ سب بسم اللہ شریف پڑھیں۔ لہٰذا دینے والا لینے والے اور خود حضور بھی بسم اللہ پڑھ رہے تھے۔ ایک دفعہ قاشیں تقسیم ہوئیں مگر بچ گئیں، پھر دوسری بار پھر تیسری بار (دو دو ہی) جب تیسری بار تقسیم ہو چکیں تو فرمایا کہ کچھ بچی ہیں ۔عرض کیا حضور کچھ باقی ہیں۔ یہ قاشیں بڑی بڑی تھیں یہ سب میرے حصہ میں آئیں۔

<u>دربار شریف اور پرندے:</u> یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حاضر خدمت تھا فرمایا مولوی جی دیکھو اس بالٹی میں کیا ہے۔ عرض کی حضور پانی ہے اور چڑیاں پانی پی رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا مولوی جی غور سے دیکھو۔ چڑیاں ہیں یا چڑے جب غور سے دیکھا تو سب نر، فرمایا کہ یہاں صرف مرد آتے ہیں یہاں عورتوں کا کوئی کام نہیں ۔سبحان اللہ ،گویا جانور بھی یہ جانتے تھے کہ یہ حضرت کرمانوالےؒ سرکار کی بارگاہ ہے۔

<u>طے الارض:</u> مولوی نور محمد صاحب پنوار بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم تین دوست حضرت قبلہ کی خدمت میں کرموں والا ضلع فیروز پور پہنچے، جس روز ہماری واپسی تھی لنگر کھلا کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ راستے میں بات چیت نہ کرنا۔ میرے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ تم مولوی صاحب کے پیچھے پیچھے چلنا۔ سفر پچاس کوس کا تھا۔ دس بجے صبح روانہ ہوئے اور عصر

Marfat.com

کے وقت اپنے گاؤں پہنچ گئے۔ سفر کا طے ہونا معلوم ہی نہ ہوا۔ چھ سات گھنٹوں میں ساٹھ میل کا سفر۔ سبحان اللہ یہ ہے طے الارض۔

**مرید کی حفاظت:** یہی مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے حجرہ میں سورۃ مزمل شریف پڑھ رہا تھا۔ نصف رات کا وقت تھا کہ یکا یک جنات بصورت چنگڑانیاں آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں چھرے تھے۔ میں خوفزدہ ہوا اتنے میں حضرت صاحب تشریف فرما ہوئے اور ان کو للکارا وہ بھاگ گئے۔ اولیاء کرام اپنے متوسلین کی ہر وقت نگہداشت فرماتے ہیں۔

**آپؒ کی توجہ سے رشتہ، اولاد مل گئی:** صوفی عبدالعزیز جالندھر والے حال چک 5TDA جوہر آباد سرگودھا بیان کرتے ہیں کہ میری منگنی ہو چکی تھی۔ شادی کی راہ میں میری درویشی رکاوٹ بن رہی تھی۔ سسرال والے رشتہ دینے میں لیت و لعل سے کام لے رہے تھے۔ اس پریشانی کا ذکر میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں کبھی نہ کیا۔ ایک دن میں حاضرِ خدمت تھا کہ حضرت قبلہ نے میرے ایک ہندو دوست مسمی رام دنگ سے جو مسلمان ہونے کے لئے میرے ساتھ آیا تھا۔ مخاطب ہو کر فرمایا۔ دیکھو جی اس کے (عبدالعزیز کے) سسرال اسے رشتہ نہیں دیتے ہیں۔ آپ جلال میں آ گئے اور کہا کہ وہ ہماری بہو ہے کون لے جا سکتا ہے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ انہیں کوئی اور رشتہ نہ ملا۔ سسرال والے خود ہمارے گھر آ کر رشتہ دے گئے۔ میرے ہاں بچے پیدا ہوتے مگر زندہ نہ رہتے تھے۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں تحریر کر دیا نہ تو دعا کے لئے عرض کیا اور نہ تعویز وغیرہ یا دوائی کے لئے کہا۔ ایک دفعہ آپ اجمیر شریف عرس کے موقع پر گئے۔ پاکپتن شریف سے حاجی صاحب (مؤذن مسجد) بھی بعد میں وہاں پہنچے۔ ان حاجی صاحب نے مجھے بتایا کہ قبلہ حضرت صاحب نے میرے لئے خواجہ غریب نوازؒ کے دربارِ عالیہ میں دعا فرمائی کہ عبدالعزیز کو اولادِ نرینہ عطا ہو، مجھے حق الیقین تھا کہ اب ایسا ہی ہوگا۔ میں نے گھر والی سے کہہ دیا کہ ایسی خوشی کے موقع پر جو کپڑے وغیرہ دیئے جاتے ہیں تیار کر رکھے۔ چنانچہ خدا نے مجھے لڑکا دیا۔ میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا۔ فرمایا! بچے کا نام چاہے "محمد اسلم رکھو چاہے محمد اشرف" میں نے بچے کا نام محمد اسلم رکھ دیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ انتظار کرو کہ محمد اشرف آنے والا ہے۔ جب

Marfat.com

دوسرا لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد اشرف رکھ دیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ بالکل ٹھیک کیا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت قبلہؒ کی دعا برکت سے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی عنایت کی ہیں۔

؎ گر برتنِ من زباں شود ہر موئے　　　یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد

**سونٹا عصائے موسیٰ بن گیا:** مولنا عبدالتواب صاحب اچھروی بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل میرے والد بزرگوار مولانا محمد عمر اچھروی مناظر اعظم نے بابا جی پیر سید محمد علی شاہ صاحب کے مشورہ سے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اکثر بسلسلہ تبلیغ و مناظرہ باہر جانا پڑتا ہے۔ لوگ بہت مخالف ہیں، بہتر ہوگا پستول کے لائسنس کے لئے درخواست دے دوں۔ سرکار نے بابا محمد دین کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ کسی درخت سے مضبوط سونٹا کاٹ کر لے آؤ۔ محمد دین نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی، قبلہ حضرت نے بابا محمد دین سے وہ سونٹا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر مولنا اچھروی (میرے والد ماجد) کے ہاتھ میں تھما دیا اور فرمایا مولوی جی! ہمیں پستول وستول کی ضرورت نہیں۔ یہ سونٹا عصائے موسیٰ کی طرح کام دے گا اور سب کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے حضرت مناظر اعظم جملہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہی رہے۔ کچھ عرصہ بعد پھر مولنا اچھروی مناظرِ اعظم نے عرض کیا کہ حضور مخالفت بہت بڑھ گئی ہے اب خیال ہے کہ پستول کا لائسنس لے لیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ مولوی جی یہ سونٹا گھر پر چھوڑ دیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں یہ گھر کی حفاظت کرے گا۔ ہمارا اور آپ کا خدا محافظ ہوگا۔ اس کے بعد مناظرِ اعظم نے کبھی کوئی چھڑی بھی ہاتھ میں نہ رکھی۔ ہر چند کہ دشمنوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر ہر بار مولنا اچھروی مناظرِ اعظم حضرت مرشدی کی توجہ سے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے اور مفسدہ پرداز ہمیشہ مصیبتوں اور آفات میں گرفتار رہے، یہ رب العزت اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاص مہربانی تھی۔

**مولنا اچھروی اور قمرالدین ذیلدار:** مولنا عبدالتواب خطیب مسجد ارائیاں والی اچھرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد مولنا محمد عمر اچھروی کو معلوم ہوا کہ میاں قمر الدین

Marfat.com

صاحب ذیلدار اچھرہ کے مدرسہ کے مولوی صاحب کا عقیدہ صحیح نہیں ہے خاص طور پر مسئلہ حاضر و ناظر میں جمہور سے اختلاف کرتے ہیں، میرے والد ماجد نے انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ انہوں نے اپنی جگہ ایک اور مولوی صاحب کو بھیجا جو والد صاحب کے مسکت دلائل کا جواب نہ دے سکے۔ اس وجہ سے ذیلدار صاحب کو مولٰنا اچھروی سے پرخاش ہوگئی اور ان کے درپئے آزار رہنے لگے۔ چونکہ انگریزی راج میں ذیلدار صاحبان بااقتدار شخصیت ہوتے تھے چنانچہ ذیلدار صاحب نے اعلانیہ کہا کہ جو شخص مولٰنا محمد عمر اچھروی کو قتل کرے گا اسے سزا نہیں ہونے دوں گا اور اس کے ہموزن نوٹ انعام کے طور پر دوں گا۔ خدا کا کرنا دیکھئے کہ وہی ذیلدار اپنی نیتِ بد کی وجہ سے سیڑھیوں پر سے گرا اور اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پندرہ سال تک شدید تکلیف میں مبتلا رہا آخر یہی تکلیف اس کی موت کا سبب بنی۔ اُس کے ایما پر ایک بدمعاش نے قبلہ والدم پر تین دفعہ حملہ کیا مگر قدرت خداوندی سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ یہی بدمعاش ایک کیس میں ملوث ہو گیا۔ باقی ملزم تو بَری ہو گئے۔ صرف اس کو عدالت سے سزا ہوئی اور جیل پہنچ گیا۔ جیل خانہ سے اپنے رشتہ داروں کے وسیلہ سے قبلہ والدم سے معافی کی درخواست کی۔ جب مناظر اعظمؒ نے معاف کیا تو جیل سے رہائی مل گئی یہ سارا تصرف حضرت قبلہ ہی کا تھا۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

**آپ کی دعا سے مولٰنا اچھروی کی رہائی:** مولٰنا عبدالتواب صاحب بیان کرتے ہیں کہ دورِ ایوبی میں بھی مولٰنا محمد عمر اچھروی مناظرِ اسلام کے خلاف حکومت وقت غلط مقدمات قائم کرتی رہی۔ چنانچہ ایک دفعہ انہیں حیدر آباد جیل میں بند کر دیا گیا۔ جب حضرت قبلہ صاحب نے سنا تو تین دن کھانا نہ کھایا اور ایک ماہ تک اپنے کمرے سے باہر نہ آئے۔ ایک ماہ کے بعد کسی بیلی نے آپ کو خبر دی کہ مولانا اچھروی رہا ہو گئے ہیں تو حضرت قبلہ از حد خوش ہوئے اور فرمایا دل تو چاہتا تھا کہ اس جرم کی پاداش میں حکومت کا تختہ اُلٹ دوں مگر

Marfat.com

رضائے الٰہی پر شاکر رہنا پڑتا ہے۔

؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست

**الاٹمنٹ بحال:** عبدالحمید چک 5TDA جوہر آباد سرگودھا نے بیان کیا کہ ہم جالندھر سے پاکستان میں آئے اور جوہر آباد میں زمین الاٹ ہوئی مگر اس زمین کو آباد کرنے کے بعد ہمیں بے دخل کر دیا گیا۔ دوسرے مہاجر وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے زمین پر قبضہ کر لیا۔ میں قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ حضور ہماری الاٹمنٹ ٹوٹ گئی ہے۔ فرمایا کہ ''گنڈی جائے گی''۔ افسر متعلقہ کے ساتھ پیار سے بات کرنا۔ چنانچہ میں ساہیوال متعلقہ افسر کی عدالت میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ کی توجہ سے وہی زمین ہمیں پھر الاٹ ہو گئی اور ہم دوبارہ مہاجر ہونے سے بچ گئے۔ یہ سب حضرت قبلہ کی توجہ کا اثر تھا۔

**حادثہ نجم نعمانی کو نئی زندگی ملی:** سید محمد یٰسین نجم نعمانی سبزداری ہیڈ ماسٹر مڈل سکول اوکاڑا فارم ایک دفعہ موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ مخالف سمت سے آتے ہوئے ایک دوسرے موٹر سائیکل سے ٹکر ہو گئی۔ یہ سڑک کے درمیان گرے اور دوسرا موٹر سائیکل سوار سڑک کے کنارے پر گرا۔ اتنے میں ایک تیز رفتار ٹرک پہنچ گیا قریب تھا کہ ٹرک نجم نعمانی صاحب کے اوپر سے گزر جاتا، اور ان کی موت واقع ہو جاتی۔ لیکن حضرت قبلہؒ نے انہیں پکڑ کر ایک ہی جست میں سڑک سے باہر کر دیا۔ ٹرک ڈرائیور نے بیان کیا کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک سفید ریش بابا نے جھٹ پٹ اس شخص کو اپنے دونوں بازوؤں میں پکڑا اور سڑک سے باہر رکھ دیا۔ ڈرائیور نے اس بزرگ کا جو حلیہ بتایا وہ حضرت صاحب کا حلیہ تھا جب نجم نعمانی صاحب حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں بحالی صحت کے بعد حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بابو جی ہم نے بچا ہی لیا۔

؎ اولیاء راہست قدرت از الٰہ　　تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ

**ملزمان بری:** چوہدری محمد انور بٹر بیان کرتے ہیں کہ میرے سوتیلے بھائی بشیر نے اپنے ایک رشتہ دار کو ستمبر 1947ء میں قتل کر دیا۔ پولیس نے میرے سگے بھائی، میرے بہنوئی اور بشیر و دیگر اشخاص کا چالان کر دیا اور یہ مقدمہ کورٹ میں ایک عرصے تک زیر سماعت رہا لیکن

Marfat.com

میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں جا کر اس بارے میں کچھ عرض نہ کیا۔ آپ ابھی پاک پتن شریف ہی میں تھے۔ میری والدہ میرے ایک عزیز کے ہمراہ خود ہی قبلہ حضرت کی خدمت میں دُعا کے لئے عرض گزار ہوئیں۔ آپ نے اس عزیز کے ذریعہ میری والدہ کو ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم آپ کے لڑکے کو بَری کر دے گا۔ والدہ نے عرض کیا میرا داماد؟ فرمایا وہ بھی بری، والدہ نے عرض کیا کہ بشیر بھی تو میرا بچہ ہے۔ میں نے اُسے پالا ہے، دنیا کیا کہے گی کہ اپنے لڑکے اور داماد کے لئے تو دعا کرائی مگر سوتیلے لڑکے کے لئے کچھ نہ کیا۔ رحمت حق جوش میں تھی۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا وہ بھی بری اور فرمایا کہ یامُھیمن کا ورد کرتے رہا کریں۔ سب بَری ہو جائیں گے اور ساتھ ہی فرمایا کہ جب تاریخ پر جائیں تو 20 سیر مٹھائی خود تیار کروا کر لے جائیں اور ختم شریف پڑھ کر تقسیم کریں۔ تاریخ پیشی پر والدہ صاحبہ ایک من مٹھائی لے گئیں۔ کیس کی سماعت تین دن کے بعد سیشن کورٹ میں ہونے والی تھی، جج صاحب نے فریقین کے دلائل سنے ملزمان کی طرف سے ملک محمد انور مرحوم ایڈووکیٹ سابق مشیر گورنر پنجاب وکیل تھے۔ ان کی جرح پر مدعی کا گواہ بوکھلا گیا اور کورٹ نے سب ملزمان کو بَری کر دیا۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے ایک من مٹھائی تقسیم کی۔ اللہ اکبر۔ والدہ صاحبہ کو حضرت صاحبؒ کے فرمودہ پر کتنا محکم ایمان اور کس قدر پختہ یقین تھا۔

اللہ اکبر۔

؎ سن اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی

○ عبدالحق نمبردار نے بیان کیا کہ ایک موچی کا دُبلا پتلا لڑکا حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی حضور مجھے سونچی (ایک قسم کی کبڈی) کا بہت شوق ہے۔ دعا کریں کہ میں کامیاب رہوں، فرمایا ہر "میدان میں فتح" چنانچہ یہ دُبلا پتلا انسان ہر میدان میں کامیاب رہا۔

**بلند نسبت کا احساس:** مؤلف (بندہ ناچیز) کو آپؒ کے ساتھ اپنی بلند نسبت کا پہلے احساس نہ ہوا تھا۔ میں 1962ء میں کیمبل پور شہر میں بسلسلہ ملازمت[1] مقیم تھا کہ ایک بزرگ صورت نوجوان[2] تشریف لائے اور ہنستے ہنستے کہنا شروع کیا کہ میاں صاحب کا بڑا

[1] بعہدہ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات۔
[2] یہ ایک فوجی افسر تھے۔ شریعت کے پابند۔ نام کے اظہار سے منع کر رکھا ہے۔

Marfat.com

فیض ہے اور انہیں (مؤلف کو) خبر ہی نہیں، اعلیٰ حضرت میاں صاحب کا اسم گرامی سنتے ہی میں چونکا اور کہا قبلہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا آپ کا تعلق شرقپور شریف سے نہیں ہے؟ میں نے کہا بے شک ہے، میں اعلیٰ حضرت کا غلام ہوں اور حضرت کرمانوالاؒ سرکار سے اپنی نسبت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں آپ کے گھر کی حدود میں داخل ہوا تو مجھے شرقپور شریف نظر آیا اور مجھے فوراً محسوس ہوا کہ یہاں میاںؒ صاحب کا کوئی غلام رہتا ہے اور اعلیٰ حضرت کی اس پر خاص شفقت ہے۔

مؤلف پر بے پناہ شفقت: لاہور سے 1964ء میں ''ابلیس'' نامی ایک رسالہ شائع ہوتا تھا۔ رسالہ کے مالک نے مجھے ''بلیک میل[1]'' کرنا چاہا اور کہا کہ اگر آپ نے دو ہزار روپیہ نہ بھیجا تو میں آپ کے خلاف ایسا مضمون شائع کروں گا کہ آپ کی بدنامی ہوگی۔ چونکہ یہ محض ایک فریب تھا۔ میں نے معذرت کر دی اور نماز تہجد کے وقت حضرت صاحب قبلہ کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہوا۔ پریشانی کے عالم میں شہِ نقشبند اور سرکارِ بغداد سے استمداد کرتے ہوئے چلا چلا کر بے ساختہ آوازیں دے رہا تھا، گریہ زاری کرتے ہوئے بے حال ہو رہا تھا۔ آخر تھک کر لیٹ گیا۔ غنودگی کے عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چارپائی پر انسانی جسم ہے اس کی گردن مروڑ دی گئی ہے، گردن مروڑنے میں ''ٹھک'' کی سی آواز پیدا ہوئی۔ میں اس آواز سے بیدار ہو گیا۔ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ دو دن بعد علم ہوا کہ ابلیس اخبار کے مالک کی جائیداد قرق ہو گئی ہے، دفتر نیلام ہو چکا ہے، وہ خود بھی روپوش ہے اور اخبار بھی بند ہے۔

O ایک آوارہ منش نوجوان نے مجھے تنگ کر رکھا تھا۔ ہر چند میں نے کوشش کی کہ باز آجائے مگر بے سود، میری بیٹی کی شادی کے موقع پر کیمبل پور میں اس بدطینت نے شرارت کرنا چاہی۔ میں نے بظاہر ہر انتظام کر رکھا تھا مگر حضرت قبلہ سرکار نے کچھ باطنی طور پر ایسا اعلیٰ انتظام کیا جو مجھے انہی بزرگ صورت شخصیت سے معلوم ہوا جنہیں میں نے شادی پر مدعو کر رکھا تھا مگر نہ آئے۔ حضرت پیر محمد شفیع صاحبؒ چورہ شریف والے تشریف فرما تھے۔

---

[1] بلیک میل black mail کسی نہ کسی طریقہ سے خواہ جائز ہو یا ناجائز۔ درست ہو یا غلط، عمر یا زید سے روپیہ بٹورنا۔

Marfat.com

فراغت کے بعد میں ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف نہیں لائے۔ کیا وجہ ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ بھائی صاحب! ہم تو آپ ہی کی ڈیوٹی پر متعین تھے اور میرے ساتھ کئی اور بزرگ بھی تھے۔ آپ کے دادا[1] جان بھی تھے اور یہ سب کچھ آپ کی سرکار کے حکم سے ہوا۔ ہم نے شب و روز ڈیوٹی دی کہ مبادا کوئی شرارت پھیلا دے۔ چنانچہ شادی کا کام بخیر وخوبی سرانجام پا گیا۔ سبحان اللہ یہ تھی قبلہ سرکار کی شفقت، تصرف اور اس عاجز پر کمال مہربانی۔

حضرت کی بزرگی کا احساس: ایک دفعہ ماڑی انڈس ریلوے اسٹیشن پر مؤلف سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں بیٹھنے کے ارادہ سے جب دروازہ پر پہنچا تو چند درویشوں نے مجھے روکا اور کہا کہ اس ڈبہ میں ہمارے حضرت صاحب تشریف رکھتے ہیں، آپ کسی اور ڈبہ میں چلے جائیں۔ ان بزرگوں نے مجھے دیکھ لیا تو فرمایا کہ انہیں مت روکیے میں اس ڈبہ میں داخل ہوا اور علیک سلیک کے بعد بیٹھ گیا۔ تو ان بزرگوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کی نسبت کس بزرگ سے ہے، عرض کیا کہ سرکار حضرت کرمانوالاؒ سے۔ جونہی انہوں نے سرکار کا نام نامی سنا اُٹھ کر بغل گیر ہوئے اور بڑی شفقت اور محبت سے پیش آئے اور اپنے خادموں سے فرمایا کہ میں نے اسی لئے کہا تھا کہ انہیں مت روکیے کہ مجھ کو ان کی نسبت ایک مرد کامل سے معلوم ہو رہی ہے۔ (سبحان اللہ کیا مقام ہے، حضرت سرکار کا کہ ان کا ادنیٰ غلام بھی ان کی نسبت سے معزز اور محترم ہے)۔

یہ واقعہ 1964ء کا ہے۔

؎ گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ | مثل ذرّہ آفتاب تابانیم

ترجمہ: اگرچہ ہم چھوٹے ہیں لیکن نسبت بڑی اور اس نسبت سے شرف حاصل ہے جس طرح ایک ذرہ ناچیز آفتاب کی روشنی سے چمک جاتا ہے۔

---

[1] مؤلف کے دادا میاں شنگرف علی مرحوم تھے۔ میری عمر تین سال کی ہو گی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مرد مومن تھے اور اس عاجز سے از حد محبت کرتے تھے۔ انہی کی دعا سے میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تاریخ وفات 1921ء ہے۔

Marfat.com

**گم شدہ لڑکا مل گیا:** سید محمد قاسم شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب حال خطیب نوٹنگھم انگلینڈ نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ایک مرتبہ میں (پیر زاہد حسین صاحب) حضرت کرمانوالا کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا میں ہندوستان سے ہجرت کر کے آیا ہوں۔ میرا تمام اہل وعیال کفار نے شہید کر دیا، لیکن ایک لڑکا زندہ ہے۔ وہ مجھے اب تک نہیں مل سکا۔ دعا فرمائیں میرا لڑکا مجھے مل جائے۔ حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ''جاؤ اللہ رحم فرمائے گا'' اس نے عرض کیا، میں تو لڑکا لے کر جاؤں گا۔ حضرت صاحب دوسرے لوگوں سے گفتگو فرمانے لگے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا تم جاؤ اس نے پھر عرض کی ''لڑکا لے کر جاؤں گا''۔ حضرت صاحب نے غصہ میں فرمایا اس کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس شخص کو باہر نکال دیا گیا۔

باہر جا کر اس شخص نے برلب سڑک دیکھا تو اس کا لڑکا وہاں کھڑا تھا۔ پوچھا تو یہاں کیسے آیا۔ کہنے لگا میں آگرہ میں ایک سکھ کی بھینسیں چرا رہا تھا کہ ایک بزرگ سفید ریش مجھے ملے اور فرمایا تو باپ کو ملنا چاہتا ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ تو اس بزرگ نے مجھے یہاں لا کر چھوڑ دیا ہے۔ وہ آدمی سمجھ گیا کہ حضرت صاحب کی مہربانی اور کرامت سے آیا ہے۔ لہٰذا وہ حضرت صاحب کی خدمت میں اسے پیش کرنے کے لئے دوبارہ حضرت صاحب کے پاس جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا دیکھو وہ شخص دوبارہ آ گیا ہے۔ اس کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس کو باہر نکال دیا گیا۔ اس دوران میں لڑکے نے حضرت صاحب کو دیکھ کر کہا یہی بزرگ ہیں جو مجھے یہاں لائے ہیں۔

**عقیدت مند کی مدد ہر مقام پر:** مرزا افضال بیگ لاہوری بیان کرتے ہیں کہ میں ماں باپ کا اکلوتا لڑکا ہوں میرا تنازعہ زمین اپنے رشتہ داروں سے تھا۔ جو تعداد میں زیادہ ہیں۔ یہ لوگ مجھے بہت تنگ کرتے تھے۔ کورٹ میں مقدمہ تھا۔ تاریخ فیصلہ سے تین چار روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک وسیع میدان میں ہوں میرے مخالفین مجھ پر حملہ آور ہیں، میں خالی ہاتھ ہوں اور پیچھے ہٹتا جا رہا ہوں۔ اچانک حضرت قبلہ نمودار ہوئے۔ ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہے۔ آپ نے وہ ڈنڈا مجھے دے دیا اور فرمایا کہ ان کو مارو پیچھے کیوں ہٹتے ہو۔

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ میری پُشت پر بڑ کا ایک عظیم درخت ہے۔ یہ درخت میری پشت پناہ بن گیا ہے اور میں مخالف فریق پر ڈنڈے برسا رہا ہوں۔ آخر یہ لوگ بھاگ گئے اور تاریخ فیصلہ پر فیصلہ میرے حق میں ہوا۔

**لندن میں مقیم مرید کی رہنمائی:** صوفی محمد ابراہیم صاحب سکنہ میروال بیان کرتے ہیں کہ محکمہ ریلوے کا ایک کلرک حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا بابو جی! آپ کو ہم ولایت بھیجیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سرکاری ڈیوٹی پر ولایت چلے گئے۔ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ بابو جی وہاں کا ذبیحہ مشکوک ہوتا ہے سبزی وغیرہ کھا لیا کریں۔ ایک مرتبہ کسی ہوٹل میں ایسا کھانا آیا کہ تھی تو سبزی مگر بابو صاحب پہچان نہ سکے۔ پریشان تھے کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ اچانک حضرت صاحب مع حاجی نظام دین ظاہر ہوئے اور حاجی نظام دین سے کہا کہ حاجی جی! دیکھئے بابو جی کھانا نہیں کھا رہے ذرا معلوم کیجئے سبزی ہے یا گوشت۔ حاجی صاحب نے کہا حضور سبزی ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا بابو جی سے کہو کہ سبزی ہے کھا لیں۔ چنانچہ بابو جی سے کہا گیا تو انہوں نے کھانا کھا لیا۔ یہ حضرتؒ صاحب کے کمال درجہ کی رہنمائی تھی کہ ہر مقام پر آپ دستگیری فرماتے۔

**غلبہ محبت:** محمد سلیمان از ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک پولیس حوالدار حضرت صاحب کا عقیدت مند تھا اُسے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری کا خیال آیا۔ رُخصت حاصل کئے بغیر سفر کا قصد کر لیا۔ دوستوں سے کہہ دیا کہ اگر کوئی دریافت کرے تو کہہ دینا کہ یہیں کہیں ہو گا۔ وہ ظہر کے وقت پہنچا۔ اس وقت ملاقات کی اجازت نہ تھی۔ درویش نے روکا۔ اس پر محبت غالب تھی درویش سے گتھم گتھا ہو گیا۔ اور حضرتؒ قبلہ صاحب کی خدمت میں پہنچ گیا۔ قبلہ حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ بیلیا یہ اچھا نہیں کیا، وہ درویش بھی ڈیوٹی پر تھا۔ حوالدار نے عرض کی مجھ پر محبت کا غلبہ تھا رُک نہ سکا۔ اُس نے عرض کیا۔ حضور بغیر رخصت کے آیا ہوا ہوں فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ ہمارے پاس ہو جب وہ حوالدار واپس گیا تو کسی نے بالکل نہ پوچھا۔

**نماز قضا کرنے پر تنبیہہ:** محمد سلیمان مہاجر سبزی فروش سکنہ ننکانہ صاحب نے بیان کیا

Marfat.com

کہ چند احباب نے مجھے دعوت پر بلایا سردی کا موسم تھا۔ کھانا کھانے کے بعد رات بارہ بجے تک بیٹھے رہے۔ گھر آیا تو نماز کے لئے کھڑا ہوا مگر نیند کا غلبہ تھا۔ نماز نہ پڑھ سکا لیٹ گیا۔ دو بجے کے قریب حضرت صاحب نے مجھے کان سے پکڑ کر اٹھا دیا کہ تارک نماز لوگوں کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر نماز پڑھے بغیر سو گیا۔ نماز تمہارا باپ پڑھے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو کان درد کر رہا تھا۔ چنانچہ نماز عشاء ادا کی اور آئندہ کے لیے تائب ہوا۔

**اتباع شریعت میں برکت:** حکیم محمد امین ننکانہ صاحب والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے گیٹ سے باہر کار کھڑی کی اور خود اندر آ کر دیکھا کہ قبلہ حضرت صاحب تشریف فرما ہیں۔ حضرت قبلہ نے اُسے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اُس نے بتایا کہ حیدر آباد سندھ سے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا اور پھل فروٹ کے دو ٹوکرے لے کر اندر داخل ہوا۔ ایک ٹوکرا تو اس نے خود اُٹھا رکھا تھا اور دوسرا اس کے ملازم نے، جونہی اُس نے ٹوکرے رکھے قبلہ حضرت صاحب کو جلال آ گیا اور فرمایا کہ باہر نکال دو اسے اور ٹوکرے بھی باہر پھینک دو۔ درویشوں نے اُسے باہر کر دیا اور وہ باہر غمزدہ حالت میں بیٹھا رہا۔ مناسب موقع پر میں نے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور سائل پر شفقت فرمائیے۔ خدا جانے کس پریشانی میں مبتلا ہے۔ فرمایا مجھے رشوت دیتا ہے اس کی بیوی فوت ہو گئی ہے اس کی سالی کسی غریب آدمی کے گھر تھی۔ اس سے زبردستی طلاق حاصل کی اور اب اُسے اپنے گھر میں ڈال رکھا ہے۔ وہ عورت سخت بیمار ہے، میرے پاس صحت یابی کے لئے دعا کرانے کے لئے آیا ہے اور یہ پھل مجھے رشوت کے طور دے رہا ہے۔ میں نے حضرت کی زبان فیض ترجمان سے یہ واقعہ سنا تو مطمئن ہو گیا۔ میں (حکیم صاحب) نے موقعہ پا کر اس شخص سے تصدیق چاہی۔ اس نے تسلیم کیا کہ سب کچھ درست ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا ان واقعات کو حضرت صاحب نے بیان کیا ہے میں نے اثبات میں جواب دیا اس نے میری منت سماجت کی اور کہا کہ مجھے حضرت صاحب سے پچھلے گناہوں کی معافی لے دیں اور جو حکم ہو گا مجھے تسلیم ہے۔ موقعہ پا کر میں (حکیم صاحب) نے قبلہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور اُسے معافی

Marfat.com

مل سکتی ہے یا نہیں فرمایا مل سکتی ہے، وہ اس عورت کو اس کے گھر بھیج دے۔ اس کے نادار خاوند یعنی اپنے ہم زلف کی امداد کرے۔ تو ہم اُسے اس سے اچھی بیوی کی بشارت دیتے ہیں اور وہ بیوی حسین وجمیل بھی ہو گی اور مالدار بھی۔ جب میں (حکیم صاحب) نے اس شخص سے یہ صورت بیان کی تو وہ میرے ساتھ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سچے دل سے اپنی غلطی کا اقرار کیا معافی مانگی۔ حضرت قبلہ کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے کا پکا وعدہ کیا۔ حیدرآباد پہنچ کر اس نے یہ وعدہ سچا کر دکھایا۔ چنانچہ دو سال بعد وہ شخص مجھے پھر (حکیم صاحب کو) حضرت کرمانوالا میں ملا۔ اس نے مجھے پہچان لیا اور بتایا کہ اس کی شادی ایک سندھی جاگیردار کے ہاں ہو گئی ہے۔ بیوی قبول صورت اور کافی جہیز لے کر آئی ہے۔ یہ نئی اور بڑی کار بھی سسرال نے دی ہے۔ چنانچہ حضور کی توجہ سے وہ گم کردہ راہ انسان صحیح العقیدہ مسلمان ہو گیا۔

؎ صحبت شان خاک را اکسیر کرد　　　لُطف شان بَر ہر دِلے تاثیر کرد

اتباع سنت میں کس قدر برکت ہے۔ اللہ!......اللہ۔

آتش بازی سے نفرت: محمد سلیمان ساکن ننکانہ صاحب نے بیان کیا کہ ننکانہ صاحب میں سکھ یاتری آئے ہوئے تھے رات کو آتش بازی کا پروگرام تھا۔ میں یہ پروگرام دیکھنے کے لئے بنچ پر بیٹھا ہی تھا کہ اونگھ آ گئی قبلہ حضرت صاحب نے ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ یہاں تمہارا کیا کام۔ چنانچہ میں حضرت قبلہؒ کی تادیب کے بعد وہاں سے چلا آیا۔

آپ سے وابستگی قائم: مولانا بشیر احمد ساکن چشتیاں شریف بیان کرتے ہیں، میں نے قبلہ حضرت کرمانوالا کی بیعت بچپن میں کی تھی۔ دس بارہ سال تک دیو بند میں تعلیم حاصل کی۔ جی چاہتا تھا کہ بیعت توڑ دوں پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو حضرت خفا ہو جائیں۔ ایک دفعہ پھر خیال آیا کہ دوبارہ بیعت کر لوں۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم نے چھوڑا ہو گا۔ میں نے تو نہیں چھوڑا۔ میں نے بہت زور مارا کہ تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی کا مرید ہو جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ واپس دیو بند چلا گیا۔ ایک بار عبدالقادر صاحب رائے پوری کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کا خیال آیا۔ مگر مرید نہ ہوا۔

Marfat.com

دیو بند میں مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی تشریف لائے۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے اعلان کیا کہ جو کوئی ان کا مرید ہونا چاہے وہ آ جائے خیال آیا کہ جلدی نہیں کرنی چاہیے چونکہ حضرت صاحب کا تصرف تھا اس لیے پھر پھرا کے آپ ہی کا ہو رہا۔

**نون وزارت ختم:** حکیم حاجی شیر محمد صاحب بگی ڈل والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں شام کے وقت حاضر تھا۔ فرمایا کہ فلاں شیشم کا درخت جڑ سے اکھاڑا جائے۔ عرض کیا حضور شام ہو گئی ہے۔ اندھیرا ہے، صبح حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ حضور نے جذبہ سے فرمایا کہ نہیں ابھی اکھاڑ دو۔ چنانچہ بیلی اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بیلیا ''نون'' کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ یہ راز میری سمجھ میں نہ آیا۔ میں یہ سن کر خاموش رہا۔ صبح جب اخبار دیکھا تو سرخی یہی تھی کہ نون وزارت مستعفیٰ ہو گئی ہے اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔

**مریدوں کی پاسداری:** حاجی حکیم شیر محمد صاحب بگی ڈل والے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا کہ فرمایا ''بچے چھت پر سے گر پڑتے ہیں۔ رب کریم رحم کر دے گا''۔ میں کچھ نہ سمجھا مگر جب گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ میری لڑکی جس کی عمر چار سال تھی۔ اچانک چھت سے فرش پر گر پڑی تھی مگر چوٹ سے بالکل محفوظ رہی۔ جیسے کسی نے ہاتھوں پر لے لیا ہو۔

○ میاں محمد شریف گورنمنٹ کنٹریکٹر بہاول شیر روڈ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد میاں کرم الٰہی نے فیروز پور شہر کے قیام کے دوران میں دوسری شادی کر لی۔ یہ عورت بہت جھگڑالو قسم کی تھی۔ روز روز کی کشمکش سے تنگ آ کر والد صاحب نے اُسے طلاق دے دی۔ اس عورت نے والد صاحب کے خلاف گیارہ مقدمے مقامی عدالت میں دائر کر دیئے۔ میرے والد صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضر ہوئے۔ آپ نے اس مصیبت کے سدِّ باب کے لیے صرف یہ فرمایا کہ جب مقدمہ کی تاریخ پر جاؤ تو دہی کھا کر جایا کرو۔ چنانچہ قبلہ والد صاحب ایسا ہی کرتے رہے۔ اس عمل سے آہستہ آہستہ دس مقدمے خارج ہو گئے۔ گیارھواں مقدمہ حق مہر کا تھا اس نے طول کھینچا آخر زائد المیعاد ہو کر وہ بھی

Marfat.com

خارج ہو گیا۔

؎ اولیاء راہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

دیرینہ کمر درد دور: مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب مسجد بستی بلوچاں شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلی دفعہ قبلہ حضرت کرمانوالا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پاک پتن شریف حاضر ہوا۔ آپ ان دنوں عید گاہ پاک پتن شریف میں فروکش تھے۔ گرمی کی شدت تھی بجلی کا کوئی انتظام نہ تھا میں پنکھا ہلا رہا تھا۔ یہ خدمت سرانجام دیتے دیتے میں تھک کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تھک گئے ہو۔ عرض کیا کہ کمر میں درد شروع ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ کھڑے ہو کر پنکھا ہلاؤ، درد وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ میں تعمیل حکم میں کھڑا ہو گیا پنکھا کرنے کی خدمت سنبھال لی۔ درد جاتا رہا۔ کمال یہ ہے کہ آج بائیس سال کا عرصہ ہونے کو ہے مگر مجھے کمر میں درد نہیں ہوا۔

سبحان اللہ۔

تپ تلی ختم: یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں تپ تلی کا ایک مریض حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا بیلیا! ڈاڑھی رکھ لو۔ ڈاڑھی بڑھتی جائے گی تلی کم ہوتی جائے گی چنانچہ اس نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ نماز بھی پابندی سے پڑھنے لگا اور صحت یاب ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا اپنا پیر جو شریعت کا پابند نہ تھا اس کے ہاں آ نکلا اور اُسے ڈاڑھی رکھنے پر ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ مسیتڑ ہو گئے ہو۔ چھوڑو نماز اور منڈوا ڈالو ڈاڑھی۔ اس بدنصیب نے اس شیطانی حکم کی تعمیل کی بس پھر کیا تھا دوبارہ سابقہ مرض عود کر آیا۔ وہ بہت گھبرایا حضرت قبلہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ آپ نے شفقت فرمائی اور پھر وہی نصیحت کی اس نے ڈاڑھی بڑھائی تو تلی کم ہونا شروع ہو گئی۔ آئندہ کے لئے سچی توبہ کی اور بیماری سے صحت کاملہ حاصل ہو گئی۔

مہاجر مرید کی مدد: محمد یعقوب مفتی نسبت روڈ والے بیان کرتے ہیں کہ میری رہائش پٹھان کوٹ میں تھی اور ملازمت دھاریوال میں۔ چونکہ تحریکِ پاکستان سے میرا گہرا تعلق تھا اس لیے ہندو لوگ میرے سخت مخالف تھے مگر ایک ہندو بابو نیک چند سے میرے اچھے مراسم تھے۔ وہ خفیہ خفیہ مجھے ہندو مہا سبھائیوں کی سکیموں سے خبردار رکھتا تھا۔ ایک دن اس نے بتایا

Marfat.com

کہ آج رات تمہارے محلّہ پر حملہ ہوگا اور بالخصوص تمہارے مکان پر۔ ہم بہت پریشان تھے مگر اس دن شام سے پہلے ہی ملٹری کانوائے پہنچ گئی۔ میں ضروری سامان لینے کے لئے مکان تک گیا کچھ دیر کے بعد جب واپس آیا تو ملٹری گاڑیوں میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی میں نے بیوی بچوں کو بمشکل تمام ایک گاڑی میں دھکیلا اور خود اپنی جگہ حاصل کرنے کے لئے گاڑیوں کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ مگر بے سود، حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا کہ یہاں کے ہندو میرے سخت دشمن ہیں اور مجھے گاڑی میں جگہ نہیں مل رہی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ڈرائیور گاڑی سے نیچے اُترا اور کہا کہ میں آپ کو بڑی دیر سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ آپ چھت پر چڑھ جائیں۔ میں فوراً چھت پر چڑھ گیا۔ ملٹری افسر نے اعتراض کیا۔ ڈرائیور نے کہا کہ یہ میرا عزیز ہے۔ آخر ملٹری افسر نے اس شرط پر اجازت دے دی کہ چھت پر لیٹ جائے مگر اس کی ذمہ داری نہیں لی جائے گی۔ ڈرائیور نے کہا منظور ہے ہم خدا کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت پاکستان پہنچ گئے۔ جب اپنے خاندان کی رہائش کے بندوبست سے فراغت پائی تو میں حضرت صاحب کی خدمت میں حضرت کرمانوالا (اوکاڑا) حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ”سب بیلی پاکستان پہنچ ہی گئے“ یعنی تمام متوسلین بغیر کسی جانی نقصان کے منزل مقصود پر پہنچے ہیں۔ یہ حضرت کا تصرف تھا کہ اِن کا ہر متوسل دشمن کے شر سے محفوظ رہا۔ سبحان اللہ۔

**اپنے نعت خواں کی مدد:** چک چوہدری والا کا ایک زمیندار چوہدری محمد اسلم آپ کے نعت خوان غلام محمد کو تنگ کرتا تھا، غلام محمد نے آپ سے شکایت کی کہ محمد اسلم مجھے گاؤں سے نکال دینے پر تُلا ہوا ہے۔ اس نے مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چوہدری تو خود ہی چلا جائے گا چنانچہ وہ علاقہ سندھ میں چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا اور غلام محمد ابھی تک وہیں اسی گاؤں میں ہے۔

**نمازِ تہجد قضا پر تنبیہہ:** صوفی ابراہیم سکنہ 196 ماڑی لائل پور حال فیصل آباد نے بیان کیا کہ ایک زمانے میں میری نمازِ تہجد قضا ہونے لگی اور یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بعض بیلی غفلت کرتے ہیں اور نمازِ تہجد کے لئے نہیں اُٹھتے۔ پھر جلال میں آ کر کہا کہ اگر عمل کی طاقت نہیں اور عمل کا پختہ

Marfat.com

ارادہ نہیں کر سکتے تو پھر یہاں کیوں آتے ہو۔ آپ کی سرزنش کے بعد میری تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔

## جنّات پر تصرف:

صوفی اللہ دتہ لاہوری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک معمر آدمی بہاول پور سے آیا اور کہا کہ حضور! بہاول پور کے ایک گاؤں میں ایک لڑکی کو آسیب ہو گیا ہے۔ جنات کا کہنا ہے کہ وہ پانچ بھائی ہیں اور آپ کے مرید ہیں۔ اس لڑکی نے ان کی رہائشی جگہ پر پیشاب کر دیا تھا محض لڑکی کو سمجھانے کے لئے اُسے آسیب میں مبتلا کیا گیا اب وہ چلے گئے ہیں۔ اس آدمی کی بات ختم ہونے پر حضرت قبلہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ وہ پانچ بھائی ہیں اور یہاں قریب ہی رہا کرتے تھے۔ اب تھوڑے عرصے سے بہاول پور کے علاقہ میں چلے گئے ہیں۔ وہ میرے ملنے والے ہیں۔ اکثر میرے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ نہایت ہی پرہیزگار اور نیک ہیں۔ انہوں نے لڑکی کی اس بُری حرکت پر اُسے صرف سرزنش کی ہے۔

<u>بد عقیدہ راہِ راست پر:</u> سید عبدالرشید صاحب ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر لاہور بیان کرتے ہیں کہ گو ہمارے گھر میں دینی ماحول تھا اور ہمارے بزرگ حنفی المذہب تھے، مگر میرے عقائد تہذیب نو کی وجہ سے ملحدانہ سے ہو گئے تھے۔ بالخصوص پیران عظام اور گدی نشیں حضرات مجھے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ میں کہا کرتا تھا کہ انہوں نے محض دنیا کمانے کے لئے پاکھنڈ رچایا ہوا ہے۔ روحانی تصرف محض فریب ہے۔ میں انسانی وسیلہ کا سختی سے مخالف تھا۔ کشف و کرامات کو اتفاقی اور حسنِ عقیدت کو ایک جاہلانہ پیر پرستی اور مزارات پر حاضری کو توہم پرستی سمجھتا تھا۔ میرے ایک دوست نصیر الدین حضرت قبلہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف حضرت کرمانوالے کے عقیدتمند تھے۔ وہ اکثر اوکاڑا جایا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا وہ میرے انکار کے باوجود مجھے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے جب ہم حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے تو لوگ کافی تعداد میں حاضر تھے اور بعض نذر نیاز بھی پیش کر رہے تھے بعض ارادتمند قدم بوس ہو رہے تھے۔ ایک دو شخص آپ کی مٹھی چاپی

Marfat.com

کرر ہے تھے۔ ہم خاموشی سے بیٹھ گئے قبلہ حضرت صاحب نے نصیر صاحب سے بات چیت کی لیکن مجھ سے مطلق کوئی گفتگو نہ کی دیگر حاضرین محفل سے بھی گفتگو فرماتے رہے۔ لنگر کے وقت سب کو کھانے کے لئے بھیج دیا۔ ہم بھی چلے آئے سب لوگ دو رویہ بیٹھے ہوئے تھے اور تین تین چار چار آدمی ایک مٹی کے پیالہ میں سالن آگے رکھے کھا رہے تھے، ایک شخص کی ناک بہ رہی تھی۔ مجھے اس طریقہ سے کچھ گھن سی پیدا ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اندر سے آیا اور اس دیہاتی سے جس کی ناک بہہ رہی تھی کہا کہ حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔ اس نے واپس آ کر بتلایا کہ قبلہ شاہ صاحب بہت ناراض ہوئے ہیں اور اُسے ڈانٹا ہے کہ تم ناک صاف کیوں نہیں کرتے۔ پاس بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہے۔ میں یہ سن کر از حد حیران ہوا کہ قبلہ شاہ صاحب تو اندر تھے، کھانا کھانے والے اشخاص بالکل اوٹ میں تھے۔ کئی دیواریں راستہ میں حائل تھیں انہیں اس شخص کا حال کیسے معلوم ہو گیا اور میرے دل کی نفرت کا کیسے علم ہوا۔ اس واقعہ سے میرے دل نے حضرت صاحب کی بزرگی کا کچھ اثر قبول کیا۔ نماز کے وقت صرف پوری ڈاڑھی والے پہلی صف میں اور دیگر زائرین پچھلی صفوں میں تھے۔ میں نے اس تفریق کو بھی ناپسند کیا۔ نماز عصر کے بعد حضرت قبلہ نے نصیر صاحب سے فرمایا کہ تمہیں تکلیف تو ہو گی لیکن میں تمہارے ساتھی سے علیحدگی میں بات کروں گا چنانچہ مجھے اور نصیر صاحب کو فرمایا کہ بابو جی اچھے خاندان سے ہیں صرف بد عقیدہ ہو گئے ہیں۔ صحیح راہ پر آ جائیں گے، اسی دوران میں ایک مولوی صاحب دیپالپور سے حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ صحت یاب نہیں ہو رہی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ مولوی جی آپ کیا کام کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بس جی نماز پڑھاتا ہوں اور کچھ نہیں کرتا۔ آپ کے بار بار دریافت کرنے پر اس نے کچھ نہ بتایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ مولوی جی پیٹ میں کیا ڈالتے ہو؟ مولوی صاحب پھر خاموش رہے۔ آپ کو جوش آ گیا۔ فرمایا نکال دو اس بے ایمان کو جھوٹ بولتا ہے۔ درویشوں نے اسے دھکے دے کر نکال دیا مگر وہ باہر جا کر ایک کھالے پر بیٹھ گیا۔ آپ کے اس سلوک سے میرے دل میں کچھ کدورت سی پیدا ہو گئی۔ شام کے قریب آپ نے ایک درویش کو بھیجا کہ جاؤ اس مولوی کو بلا لاؤ۔ کسی نے کہا وہ

Marfat.com

تو چلا گیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں باہر ہی ہے، کہیں کھالے پر بیٹھا ہوگا۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس سے پھر دریافت فرمایا کہ "مولوی! کی کرنا ایں۔" اُس نے پھر یہی کہا کہ نماز پڑھاتا ہوں، اور لوگ تنخواہ اور روٹی دیتے ہیں، آپ نے جوش میں آ کر کہا کیا تم ایک گجر کے منشی نہیں ہو اور ہر روز پانی ڈال کر دو گڑوی دودھ نہیں بچاتے ہو اور بے ایمانی سے پیٹ نہیں پالتے ہو؟ جاؤ تمہاری بیوی کا اب کوئی علاج نہیں۔ وہ فوت ہوگئی ہے۔ اس کو جا کر دفن کرو۔ ان سب حالات سے میں حضرت صاحب کی بزرگی معرفت اور خداشناسی کا قائل ہو گیا۔ مجھے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ کبھی کبھی آ جایا کرو میں نے عرض کیا حضور اتنا وقت نہیں ہوتا کہ جلدی جلدی سفر اختیار کروں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے، نیز ارشاد فرمایا کہ کبھی کبھی داتا صاحب اور پاک پتن شریف بھی جایا کرو۔ بزرگوں کے مزارات پر جانے سے برکت ہوتی ہے۔

**مرید پر نظرِ التفات:** میں 57-1956ء کے دوران میں محکمہ سپلائی وڈویلپمنٹ میں اسسٹنٹ تھا۔ محکمہ آبادکاری نیا نیا کھلا تھا۔ میں ایک دفعہ اپنے ایک دوست ذکی احمد سعید کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے بھائی جو چیف اکوئنٹ افسر مغربی پاکستان تھے راولپنڈی تشریف لائے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اس نئے محکمہ میں آ جائیں، آپ کو اکاؤنٹنٹ کی پوسٹ پر لے لیں گے۔ میں بادل نخواستہ اپنے محکمہ سے عبوری طور پر اس محکمہ میں آ گیا اور مجھے پاک پتن شریف جانے کے احکام مل گئے۔ اسی نئی جگہ جانا تو نہ چاہتا تھا مگر افسران بالا کی یقین دہانی پر کہ تمہیں جلد واپس بُلا لیا جائے گا پاک پتن شریف پہنچ گیا۔ شہر سے ناواقف تھا۔ رات گزارنے کے لئے درگاہ حضرت بابا گنج شکرؒ میں پہنچا اور ایک حجرہ میں رات بسر کی، جب میں صبح کی نماز باجماعت ادا کر چکا تو ایک صاحب نے مجھ سے علیک سلیک کی اور مجھے اپنے ساتھ اپنے عالی شان مکان پر لے آئے۔ ناشتہ کا انتظام کیا اور مجھے الگ جگہ قیام کے لیے دے دی اور دو خادم بھی۔ نیز فرمایا کہ آپ یہاں بے تکلف رہیں جب تک آپ کا کوئی انتظام نہیں ہوتا میرے پاس قیام رکھیں۔ میں حیران تھا کہ میں تو انہیں بالکل نہیں جانتا۔ شاید یہ کسی غلط فہمی میں ہیں۔ آخر میں نے ہمت سے کام لیا اور اُن سے دریافت کیا کہ میں تو

Marfat.com

آپ کو پہلے سے نہیں جانتا۔ آپ میرے لئے اتنی تکلیف فرما رہے ہیں، آخر اس کی کوئی وجہ؟ انہوں نے فرمایا کہ آج رات حضرت کرمانوالی سرکارؒ نے مجھے خواب میں فرمایا کہ ہمارا ایک بچہ پہلی دفعہ پاک پتن شریف میں آیا ہے اور اسے میں نے ہی بھیجا ہے، اُسے تکلیف نہ ہو۔ انہوں نے آپ کا حلیہ بھی بتا دیا تھا۔ جس سے میں نے آپ کو پہچان لیا۔ اس واقعہ سے میں حضرت صاحب کے تصرف، روحانیت کشف و کرامات کا پہلے سے بھی زیادہ قائل ہو گیا۔ پاکپتن شریف والے میزبان خود دیوان غلام قطب تھے۔

اس تبدیلی کے بعد میری تنخواہ بھی دوگنی ہوگئی اور جلد از جلد ترقی کرتے ہوئے آج ۱۹۷۵ء میں ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر لاہور کے منصب پر فائز ہوں۔ سبحان اللہ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

<u>کرم در کرم (پیدائشی رسولی ختم)</u>: جنید اشرف بٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1955ء کا واقعہ ہے۔ میں میٹرک کر چکا تھا میرا ایک بہت قریبی دوست اشرف خاں پیدائشی بیمار تھا۔ اس کے پیٹ میں بائیں طرف پتھر کی مانند سخت بہت بڑی رسولی تھی بڑے علاج کرائے مگر آرام نہ آیا۔ اس کا والد بھی قابل حکیم تھا۔ لیٹنے یا کرسی پر بیٹھنے کے سوا وہ کہیں اُٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ ان دنوں دفتروں میں اتوار کی تعطیل ہوتی تھی وہ مجھ سے پوچھتا تھا کہ ہر اتوار کو تم کہاں جاتے ہو۔ جواب سیدھا تھا کہ میں اپنے پیروں کی زیارت کے لیے جاتا ہوں۔ ایک اتوار کو وہ صبح سے ہی میرے انتظار میں تھا جونہی میں گھر سے نکلا تو کہنے لگا کہ تیرے پیروں کو پھر مانوں کہ جو رسولی میں نے اٹھائی ہوئی ہے یہ ختم ہو جائے اور میں ٹھیک ہو کر آؤں۔ میں نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ہم دونوں لاہور سے بذریعہ ٹرین اوکاڑا اور وہاں سے پیدل کرمانوالا شریف پہنچے بھوک نے سخت پریشان کیا ہوا تھا دل میں بار بار یہی خیال آرہا تھا کہ جاتے ہی لنگر شریف ملے۔ حالانکہ لنگر شریف کا وقت نہ تھا بھوک سے

Marfat.com

نڈھال تھے خیر کرمانوالا شریف پہنچے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ حضور کرمانوالی سرکار تشریف فرما تھے۔ کچھ بیلی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ محو گفتگو تھے دروازہ کی آہٹ سے آپ کی توجہ ہماری طرف ہوئی ہم قریب ہوتے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا آؤ نکو! جاؤ لنگر کھالو۔ لنگر شریف سپیشل گھر سے آیا ہوا تھا۔ مجھے اب تک وہ برتن بھی بڑے یاد ہیں۔ اس کے بعد ہم حاضر خدمت ہوئے۔ دل میں یہ تھا کہ میں التماس کروں کہ حضور یہ میرا دوست ٹھیک ہو کر جائے دعا کریں۔ آپ نے پہلے ہی میرے دوست اشرف خاں سے پوچھا ''بابو جی خیر اے'' میرے دوست نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ خیر کر دے گا۔ تاکید کی کہ ٹرین پر جانا ہم ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ ریل گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی۔ اچانک میری نظر اس کی قمیض پر پڑی جو خون آلودہ تھی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ شاہ صاحبؒ (کرمانوالی سرکار) نے کرم فرما دیا ہے۔ قمیض جو اٹھائی تو رسولی میں سے خون اور پیپ پانی کی طرح بہنا شروع ہو گیا۔ میں نے اپنی بنیان اتار کر اس کے سارے زخم کی صفائی کی۔ لاہور پہنچنے کے تیسرے روز میرا دوست اشرف خاں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اسی دن اس سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا واہ حضرت کرمانوالے آپ جیسا کوئی پیر نہیں دیکھا کہیں۔ اللہ کا شکر کہ میں جلد صحت یاب ہو گیا ہوں۔

ع نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

**بینائی لوٹ آئی:** محمد انور شوق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ P.L.I. اوکاڑا پوسٹ آفس بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے تین سال بعد (1969ء) سے مجھے حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین اول حضرت کرمانوالا شریف سے شرف غلامی کی سعادت حاصل ہے۔ کرنا خدا کا کہ مجھے اندھراتے کی شکایت ہو گئی۔ بلکہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی۔ ایک دن اپنے گاؤں چک بی۔ ای/22 کی مقامی مسجد میں نماز عشاء کے لیے گیا تو اندھراتے کے باعث میرا سر مسجد کے ستون سے ٹکرا گیا۔ پیشانی پر شدید چوٹ آئی۔ معاً میرے مونھ سے نکلا۔ ''یا حضرت کرمانوالی سرکار ہم آپ کے غلام ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے کہ اتنی بڑی ہستی کے دامن سے وابستہ اور پھر

Marfat.com

اندھراتے کی شکایت، حضور کرم فرمائیں۔ نام بھی تو آپ کا کرمانوالا ہے''۔ یہ الفاظ کچھ ایسے درد دل اور خلوص سے زبان سے ادا ہوئے کہ چند ہی دنوں میں یہ مرض جاتا رہا مگر یہ واقعہ اور یہ درد بھرے الفاظ میرے ذہن سے نکل گئے تھے۔ میں حیران تھا کہ مجھے اس تکلیف سے نجات کیونکر ہوئی۔ علاج معالجہ بھی نہیں نہ کسی حکیم ڈاکٹر سے مشورہ اور نہ ہی کوئی دوائی استعمال کی۔ پھر یاد آیا کہ میں نے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکارؒ کی خدمت میں فریاد کی تھی۔ جوفوراً قبول ہوگئی اور اعلیٰ حضرتؒ کے تصرف سے اس مرض اندھراتے سے نجات پائی۔

اللہ اکبر

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

<u>دلی مراد مل گئی:</u> مستری عبدالواحد ساندہ کلاں لاہور نے بیان کیا ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالا حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ موضع کسان اپنی زمین پر گئے ہوئے ہیں۔ سڑک پر ایک اور بیلی سے جو حضرت صاحب کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی۔ ہم دونوں نے ایک تانگہ کرایہ پر لیا اور کسان روانہ ہو گئے۔ دوسرے ساتھی کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ ہم کسان پہنچے تو اس نے اپنی بیوی کو سڑک پر ہی چھوڑا کیونکہ حضرت صاحب مستورات کو سامنے نہیں آنے دیتے۔ ہم دونوں آپ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ایک تناور درخت کے نیچے نماز کیلئے جگہ ہموار کرا رہے تھے۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ سلام کے جواب کے بعد آپ نے فرمایا کوئی بیلی ''کسی'' لے کر جگہ ہموار کرے۔ میں نے کسی لی اور جگہ ہموار کی۔ آپ مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ ''مستریوں (معمار نجار) کو جگہ ہموار کرنے کا طریقہ خوب آتا ہے۔ تم گرمالہ مارو'' میں نے عرض کیا کہ یہاں گرمالہ کہاں۔ آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا ''یہ لو گرمالہ'' میں نے اس لکڑی سے کام شروع کیا تو حیران رہ گیا کہ اس لکڑی نے گرمالہ کا ہی کام دیا اور زمین ہموار کر دی۔ اللہ اکبر۔

پھر حاضرین نے بہتے کھال کے پانی سے وضو کیا اور نماز ظہر آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ بیلیوں کو آپ رخصت کرتے گئے۔ ہم چند بیلی رہ گئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا'' کچھ

Marfat.com

اور سبق چاہتے ہو"۔ سبحان اللہ یہی میری دلی خواہش تھی کہ الفاظ زبان پر لائے بغیر سرکار نے از خود ہی میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا "مراقبہ کرلیا کرو اور ذکر خفی زبان تالو سے لگا کر کیا کرو پھر واپسی کی اجازت فرمائی"۔

**مؤلف کو نئی زندگی ملی:** ناچیز مؤلف ریاست جموں کشمیر میں اگست 1947ء بعہدہ انسپکٹر ڈاک خانہ جات رنبیر سنگھ پورہ متعین تھا۔ میرے حلقہ انتظام میں ضلع سیالکوٹ کے بارڈر کے ڈاکخانے مثلاً چپراڑ، کوٹلی لوہاراں، ہیڈ مرالہ وغیرہ اور تحصیل رنبیر سنگھ پورہ علاقہ میں جموں ریاست کے ڈاکخانے سانبہ۔ کٹھوعہ وغیرہ شامل تھے۔ اوائل ماہ اکتوبر 1947ء تک حالات درست رہے، وسط ماہ اکتوبر 1947ء میں ریاست میں فسادات کی آگ بھڑک اُٹھی۔ راجہ ہری سنگھ نے حکم دے دیا کہ پاکستانی علاقے سے جو بھی بارڈر پار کر کے ریاست میں داخل ہو۔ اسے گرفتار کرلیا جائے۔ مجھے اس حکم کا علم نہ ہو سکا۔ کیونکہ میں اس حکم کے نفاذ سے چند دن قبل علاقہ جموں سے سیالکوٹ کی حدود میں آچکا تھا جب میں اپنا سرکاری کام ختم کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر رنبیر سنگھ پورہ جا رہا تھا تو ڈوگرہ فوج نے مجھے مع چار ساتھیوں کے حراست میں لے لیا۔ میرے ساتھ منشی عبدالغنی پوسٹ مین ساکن سرگ پور تحصیل سیالکوٹ، میرا اردلی، ایک ڈاک ہرکارہ ایک میل اور سیر چوہدری الٰہی بخش گوجر تھے۔ میں نے بہتیرا کہا کہ ہم محکمہ ڈاک خانہ کے ملازم ہیں اور بکار سرکار علاقہ پاکستان گئے تھے اور واپس آئے ہیں۔ ہم محض پاکستانی نہیں بلکہ سرکاری ملازم ہیں۔ مگر ان پر کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ رات ہو رہی تھی اور میں خوف زدہ تھا کہ یہ ڈوگرہ سپاہی رات کو ہمیں نقصان نہ پہنچائیں میں قبلہ حضرت صاحب کی طرف متوجہ ہوا کہ حضور امداد کا وقت ہے یہاں سے چھٹکارا پانے کی کیا تدبیر کروں۔ یہ سفاک بہت بُری طرح ہمارے درپے ہیں۔ فوراً ایک غیبی اشارہ ہوا کہ تمہاری جیب میں ایک درخواست ہے جس پر تحصیلدار رنبیر سنگھ پورہ کے دستخط اور مہر ثبت ہے۔ یہ کاغذ جیب سے نکالو اور نمبردار کو دکھاؤ اور کہو کہ دیکھئے اس درخواست پر میرا نام اور عہدہ درج ہے اور آپ کے تحصیلدار صاحب کے دستخط مع مہر بھی موجود۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گا کہ رنبیر سنگھ پورہ میں رہتا ہوں۔ یہ درخواست جب نمبردار نے دیکھ لی تو اسے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ محکمہ

Marfat.com

ڈاک خانہ کے اہلکار ہیں۔ پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد اس نمبردار نے ڈوگرہ فوج کے افسر کو بتایا کہ واقعی محکمہ پوسٹ آفس کے ملازم ہیں۔ انہیں چھوڑ دینا چاہیے مگر ان سفاکوں نے جواب دیا کہ ان سب کو سوچیت گڑھ لے جائیں گے اور وہاں جو فیصلہ ہو۔ اس کے مطابق عمل ہو گا۔ میں نے یہی غنیمت جانا اور سوچا کہ شاید اس طرح ان بیوقوفوں کے پنجہ سے رہائی مل جائے۔ چنانچہ ہم پانچ آدمی تین ڈوگرہ فوجیوں کی حراست میں پیدل روانہ ہوئے۔ سوچیت گڑھ اس مقام سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ خدا خدا کر کے شام کے آٹھ بجے سوچیت گڑھ پہنچے۔ حضرت قبلہ کا تصرف ملاحظہ ہو۔ اتفاق سے اس وقت کسٹم ہاؤس کا انچارج ایک ایسا ڈوگرہ تھا جو مجھے اچھی طرح جانتا تھا کہ میں انسپکٹر ڈاکخانہ جات ہوں۔ چنانچہ اس پریشان حالی میں جب میں اپنے چار ہم سفروں کے ساتھ سوچیت گڑھ پہنچا تو وہ مجھے اس حالت میں دیکھتے ہی دوڑتا ہوا آیا اور دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے۔ میں نے ان ڈوگرہ فوجیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے اُن کو جی بھر کر بُرا بھلا کہا اور مجھے مع میرے ساتھیوں کے ایک تانگہ میں سوار کرا کے رنبیر سنگھ پورہ بھیج دیا۔ کاغذ کا یہ پرزہ جو ہمارے لئے پھانسی سے رہائی کا پروانہ ثابت ہوا چینی حاصل کرنے کی ایک درخواست تھی۔ جو ایک ڈپو ہولڈر کے نام تھی مگر میں اس درخواست پر کسی وجہ سے چینی حاصل نہ کر سکا تھا۔ یہ درخواست ایک ہفتہ میں لباس تبدیل کرنے کے باوجود میری جیب میں رہی۔ یوں سمجھئے کہ حضرت قبلہؒ کے تصرف سے یہ کاغذ بوقت ضرورت کام آیا۔

اس واقعہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ میں نے ڈوگرہ سپاہیوں کے انچارج سے بار بار کہا کہ دیکھئے یہ ڈاک کے تھیلے ہم لائے ہیں۔ آپ یہ کھول لیں تا کہ تصدیق ہو جائے کہ ہم محکمہ ڈاک کے اہلکار ہیں ان تھیلوں میں خطوط وغیرہ ہیں۔ لیکن وہ لوگ تھیلے کھولنے پر بالکل آمادہ نہ ہوئے اور تحریری ثبوت طلب کرتے رہے۔ جب ہم بچ بچا کر رنبیر سنگھ پورہ پوسٹ آفس پہنچے اور ڈاک کے تھیلے کھولے گئے تو میری حیرانگی کی حد نہ رہی کہ ایک تھیلے میں سے گائے کا گوشت برآمد ہوا۔ جو مسلمان سٹاف ڈاک خانہ چپراڑ اپنے مسلمان سٹاف ڈاکخانہ رنبیر سنگھ پورہ کو بھیجا کرتا تھا ریاست جموں و کشمیر میں گائے کا گوشت ممنوع ہے اور

Marfat.com

سخت سزا کا حکم۔ اگر یہ تھیلا ڈوگرہ سپاہیوں اور ڈوگرہ پبلک کے سامنے کھولا جاتا تو گائے کا گوشت پا کر ہمارے بچ نکلنے کی تمام راہیں مسدود ہو جاتیں۔ یہ تو حضرت قبلہ کی کرامت اور تصرف تھا کہ میرے اصرار کے باوجود سپاہیوں اور نمبردار نے تھیلے نہ کھولے۔ اللہ اکبر۔

اشارہ: غار ثور پر بھی کھوجی کے اصرار کے باوجود کفار نے غار ثور کے اندر جھانک کر نہ دیکھا جبکہ غار ثور کے اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے۔ سچ ہے اولیاء اللہ نور نبوت سے فیض یاب ہوتے ہیں کتنا علو مرتبت حاصل تھا سرکار حضرت کرمانوالا کو آپ یقیناً غوث الاعظم شہنشاہ بغداد کے پرتو ہیں۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ میں 1945ء میں پہلی بار حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد نہ جا سکا۔ مگر اس عاجز پر اس قدر بے پایاں شفقت فرمائی کہ دوبارہ زندگی نصیب ہوئی کس قدر مہربان تھے قبلہ حضرت کرمانوالا علیہ الرحمۃ اس فقیر پُر تقصیر پر۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد میں رنبیر سنگھ پورہ سے سیالکوٹ چلا آیا۔ اس اثناء میں ہر طرف فسادات کی آگ بھڑک اٹھی اور ریاست عملاً ہندوستانی عملداری میں چلی گئی۔ اللہ اکبر اس قدر تصرف اور اتنی شفقت۔

نہیں لایا میں کچھ بھی اپنے گھر سے
ملا سب کچھ مجھے یہ تیرے در سے

پالتو ہرن: مولوی محمد خلیل اختر صاحب اوکاڑا والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سرکار کرمانوالےؒ کے ہاں ایک پالتو ہرن تھا۔ جو حضرت کے متوسلین سے پیار کرتا۔ لیکن بدعقیدہ اشخاص کی پہچان رکھتا اور انہیں اپنے پاؤں کی ٹھوکر لگاتا تھا۔ ایک دفعہ میرا سب سے چھوٹا لڑکا عمر پانچ سال جسے سرکار بہت پیار کرتے حضرت قبلہ کی چارپائی کے پاس کھڑا تھا کہ وہ ہرن اندر سے دوڑتا ہوا اچانک حضرت کی خدمت میں آیا۔ میں خوفزدہ تھا کہ کہیں بچے کو نقصان نہ پہنچائے مگر ہرن اس بچے سے پیار کرنے لگا۔ اپنا سر بچے کے جسم سے ملتا اور محبت سے دیکھتا تھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ولی را ولی می شناسد۔ ایک دفعہ عید الفطر کے موقع پر یہ ہرن نماز میں شامل ہوا اور دو زانو ہو کر صف میں بیٹھ گیا۔ عید کی نماز ختم ہونے تک وہ اسی طرح سر

Marfat.com

جھکائے بیٹھا رہا۔ نماز ختم ہونے کے بعد دوسروں کی طرح وہ بھی اُٹھ کر چلا گیا۔ وہ حضرت صاحب کے کمرہ میں آتا اور آپ کی چارپائی مبارک کے گرد گھوم کر حضرت قبلہ کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ آپ اسے چلے جانے کے لئے فرماتے تو فوراً چلا جاتا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اب تم آزاد ہو جنگل میں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے حکم سے جنگل میں چلا گیا۔ سبحان اللہ کہ حیوانات پر بھی آپ کو کیسا تصرف تھا۔

## معالج روحانی کا عجیب تصرف:

بابو نور عالم ریلوے ڈویژنل آفس فیروز پور میں ملازم تھے۔ وہ حضرت صاحبؒ کے خاص معتقدین میں سے تھے۔ ان کے بڑے لڑکے مظہر الحق کا بایاں بازو ٹوٹ گیا۔ بچے کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی ہوگی۔ ان ہی ایام میں حضرت صاحبؒ کو بھی بازو کی تکلیف تھی۔ فیروز پور کے سرجن نے آپؒ کا علاج کیا لیکن بازو کی ہڈی کا جوڑ ٹھیک نہ ہوا۔ آخر دیسی علاج کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چوہدری والا ضلع فیصل آباد میں ایک مشہور معالج رہتے تھے۔ آپ نے وہاں جانے کی تیاری کر لی۔ بابو نور عالم نے بھی اپنے بیٹے مظہر الحق کو اسی حکیم کے پاس لے چلنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ دونوں باپ بیٹا بھی آپ کے ہمراہ چک چوہدری والا جا پہنچے اور آپ کے ساتھ گاؤں کی مسجد میں اقامت اختیار کی۔

حکیم نے دونوں کے بازو دیکھے۔ حضرت کے لئے ایک تیل کی مالش تجویز کی اور بچے کے بازو کو دوسرے دن توڑ کر دوبارہ ٹھیک کر کے باندھ دیا۔ اسی طرح تین چار دن گزر گئے۔ وہ معالج حضرت صاحبؒ کا بازو دیکھنے کے لئے دن میں ایک دفعہ آتا اور سرسری معائنہ کر کے چلا جاتا۔ ساتھ ہی بچے کو بھی دیکھ جاتا۔ چوتھے پانچویں دن حکیم صاحب حسب معمول عصر کے وقت آئے تو بچے کو بہت تکلیف تھی۔ اس کا بازو سوج گیا تھا اور اس میں شدت کا درد تھا۔ خوب غور سے معائنہ کرنے کے بعد اس نے کہا کہ بچے کا بازو تو خراب ہو گیا ہے۔ کل اگر فیصل آباد جا کر اسے کہنی کے قریب سے کٹوا دیا جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر دو دن بعد کندھے تک کٹوانا پڑے گا۔ بابو نور عالم نے یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اسی بے قراری میں اُٹھ کر مسجد کے اندر حضرت صاحبؒ کے پاس چلے گئے۔

Marfat.com

آپ نے دریافت فرمایا ''بابو جی! خیر تو ہے؟'' بابونور عالم نے جواب دیا ''حضور، خیر ہے'' آپ نے دریافت کیا ''پھر کیا بات ہے'' تو بابونور عالم نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضور، حکیم نے کہا ہے کہ بچے کا بازو خراب ہو گیا ہے اور کل فیصل آباد جا کر بازو کہنی کے قریب سے کٹوانا پڑے گا'' یہ کلمات سن کر آپؒ نے فرمایا ''بابو جی! فکر نہ کریں اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ بچے کا بازو کاٹنا نہیں ہے یہ ٹھیک ہو جائے گا'' بابونور عالم کو تسلی ہو گئی۔ رات ہوئی تو کھانا کھا کر سب آرام کرنے لگے۔ صبح کو اٹھے تو مظہر الحق کے بازو میں درد نہ تھا۔ حکیم صاحب نے جب آ کر پٹی کھولی تو سوج اتر چکی تھی اور بازو بالکل ٹھیک تھا۔ حکیم حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ حضرت صاحبؒ جو مریض کے رنگ میں اس کے پاس آئے ہوئے ہیں، سب معالجوں سے بڑے معالج ہیں۔ ان کی نظر کرم سے جسمانی اور روحانی امراض آناً فاناً دور ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کا ادنیٰ تصرف ہے۔ گاؤں والوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے آنے لگے۔ ابر کرم برسنے کے بعد خود چل کر ان کے گاؤں میں آ گیا تھا۔ چنانچہ گاؤں کے بہت سے لوگ ہدایت پا گئے۔

## شدید بیماری سے حیرت انگیز شفایابی:

حاجی عبدالحمید صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ان کا بھتیجا، جس سے ان کو بے حد محبت تھی، سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ چنانچہ میں بے قراری میں کرموں والا شریف ضلع فیروز پور آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچا۔ شام کو آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی لیکن عرض مدعا نہ کر سکا۔ دوسری صبح جب پھر خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو دل میں خیال تھا کہ بچہ تو ختم ہو چکا ہو گا۔ اب کیا عرض کرنا ہے، واپس چلتا ہوں تاکہ تجہیز و تکفین میں تو شامل ہو سکوں، چنانچہ واپسی کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا ''اچھا خراماں خراماں جائیں۔ بچے کو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی۔ یہ خوشخبری پا کر میں روانہ ہوا اور جب گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ہندو ڈاکٹر بچے کو دیکھ کر واپس جا رہا تھا۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ اب روبصحت ہے۔ اس کو دوا سے نہیں بلکہ کسی بزرگ کی دعا سے شفا حاصل ہو گئی ہے''۔ یہی ڈاکٹر پہلے کہہ

Marfat.com

چکا تھا کہ بچے کے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہیں۔ اللہ اکبر۔

## ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہوگئی:

ایک روز مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکٹنگ کمیٹی اوکاڑا چند احباب کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کے پاس حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہوئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد مولوی صاحبؒ نے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''تھوڑی دیر تو اور بیٹھیں'' وہ بیٹھ گئے لیکن کچھ دیر کے بعد پھر اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا'' کچھ دیر اور رک جاتے تو اچھا تھا، خیر آپ کو جلدی ہے'' مولوی صاحب اجازت لے کر باہر نکلے، سڑک پر کھڑے اوکاڑا کی طرف جانے والی کسی گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک سائیکل سوار مولوی صاحب سے آ کر ٹکرایا۔ مولوی صاحب سڑک پر گر پڑے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مولوی صاحب کو احباب ٹانگہ میں بٹھا کر اوکاڑا ہسپتال لے گئے، مگر علاج سے تکلیف بڑھتی گئی۔ ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے چارہ جوئی کی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مولوی صاحب کا ایک آدمی ہر روز حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض حال کے لئے آتا تھا اور آپ تسلی دیتے تھے کہ گھبرائیں نہیں آرام ہو جائے گا۔ جب ان کی تکلیف اوکاڑا ہسپتال میں کم نہ ہوئی تو احباب ان کو میو ہسپتال لاہور لے گئے۔ وہاں ڈاکٹروں نے ایکسرے معائنہ کے بعد بتایا کہ کولہے کی ہڈی چار جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ اس کے درست ہونے کی کوئی امید نہیں۔ ٹانگ کاٹنا پڑے گی۔ چنانچہ ایک آدمی واپس آپ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف آیا اور ڈاکٹروں کی رائے کا آپ سے ذکر کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب کی ٹانگ نہ کٹوائیں ان کو واپس لا کر گھر پر ہی دیسی علاج کریں، اللہ کریم شفاء عطا کر دیں گے۔ چنانچہ مولوی خلیل اختر صاحب کو واپس اوکاڑا لے آئے اور دیسی علاج شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی۔ وہ چلنے میں تھوڑا سا لنگڑاتے ہیں لیکن حضورؒ کی دعا سے ان کی ٹانگ کٹنے سے بچ گئی۔

## لاعلاج مریض کی صحت یابی:

◎ غازی انڈسٹریز لمیٹڈ کے مالک میاں غلام مصطفیٰ کے بڑے بھائی سائیں غلام نبی

Marfat.com

آرے والے ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج پر ہزاروں روپے پانی کی طرف بہا دیئے لیکن دن بدن مریض کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بدن کی رگیں اور پٹھے کھچ گئے۔ چلنا پھرنا تو درکنار حرکت کرنا بھی ناممکن ہو گیا۔ گردن اکڑ گئی اور حلق سے پانی بھی نہ اترتا تھا۔ الغرض سائیں غلام نبی ہڈیوں کا محض ایک ڈھانچہ بن کر رہ گئے۔

اسی مایوسی کے عالم میں غازی صاحب کو حضرت قبلہؒ کی طرف رجوع کرنے کا خیال آیا۔ ایک کار میں بھائی کو بٹھا کر حضرت کرمانوالا شریف پہنچ گئے (فقیر مولوی اکرام صاحب) اس وقت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ غازی صاحب جب اپنے بھائی کو دونوں بازوؤں میں اٹھائے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''مولوی جی ! وہ دیکھیں غازی کیا اٹھائے چلا آرہا ہے'' میں نے دل میں خیال کیا کہ کوئی بیمار ہے اور بیمار کو آپ اپنے پاس آنے نہیں دیتے۔ اس لئے جا کر انہیں روکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں مولوی صاحب! ان کو آنے دیں۔ اتنے میں غازی صاحب نے اپنے بھائی کو لا کر آپ کے سامنے صف پر بٹھا دیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ تو گھوڑے کی مانند ہو جائے گا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر کنوئیں سے پانی منگوا کر دیا تو مریض نے چند گھونٹ پی لئے، کچھ دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ لنگر کا کچھ کھانا بھی اسے کھلاؤ، چنانچہ چند لقمے کھانے کے حلق سے نیچے اتر گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''اللہ فضل کر دے گا۔ دوائی کی اب کوئی ضرورت نہیں''۔ چنانچہ چند دنوں میں سائیں غلام نبی کی صحت بالکل ٹھیک ہو گئی۔

<u>خطرناک مرض سے شفاء:</u> ملک کرم داد صاحب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب نے بیان کیا کہ وہ ضلع ساہیوال میں بطور ڈپٹی کمشنر متعین تھے۔ ایک دن وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہمراہ ضلع سرگودھا کی ایک اور معزز ہستی ملک نور محمد ٹوانہ بھی تھے۔ ملک نور محمد کچھ عرصہ سے بعارضہ مالیخولیا و امراض سوداوی میں مبتلا تھے۔ اس لیے ان کے عزیز و اقربا سخت پریشانی میں مبتلا تھے۔ ملک کرم داد صاحب نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں ملک نور محمد کی شفایابی کے لئے دعا کی التجا کی۔ حضرت صاحبؒ نے

Marfat.com

ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ مولا کریم شفا عطا فرما دیں گے۔ یہ تو ٹھیک ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ اس موذی مرض سے نجات پا گئے اور پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

نیز ملک کرم داد صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس سال بہت خشک سالی تھی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے۔ میں نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں بارانِ رحمت کے نزول کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ان ہی ایام میں خوب بارش ہوئی۔

**سنگرہنی سے شفاء:** منشی محمد حسین قریشی فتح جنگ والوں کا بیان ہے کہ وہ عارضہ پیچش اور اسہال میں مبتلا تھے۔ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ دن رات میں چالیس پچاس دفعہ تکلیف کے ساتھ اجابت ہوتی تھی کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ مرض بڑھتے بڑھتے سنگرہنی کی شکل اختیار کر گیا۔ حکیموں اور ڈاکٹروں نے اخرالامر مایوسی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ خوش قسمتی سے کسی نے ان کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ 1935ء میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں کرموں والا (ضلع فیروز پور) پہنچ گئے۔ حضور نے کمال شفقت فرمائی۔ ایک معمولی سی دوائی تجویز فرما دی۔ لیکن درحقیقت باطنی توجہ سے مرض سلب فرما دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صحت حاصل ہو گئی، جیسے کبھی یہ مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا۔ مرض کے دوران یہ عالم تھا کہ کھچڑی دودھ اور ساگودانہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ سرکار کی نظرِ کرم سے لنگر شریف کی روٹی کھا کر بخوبی ہضم کرنے لگے حتیٰ کہ ایک دن باجرہ کی روٹیاں لنگر میں تقسیم ہوئیں تو دو روٹیاں کھالیں اور ہضم ہو گئیں۔

**مہلک مرض سے بچہ کو شفاء:** ملک گل نواز خاں صاحب کے بہنوئی ڈاکٹر رضا کافی عرصہ تک انگلستان اور امریکہ میں زندگی گزار چکے تھے۔ وہیں پر انہوں نے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ واپس آ کر وہ کراچی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر رضا کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا، وہ مر جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ان کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہوا، ان کی بیوی ایام زچگی میں لاہور میں ہی ملک صاحب (اپنے بھائی) کے پاس مقیم تھی۔ وہ خود بھی ڈاکٹر تھی۔ بچہ جب 6 ماہ کا ہوا تو انہوں نے کراچی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ بچہ یک

Marfat.com

لخت بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش مرحوم اور دوسرے چوٹی کی ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا ہر دوا نے الٹا ہی اثر کیا۔

آخر ملک گل نواز احمد خاں اور ان کے چھوٹے بھائی ملک اکبر خان (مینجر درگاہ حضرت باوا صاحبؒ پاکپتن شریف) حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ ڈاکٹر رضا صاحب سے بھی ہمراہ چلنے کو کہا لیکن وہ کہنے لگے کہ میں پیروں فقیروں کا قائل نہیں ہوں۔ آخر اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے اصرار پر وہ بھی ساتھ جانے کے لئے رضا مند ہو گئے اور کہنے لگے چلو میں سیر ہی کر آؤں گا اور آپ حاضری دے آئیں۔

عصر کے قریب حضرت کرمانوالا شریف پہنچے تو حضرت صاحبؒ نے صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحبؒ سے فرمایا کہ مینجر درگاہ باوا صاحب آ گئے ہیں اِن کو چائے پلائیں اور جو لڈو ان کے لئے رکھے گئے ہیں وہ کھلائیں وہاں پر موجود ایک صاحب نے بتلایا کہ تھوڑی دیر ہوئی ایک شخص نے لڈو لا کر پیش کیے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے حاضرین میں تقسیم فرما دیئے مگر چند لڈو بچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ لاہور سے مہمان آ رہے ہیں، یہ ان کے لئے رکھ دو۔ ڈاکٹر صاحب اس دوران میں آپ کی شخصیت سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ انہوں نے ادب ملحوظ رکھتے ہوئے سر پر رومال بھی باندھ لیا تھا اور با ادب دو زانو بیٹھ گئے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے روئے سخن اِن کی جانب ہی رکھا اور فرمایا ''بابو جی! تعلیم کہاں حاصل کی ہے؟ اور آپ تو بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ ذرا میری نبض تو دیکھیں'' حضرت صاحبؒ کو ان دنوں سخت نزلہ و زکام تھا۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ ایسا نسخہ لکھ کر دیں جس سے دن کو بھی تارے نظر آنے لگیں۔ اتنے میں خادم لسی کا گلاس لے کر آ گیا۔ سردیوں کے دن اور سخت نزلہ و زکام کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر رضا نے کہا کہ آپ لسی نہ پئیں۔ آپ نے فرمایا، ''فقیروں کے لئے ہر چیز برابر ہے'' اور لسی نوش فرما لی۔ پھر محبت بھری باتیں کرتے رہے، ڈاکٹر صاحب سے پوچھا، ''پنجابی سمجھدے اوناں کتے زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم، والی بات نہ ہو'' ڈاکٹر صاحب نے عرض کہ ''حضور سمجھتا ہوں'' حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ ڈیگر ویلا ہے، (یعنی عصر کا وقت ہے) اور آیت مبارکہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ تلاوت

Marfat.com

فرما کر مختصر تفسیر بیان فرمائی۔ دریں اثناء ایڈووکیٹ صاحب نے عرض کیا کہ ”حضور، ڈاکٹر صاحب کا بچہ سخت بیمار ہے۔ دعا فرمائیں کہ صحت یاب ہو جائے“ حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ ”ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آ گئے او“ پھر تین دفعہ ارشاد فرمایا، جاؤ رب خیر کر دیسی (یعنی اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیں گے) پھر سب کو نہایت شفقت کے ساتھ رخصت کیا۔

لاہور اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب کا بچہ بالکل صحت یاب ہو چکا تھا اور ماں کی گود میں آرام سے دودھ پی رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو معلوم ہوا کہ عصر کے وقت بچے کی حالت سخت خراب ہو گئی تھی۔ ہر قسم کی دوائی دی گئی مگر لحظہ بہ لحظہ بچے کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ سب رونے پیٹنے لگے، بے قراری میں مستورات نے کوشش کی کہ کوئی ٹانگہ، ٹیکسی یا کوئی سواری مل جائے تو بچے کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلیں مگر کسی سواری کا بندوبست نہ ہو سکا۔ ناچار گھر واپس لوٹ آئے اور نا امید ہو کر بچے کو گود میں لے کر بیٹھ گئے، دفعتاً بچے نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا۔ رات سے جسے کچھ ہوش نہ تھا اب ماں کا دودھ پینے لگا، چنانچہ اس وقت سے بچہ تندرست ہے۔ گھر والوں سے جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بالکل وہی وقت تھا جب آپؒ نے ڈاکٹر رضا سے فرمایا تھا، ”تسی بڑے چنگے ویلے آ گئے او، رب خیر کریسی“ بے شک اولیاء اللہ کی بہت بلند شان ہے۔

؎ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ  تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو دو اور فرزند بھی عطا کیے۔

**مرضِ قولنج سے شفاء:** سیٹھ محمد شفیع کی بیوی سخت بیمار ہو گئی، قولنج کی تکلیف اتنی شدید تھی کہ آنت پیٹ میں خود بخود پھٹ گئی۔ ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا مریض مشکل سے ہی جانبر ہو سکتا ہے۔ سیٹھ صاحب کو سخت فکر لاحق ہوئی اور اسی وقت حضرت کرمانوالا شریف کا رُخ کیا۔ آپ کی خدمت میں پہنچ کر ضبط نہ کر سکے اور بے اختیار رونے لگے۔ حضرت صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضور بیوی سخت بیمار ہے، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے، اگر مر گئی تو میں مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں گا، کیونکہ ابھی تین بچوں کی شادی کرنا

Marfat.com

ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جاؤ، علاج کرو، اللہ کریم شفا عطا فرمائیں گے اور سیٹھانی بچوں کی شادیاں خود کرے گی'' سیٹھ محمد شفیع واپس لاہور پہنچے اور آپریشن کامیاب رہا، تھوڑے ہی دنوں میں ان کی اہلیہ تندرست ہو گئیں۔

## بغیر اپریشن بینائی حاصل ہوگئی:

○ سید امام علی شاہ سکنہ گجومتہ ضلع لاہور بیان کرتے ہیں کہ ان کی چھوٹی ہمشیرہ کی آنکھیں خراب ہو گئیں، لاہور کے ماہرین چشم سے اپریشن کروایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا، بلکہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ دن رات میں ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہیں آتا تھا۔ آنکھوں میں ہر وقت شدت کا درد رہتا تھا۔ تنگ آ کر ان کی ہمشیرہ نے ان سے کہا کہ اسے اوکاڑا کے ہسپتال میں داخل کروا دیں۔ وہاں ایک اچھا ڈاکٹر ہے چنانچہ شاہ صاحب اوکاڑا جاتے ہوئے حضرت کرمانوالا شریف پہنچ گئے اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''حضور! ہمشیرہ کی آنکھوں میں بہت تکلیف ہے، لاہور میو ہسپتال میں اپریشن کروایا ہے، مگر اپریشن کامیاب نہیں ہوا اور تکلیف بدستور ہے، اب اوکاڑا ہسپتال میں داخل کروانے کا خیال ہے'' آپؒ نے فرمایا، پیر جی آپریشن کامیاب نہیں ہوا تو کچھ فکر نہیں، اللہ تعالیٰ کرم فرما دیں گے۔ اب کوئی علاج نہیں کرنا، مولا کریم سر درد سے بھی نجات دے دیں گے اور نظر بھی درست ہو جائے گی۔

دوسرے دن وہ رخصت ہو کر گھر آئے تو ہمشیرہ کو درد سے بالکل آرام تھا، آپؒ نے نماز ظہر کے وقت دعا کی تھی۔ درد اسی وقت رُک گیا تھا اور نیند بھی آ گئی تھی۔ آپؒ کے ارشاد کے مطابق پھر کوئی علاج نہ کیا گیا اور ان کا بیان ہے کہ اس کے بعد نظر بالکل ٹھیک رہی اور گھر میں گئی بچیوں کو ان کی ہمشیرہ نے قرآن پاک کی تعلیم دی۔

## بینائی عطا کر دی:

○ منڈی ہیرا سنگھ سے ایک شخص محمد اسحٰق نامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت صاحبؒ کا خادم کمال الدین حجام جو اس کا رشتہ دار تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ آپ نے نہایت شفقت سے دریافت فرمایا ''بیلیو! کیا بات ہے'' کمال الدین نے بصد احترام عرض

Marfat.com

کیا کہ محمد اسحٰق کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے، دعا فرمائیں، اللہ کریم اسے آنکھوں کی روشنی بخش دیں۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا ''کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم کر دیں گے'' لڑکی کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس سے کہو کہ لڑکی کی آنکھوں میں شہد کی سلائی لگایا کرے۔ محمد اسحٰق اور اس کی ہمشیرہ اس کے بعد بس میں سوار ہو کر منڈی ہیرا سنگھ چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد کمال الدین ان کی خیر و عافیت پوچھنے کے لئے منڈی ہیرا سنگھ گیا تو دیکھا کہ لڑکی کی دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ محمد اسحٰق نے اس کو بتایا کہ جب وہ حضرت کرمانوالا شریف سے بس میں سوار ہو کر اوکاڑا سے چند میل کا فاصلہ طے کیا تو یک بیک لڑکی کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اب حضرت صاحبؒ کی دعا سے بالکل ٹھیک ہیں۔ تعمیل ارشاد کے طور پر وہ آنکھوں میں شہد کی سلائی لگاتی رہی۔

## مرض بواسیر سے نجات:

O سیالکوٹ سے جناب احسان قریشی صابری ایم-اے بیان کرتے ہیں کہ وہ 1959ء میں حضرت شیخ المشائخ باوا فرید الدین گنج شکرؒ کے عرس مبارک پر پاکپتن شریف تشریف لے گئے۔ مختلف قسم کے افکار کی وجہ سے ان کو بواسیر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور خون جاری رہنے کی وجہ سے سفر میں بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تمام بزرگان کرام اور صوفیائے عظام کی زیارت کے بعد خیال کیا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کوئی بزرگ اگر آئے ہوں تو ان کی زیارت بھی کرنی چاہیے اور دعا کرانی چاہیے۔ جوئندہ یابندہ۔ وہ عیدگاہ میں پہنچے جہاں حضرتؒ صاحب قیام پذیر تھے۔ عصر کی نماز پڑھی جا چکی تھی اور آپؒ علیحدگی میں بیٹھے تھے۔ صابری صاحب بھی چپکے سے پاس جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؒ متوجہ ہوئے اور پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ سیالکوٹ سے حاضر ہوا ہوں۔ مصائب اور غم و اندوہ کا مارا ہوا ہوں۔ بواسیر کا مریض ہوں۔ زندگی وبال بن چکی ہے۔ دعا کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر حضرت امیر خسروؒ کی ایک رباعی ترنم سے پڑھی۔

Marfat.com

رباعی سنتے ہی آپؒ نے جوش میں آ کر فرمایا ''خواہ مخواہ گھبرا گئے ہو، معمولی سی بواسیر ہے اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔ گلقند اور مکھن باہم ملا کر کھا لیا کرو۔ سکون قلب بھی نصیب ہو جائے گا''۔ انہوں نے عرض کیا کہ گلقند تو میں عرصہ ایک ماہ سے کھا رہا ہوں، کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا ''تم گلقند میں مکھن کی بجائے بادام روغن ڈالتے ہو گے اس لیے فائدہ نہیں ہوا'' وہ حضرتؒ کا یہ فقرہ (مبنی بر کشف) سن کر حیران ہوئے، واقعی وہ گلقند میں بادام روغن ڈال کر استعمال کرتے رہے تھے۔

پھر حضرت صاحبؒ نے فرمایا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے صوفیاء کرام متعصب نہیں ہوتے۔ یہ خیال دل سے نکال دو مجھے ہی دیکھو، ہر سال باقاعدگی سے باوا صاحبؒ کے عرس پر حاضری دیتا ہوں۔ تمام سلسلوں کی منزل آخر ایک ہے دیکھو لاہور سے کراچی جانا ہو تو تیز رو بھی ہے، تیز گام بھی ہے، کراچی میل بھی، موٹر کار اور ہوائی جہاز بھی۔ سفر کسی ذریعہ سے کیا جائے، منزل مقصود سب کی ایک ہے۔ اس طرح ہر چہار سلسلہ کی منزل مقصود اسی کی ذات سے وصل ہے۔ اصل درویش دوسرے سلسلوں کے متعلق تعصب نہیں رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو کج فہم سمجھتا ہوں جو وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثوں میں پڑ کر قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔

## مریض پر رحم:

○ شیخ چراغ دین فیروز پوری بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے وہ فیروز پور میں تھے۔ انہیں سر میں بال جھڑ کی بیماری ہوگئی۔ وہ کرمونوالا میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کی، حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ سر پر ''خربوزے کے بیج مع گودا کے ملنا اور خربوزہ کھا لینا'' موسم خربوزہ کا نہیں تھا۔ اس لیے شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ان دنوں خربوزہ کہاں سے ملے گا۔ حضور نے تبسم فرمایا اور کہا علاج بھی ہم بتائیں اور خربوزہ بھی دیں۔ یہ کہہ کر تکیے کی پچھلی جانب سے دست مبارک بڑھایا اور ایک تازہ خربوزہ عنایت فرمایا۔ شیخ صاحب خربوزہ پا کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا کہ میں یہ بے موسم خربوزہ گھر لے جا کر ضرور کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خربوزہ آپ کے گھر نہیں

Marfat.com

جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد شیخ چراغ دین اجازت حاصل کرنے کے بعد گھر روانہ ہو گئے اور راستہ بھر یہی خیال ان کے دل میں جاگزیں رہا کہ گھر جا کر یہ بے موسم پھل ضرور کھاؤں گا۔ اس خیال میں فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے گاڑی ابھی نہ آئی تھی ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ پھر ان کے دل میں خربوزہ کھانے کا خیال غالب آیا کہ بے اختیار ہو کر خربوزہ کاٹا اور کھانا شروع کر دیا۔ حسب ارشاد اس کے بیج اور گودا سر پر مل لیا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے بال جھڑ کی بیماری میں آفاقہ نظر آنے لگا اور چند دنوں کے اندر مکمل صحت حاصل ہو گئی۔

## موت کے منہ سے نجات:

○ حضورؒ کا ایک مخلص مرید محمد اکبر رینالہ خورد کے قریب ایک گاؤں میں کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا، اس کے بچے اور بھائی بہت عرصہ سے لنگر میں مختلف خدمات بجا آوری پر مامور تھے، حضرت صاحبؒ کو بھی ان سب سے بہت محبت تھی۔

سردیوں کے موسم میں محمد اکبر نے کماد سے گڑ بنانے کے لئے بیلنا لگا رکھا تھا، آگ پر کڑاہ رکھا ہوا تھا اور اس میں گنے کا رس کھولتے کھولتے شیرے کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ محمد اکبر کے بھائی محمد علی نے اپنے بھتیجے محمد بشیر (محمد اکبر کے بیٹے) کو کہا کہ کڑاہ میں پھیرنے والا ڈنڈا لاؤ تا کہ گڑ جلنے نہ پائے، بچہ تیزی سے اٹھا اور اچھل کر کڑاہ میں جا گرا، اس کا مونھ اور سر اس شیرے سے باہر تھے، باقی سارا جسم شیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ بچے کو کھینچ کر باہر نکالا گیا لیکن ہاتھ سے چھوٹ کر وہ پھر کڑاہ میں جا گرا۔ بڑی مشکل سے باہر نکالا گیا، بچے کو رینالہ خورد ہسپتال بھیج کر محمد اکبر خود بھاگا بھاگا حضرت صاحبؒ کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ حضورؒ نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے، اس نے واقعہ بیان کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ احتیاط نہیں کرتے ہو۔ جاؤ، جلدی سے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ آپؒ اس کے چلے جانے کے بعد ادھر ہی متوجہ رہے، سب کا خیال تھا کہ بچہ موت کے منہ سے مشکل ہی بچے گا۔

تین چار دن کے بعد محمد اکبر پھر آیا اور آپ سے عرض کیا کہ بچہ روبصحت ہے،

Marfat.com

جسم پر بڑے بڑے آبلے بن گئے تھے مگر اب درست ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جلد ہی بچہ صحت یاب ہو گیا اور آپؒ کی نظرِ عنایت سے اس کے سب اعضاء اور اعصاب درست رہے۔

## روحانی تصرّف:

○ خواجہ منظور احمد صاحب قیام پاکستان کے بعد لدھیانہ سے کراچی آ گئے۔ یہاں گرو مندر کے قریب ان کو ایک کشادہ دو منزلہ مکان الاٹ ہو گیا جس کا محل وقوع نہایت عمدہ تھا۔ ان کے بڑے کنبہ کے لئے یہ ایک موزوں مکان تھا نچلے حصہ میں وہ مع اہل وعیال فروکش ہو گئے کچھ دنوں کے بعد ان کے بڑے بھائی کی سفارش پر ایک ہندو وکیل بھیم جی کو عارضی طور پر قیام کے لئے بالائی منزل دے دی گئی خواجہ صاحب کی یہ کشادہ دلی انسانی ہمدردی کی بنا پر تھی۔ ہندو وکیل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے مکان کا بندوبست کر کے اس میں منتقل ہو جائے گا۔ وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ وکیل کی نیت میں فتور پیدا ہوا اور اس نے بالائی حصہ کے قبضہ کے لئے قانونی چارہ جوئی شروع کر دی اب خواجہ صاحب کو معاملہ کی نزاکت کا احساس ہوا۔ پانی سر سے گزر چکا تھا۔ جواباً قانونی چارہ جوئی کا سہارا لیا لیکن جب زیادہ خطرہ محسوس ہوا تو ایک دن اپنے خاص آدمی میاں محمد بوٹا سیالکوٹی کو عرض حال کے لئے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حضرت کرمانوالا شریف روانہ کر دیا۔

میاں محمد بوٹا حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ نے خود بخود خواجہ منظور احمد کی خیر و عافیت دریافت کی، اس نے کہا باقی تو سب ٹھیک ہے مگر مکان کے بارے میں بہت پریشان ہیں ہندو وکیل اب بالائی منزل پر قبضہ کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کر رہا ہے"۔ یہ سن کر آپؒ نے پُر جلال لہجہ میں فرمایا "مکان ہمارا اپنا ہے بزرگوں نے ہمیں عطا کیا ہے وہ ہندو وکیل اس معاملہ میں دخل دینے والا کون ہوتا ہے۔ مکان ہم سے کوئی نہیں لے سکتا۔ ہمارے پاس ہی رہے گا"

کراچی میں وہ وکیل بھیم جی اور اس کے دوسرے رشتہ دار جو دوسری جگہوں پر اقامت پذیر تھے اُس رات سخت دہشت زدہ رہے اور کہیں بھی اس خاندان کا کوئی فرد رات کو چین سے نہ سو سکا۔ صبح کو سارے خاندان کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور سب نے

Marfat.com

اپنی اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ پڑھے لکھے لوگ تھے سمجھ گئے کہ خواجہ صاحب سے ٹکر لینے کا نتیجہ ہے سب مل کر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت سماجت کے بعد طے ہوا کہ مقدمہ واپس لے لیا جائے گا اور جتنی جلدی ممکن ہو سکا مکان خالی کر دیا جائے گا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد تصفیہ ہو گیا اور وہ مکان کی بالائی منزل خالی کر کے چلے گئے۔

## عالمِ دین پر نظرِ کرم:

○ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کچھ عرصہ ستلج کاٹن ملز سے ملحقہ ہائی سکول میں معلم اسلامیات کی حیثیت سے کام کرتے رہے آپ ہر جمعرات کو نماز عصر کے بعد اپنے احباب کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے آتے اور اکثر اوقات حضرت صاحبؒ کے ارشاد کی تعمیل میں خوش الحانی سے نعت سنایا کرتے تھے۔ وہ عموماً عظیم البرکت امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کی سوز و محبت میں ڈوبی نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن نعت پڑھ چکے تو آپؒ نے دریافت فرمایا مولوی صاحب آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''نوے روپے'' آپؒ نے فرمایا صرف نوے روپے؟ آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ ہونی چاہیے۔ مولانا یہ سن کر خوش تو ہوئے لیکن گہری سوچ میں ڈوب گئے کہ یہ تو بڑی بات ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحبؒ نے پھر دریافت فرمایا کہ ''کیا آپ کبھی کراچی بھی گئے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ نہیں حضورؒ کراچی جانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا آپؒ نے فرمایا کہ برخوردار کراچی جانا چاہیے! چنانچہ کچھ دنوں کے بعد بعض دوستوں کی دعوت پر بعزم کراچی روانہ ہو گئے وہاں پر ان کو ایک ماہ رکنا پڑا اور کئی تقریبات میں شمولیت کی۔ بالآخر میمن مسجد کے خطیب منتخب ہو گئے اور ان کی ماہوار تنخواہ حضرت صاحبؒ کے ارشاد عالیہ کے مطابق چار سو روپیہ ہی مقرر ہوئی۔ اس کے بعد کراچی کے دینی حلقوں میں ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ کراچی کے ہی ہو کر رہ گئے۔

## حضرت قبلہ کا طریقہ تلقین:

○ ڈاکٹر محمد رفیق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نے حضرت صاحبؒ کی

Marfat.com

خدمت بابرکت میں اپنی اولین حاضری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ لاہور سے وہ اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان کے چچازاد بھائی سیٹھ محمد شفیع بھی ان کے ساتھ تھے۔ لاہور سے عمدہ آموں کا ایک ٹوکرا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ساتھ لے لیا۔ فیروز پور اسٹیشن سے کرمونوالا شریف دو اڑھائی میل کی مسافت پر تھا۔ ہم آرام طلب شہری نوجوان! خیر جوں توں کر کے منزلِ مقصود پر پہنچے، نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا اور پھر نماز عشاء کے بعد ایک خادم نے کہا کہ حضرت صاحبؒ نماز فجر کے بعد ملاقات کریں گے۔ سب صاحبان اب آرام کریں۔

شوق دیدار نے ہمیں بے قرار کر رکھا تھا۔ ہم نے میاں بالا صاحبؒ (میاں محمد اقبال) کو آموں کا ٹوکرا پیش کر کے کہا کہ یہ حضورؒ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ میاں بالےؒ نے کہا ''لے جاؤ یہ ٹوکرا، تم شہری بہت ہوشیار اور چالاک ہوتے ہو۔ یہاں ٹوکروں کی پروا نہیں۔ ملاقات صبح کے وقت ہی ہوگی۔'' ہم دونوں نوجوان تھے۔ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے سیٹھ محمد شفیع نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ سب دکانداری معلوم ہوتی ہے چلو صبح کی نماز کے بعد واپس چلیں اور آم بھی ساتھ لیتے چلیں گے۔ راستہ میں لوگوں میں تقسیم کر دیں گے۔

نماز فجر کے بعد ہم روانگی کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ خلاف معمول آپ نے تھوڑی دیر کے بعد حجرہ شریف کا دروازہ کھولا اور خادم کو ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت لاہور سے جو تین آدمی آئے تھے۔ ان میں سے سب سے چھوٹے نوجوان کو بلا لاؤ۔ میں خدمت میں حاضر ہوا عجیب کیفیت تھی رعب ولایت سے میں خاموش بت بنا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا ''برخوردار! یہاں دکانداری نہیں ہے'' میں تو بزرگوں کے حکم کے مطابق بیٹھا ہوا ہوں۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کے والد بزرگوار بھی حاضر ہوئے اور سب کو آپ نے اپنی کرم نوازی سے گرویدہ بنا لیا اور ہمیں آپ کی علوشان کا پوری طرح احساس ہوا اور ہماری دنیا ہی بدل گئی۔

## نظرِ کرم:

○ شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکٹنگ کمیٹی اوکاڑا پہلے مارکیٹ کمیٹی میں بطور کلرک کام کرتے تھے۔ اسی دفتر میں انسپکٹر کی آسامی خالی ہوئی تو شیخ صاحب نے بھی درخواست دے

Marfat.com

دی اور حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کے طلب گار ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے ازراہ شفقت فرمایا ''جس دن حاکم نے انتخاب کرنا ہو تم اس دن طرّے دار پگڑی باندھ کر پیش ہو جانا۔ اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ شیخ صاحب انتخاب کے دن حسب ہدایت خوب ٹھاٹھ سے افسر اعلیٰ کے روبرو پیش ہوئے۔ افسر اعلیٰ نے کہا: بے شک تمہارا تجربہ بھی ہے اور تم منتظم بھی ہو لیکن دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں تمہاری تعلیمی قابلیت کم ہے۔ ان میں ایف-اے اور بی-اے پاس ہیں اور تم دسویں پاس بھی نہیں ہو۔ شیخ صاحب نے خاموشی سے سب باتیں سنیں اور سمجھے کہ کامیابی کی امید بہت کم ہے۔

افسر اعلیٰ نے امیدواروں کا انتخاب کر لیا، پہلے نمبر پر ایک بی-اے پاس امیدوار کو رکھا گیا اور دوسرے نمبر پر شیخ خادم حسین تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے اور گزارش کی کہ افسر اعلیٰ نے مجھے دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔

حضرت قبلہؒ نے سن کر ارشاد فرمایا ''تم دوسرے نمبر پر کیسے ہو تم تو پہلے نمبر پر ہو'' چنانچہ جس شخص کا نام پہلے نمبر پر تجویز ہوا تھا۔ وہ ایک دائمی مریض شخص تھا۔ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے ملازمت پر حاضر نہ ہو سکا، شیخ صاحب کچھ عرصہ اس آسامی پر عارضی طور پر کام کرنے لگے اور پھر حسن کارکردگی کی بناء پر مستقل ہو گئے۔

## ملازمت پر باعزت بحالی:

○ دفتر ضلع کچہری ساہیوال کے ایک پرانے اہلکار سید نذیر حسین ایک دفعہ رشوت ستانی کے ایک مقدمہ میں ملوث ہو گئے۔ قصور دراصل کسی ماتحت کا تھا لیکن نزلہ ان پر آ گرا اور ملازمت سے معطل کر دیئے گئے۔ بیچارے عیالدار تھے اور معمولی سی بات پر پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ چند روز دوران تفتیش پولیس کے زیر حراست بھی رہے۔ آخر بعض احباب کے کہنے پر حضرت قبلہؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور گریہ وزاری سے التجائے دعا کی۔ حضور نے شفقت سے فرمایا کہ ''جاؤ، بری ہو جاؤ گے''

تفتیش مکمل ہونے کے بعد ان کا مقدمہ ایک سخت قسم کے مجسٹریٹ کے سپرد ہو گیا تو ان کو اور بھی پریشانی لاحق ہوئی۔ حاکم مذکورہ میں نرمی نام کو نہ تھی۔ شاہ صاحب پھر آپ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! اب تو رہائی کی بھی کوئی صورت نہیں حاکم بے حد سخت ہے۔ حضرت قبلہؒ نے پھر تسلی و تشفی دی اور فرمایا ''جاؤ، بَری ہو جاؤ گے اور مجھے کیا کہتے ہو''۔

مقدمہ تاریخ مقررہ پر پیش ہوا۔ حاکم عدالت تمام مقدمات کی سزائیں سناتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن شاہ صاحب کے فیصلہ کے کاغذات ہاتھ میں اٹھانے کے بعد ان پر پھر نظر دوڑائی اور سب سے آخر میں کاغذات کے نیچے رکھ دیئے اور دوسرے مقدمات میں سزائیں سنانے لگا۔ کام ختم کرنے کے بعد اس نے شاہ صاحب کے کاغذات ہاتھ میں لیے اور حکم سنایا کہ جاؤ تم بَری ہو۔ میں کسی پر خواہ مخواہ ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

اس عدالت کے جس اہلکار نے فیصلہ ٹائپ کیا تھا بعد میں شاہ صاحب کو بتایا کہ اس حاکم کی زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے تحریر شدہ فیصلہ بدلا ہے، شاہ صاحب! آپ کو واقعی کسی کامل بزرگ کی امداد حاصل ہے۔ اللہ اکبر

## اولادِ نرینہ عطا ہوئی:

○ موضع ''مہوں کے'' پاکپتن شریف کی ایک نواحی بستی ہے وہاں کے نمبردار حاجی سکندر خاں حضرت قبلہ کے مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے اور آپ کو بھی حاجی سکندر خاں سے محبت تھی۔ درگاہ عالیہ پاکپتن شریف کی حاضری سے فراغت کے بعد ایک مرتبہ آپ حاجی سکندر خاں اور دوسرے عقیدتمندوں کی پُر خلوص دعوت پر مہوں کے تشریف لے گئے۔ گاؤں میں کچھ دیر قیام کے بعد جب آپ کی روانگی کا وقت آیا تو ایک پریشان حال دیہاتی نوجوان عورت اُس مکان کے باہر آ کر بیٹھ گئی جہاں آپ فروکش تھے کسی نے اُس سے اُس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو کہنے لگی کہ اولاد کی دولت سے محروم ہوں اور زندگی وبال بن گئی ہے اس شخص نے کہا کہ بی بی! حضرت صاحبؒ روانہ ہونے والے ہیں، اب کیسے عرض پیش کی جائے'' وہ عورت دُھن کی پکی تھی، اٹھی اور جھٹ گاؤں سے باہر جا کر اس راستہ پر لیٹ گئی جہاں سے آپ کی موٹر کار گزرنے والی تھی۔ آپؒ موٹر کار میں سوار ہو کر روانہ ہوئے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں وہ عورت راستہ میں لیٹی ہوئی تھی تو کار رُک گئی، آپ نے دیکھا کہ سامنے ایک عورت لیٹی ہوئی ہے، دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے، کیا یہ عورت اپنی جان سے

Marfat.com

بیزار ہے؟ کسی واقف حال نے عرض کیا کہ حضورؒ اس عورت کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہے۔

آپؒ نے فرمایا کہ اس بی بی سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی گود ہری کر دیں گے اور اسے چاند سا بیٹا عنایت فرمائیں گے۔ اب یہ اپنے گھر خوش خوش جائے اور ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ یہ خوشخبری پا کر وہ عورت اپنے گھر روانہ ہو گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی گود ہری ہو گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

○ پاکپتن کے سول ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہو گی۔ ان کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں۔ اولاد نرینہ سے محروم تھے عموماً ہر اتوار کو چک 36 میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ایک دن وہ تانگہ میں تمام لڑکیوں کو سوار کر کے لے آئے اور عرض کیا کہ حضور ان کا بھائی کوئی نہیں ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا ''ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ ان کو دو بھائی عطا فرمائیں گے'' اور بچیوں کو کھانے پینے کی کچھ چیزیں دیں۔ کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب پھر حاضر ہوئے تو ان کی گود میں ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ جسے حضرت صاحبؒ نے بڑی شفقت سے پیار کیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب پاکپتن شریف سے کسی اور جگہ تبدیل ہو گئے اور ان کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا لیکن حضرت صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور بیٹا عطا کر دیا ہو گا۔

○ انور حسین گوجر پورہ لاہور کا بیان ہے کہ ان کے ایک عزیز شیخوپورہ میں رہتے تھے۔ ان کی شادی خانہ آبادی کو بارہ سال کا عرصہ گزر گیا لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ علاج معالجہ، تعویذ، گنڈا، دعا اور دوا سب آزما دیکھے لیکن پھر بھی اولاد کی نعمت سے محروم رہے۔ کسی دوست نے ان کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ وہ اتوار کے دن لاہور سے حضرت کرمانوالا شریف پہنچے لیکن اس دن زائرین کا ہجوم اتنا تھا کہ ان کو عرض مطلب کا موقع نہ مل سکا اور وہ دل کی دل میں ہی لے کر واپس چلے آئے، اگلی اتوار پھر حاضر خدمت ہوئے مگر بھیڑ بدستور تھی۔ دل میں افسوس پیدا ہوا کیا دوسری مرتبہ بھی عرضداشت پیش کرنے کا موقع نہیں ملے گا؟

Marfat.com

اتنے میں حضرت صاحبؒ کا ایک خادم آیا اور اس نے کہا کہ جو صاحب شیخوپورہ سے آئے ہیں ان کو حضرت صاحبؒ بلاتے ہیں۔ یہ خاموش رہے کہ شاید کوئی اور صاحب ہوں گے، میرے نصیب کہاں کہ حضرت صاحبؒ از خود بلائیں، خادم واپس چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہی خادم پھر آیا اور کہا کہ شیخوپورہ سے جو صاحب پچھلی اتوار بھی آئے تھے اور ملے بغیر واپس چلے گئے تھے، انؔ کو حضرت صاحب قبلہؒ نے بلایا ہے، چنانچہ وہ اُٹھے اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت صاحب نے کمال شفقت فرمائی، دعا کی اور دوا بھی تجویز فرمائی۔ واپس جا کر دوائی تیار کر کے استعمال کی گئی اور حضرت صاحبؒ کی کرم نوازی سے اللہ تعالیٰ نے چاند سا لڑکا عنایت فرمایا۔ انور حسین صاحب کا بیان ہے کہ ان کے یہ عزیز اولیاء اللہ اور بزرگوں سے چنداں عقیدت نہ رکھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد وہ بزرگوں کی عظمت اور کرامت کے قائل ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

○ محمد اسمٰعیل چک نمبر 11/1-L والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا ''حضورؒ! میرے ہاں ایک لڑکا اور پانچ چھ لڑکیاں ہیں، یہ چھاؤنی میرے گھر میں ہی لگا دی گئی ہے'' آپ اس وقت خوش و خرم بیٹھے تھے۔ یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا ''اسمٰعیلیا (پیار سے) تیرا باپ ایک تھا، تیرا دادا ایک تھا، تیرا پردادا ایک تھا اور تو بھی ایک ہے۔ اب بتا میں کیا کروں'' وہ بھی خوش طبع اور حاضر جواب تھا، جھٹ عرض کی کہ ''حضورؒ میں ساری نسل چیک کرانے نہیں آیا، اولادِ نرینہ کے لئے سوال لے کر آیا ہوں'' آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا اور مسکرا کر فرمایا، جاؤ اللہ کریم چار لڑکے دیں گے، اب تو خوش ہو'' چنانچہ پھر اس کے ہاں چار لڑکے پیدا ہوئے۔ اللہ اکبر

ع تیرے منہ سے جو نکلی بات ہو کے رہی

○ میر محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد ان کے ہاں دو بچیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔ جب تیسرے بچے کی ولادت کے آثار ہوئے تو وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولادِ نرینہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جا کر یہ پھل اپنی بیوی

Marfat.com

کو کھلا دینا، گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل انہوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپؒ کی دعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام میر منصور محمود رکھا گیا۔

**آپؒ کی توجہ سے بچوں کی درازی عمر:** شیخ عبدالرحمٰن پاکپتن شریف والے آپؒ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ ان کے ہاں لڑکیاں تھیں۔ مگر جو لڑکا پیدا ہوتا وہ کچھ عرصہ کے بعد مر جاتا۔ دو تین لڑکے اسی طرح فوت ہو گئے۔ آخر پریشان ہو کر ایک موقع پر شیخ صاحب نے حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور ان کے ہاں کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا۔ لڑکے پیدا ہوتے ہیں مگر مر جاتے ہیں۔ دعا فرمائیں، مولا کریم کرم فرما دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''مولا کریم حیاتی والا بچہ دے دیں گے'' اب جو بچہ پیدا ہو اس کا نام انعام اللہ رکھیں۔ اللہ کریم کے فضل سے وہ بچہ اس وقت شیخ صاحب کے گھر کی رونق و آبادی کا باعث ہے۔

## طاقت گویائی عطا کر دی:

○ کرمونوالا شریف ضلع فیروزپور میں ایک دن آپ محفل پاک سجائے بیٹھے تھے۔ ایک صاحب خوش الحانی سے شاہنامہ اسلام پڑھ رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک بابو صاحب آئے جن کے ہمراہ دس اور بارہ سال کے دو بچے تھے۔ بابو صاحب نے دونوں بچوں کو آپ سے کچھ فاصلے پر نیم کے درخت کے نیچے بٹھا دیا اور اپنی سوٹی ایک کے سپرد کر کے آپؒ کی مجلس میں آ بیٹھے۔ آپ نے پوچھا ''بابو جی! آپ کا نام کیا ہے اور آپ کہاں سے آئے ہیں'' بابو صاحب نے اپنا نام بتایا اور عرض کیا کہ وہ لدھیانہ سے آئے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا ''کس طرح آئے ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ ''حضور یہ میرے دو بیٹے ہیں جنہیں میں نے نیم کے درخت کے نیچے بٹھایا ہے۔ یہ دونوں گونگے ہیں''۔

آپ نے فرمایا کہ کیا یہ باتیں نہیں کرتے تو اس نے جواب دیا کہ حضور یہ دونوں باتیں نہیں کرتے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ یہ بات سن لیتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ بات نہیں سنتے۔ ہاتھ کے اشاروں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا، بابو جی! بعض بچے صرف گونگے ہوتے ہیں اور ایک گونگے اور بہرے ہوتے ہیں تو یہ گونگے بھی ہیں اور بہرے بھی۔ یہ بات سن کر بابو صاحب گھبرا گئے۔ آپ نے فرمایا ''بابو جی گھبراؤ نہیں اللہ رحم کر دے گا'' اس کے بعد آپؒ نے پھر نعت خواں کو اشارہ کیا اور آپ شاہنامہ اسلام سننے لگے۔ حضور کبھی کبھی بچوں کی جانب نظر ڈالتے اور کبھی ان کے باپ کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔ لیکن بابو صاحب کی گھبراہٹ اور پریشانی بڑھ رہی تھی۔ اتنے میں نیم کے نیچے بیٹھے ہوئے دونوں لڑکے ایک دوسرے سے سوٹی چھیننے اور زور آزمائی کرنے لگے، پھر وہ اونچی آواز سے اپنے باپ کو ابّا، ابّا کہہ کر پکارنے لگے۔ ایک کہہ رہا تھا، ابا یہ میری سوٹی چھینتا ہے، اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ ابّا تو مجھے سوٹی دے کر گئے تھے، یہ سوٹی میری ہے۔

یہ سن کر حضرت صاحبؒ مسکرائے اور ہنس کر فرمایا ''بابو جی! دیکھو وہ تو بول رہے ہیں، آپ یونہی کہتے ہیں کہ وہ نہ بولتے ہیں اور نہ سنتے ہیں'' خوشی سے باپ کی باچھیں کھل گئیں۔ بچوں کو خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے شفقت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر وہ بابو صاحب بچوں کو ساتھ لے کر شاداں و فرحاں گھر کو روانہ ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

## نظرِ کرم سے مشکلات کا حل:

○ شیخ عبدالرحمٰن پاک پتن شریف والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس کے موقع پر حضرت صاحبؒ پاکپتن شریف کی مسجد عید گاہ میں قیام پذیر تھے۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے حضور دیوان صاحب کا خادم خاص میاں رحیم حجام جناب دیوان صاحب کے بھیجے ہوئے کچھ تبرکات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت ادب سے سلام کیا اور تبرکات پیش کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ آپ نے بڑے احترام کے ساتھ تبرکات رکھوائے اور پھر میاں رحیم کی طرف متوجہ ہوئے، میاں رحیم بہت جہاندیدہ آدمی تھا، بہت سے بزرگوں کا نیاز حاصل کرنے کا شرف اسے میسر آچکا تھا۔ حضرت صاحب کو متوجہ پا کر عرض کیا، غریب نواز، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے بڑے بزرگوں کی موجودگی میں اس خادم کا ایک چھوٹا سا کام کیوں اٹکا ہوا ہے'' آپ نے فرمایا ''میاں رحیم کیا بات ہے بات تو کرو'' میاں رحیم نے کہا، حضورؒ میں

Marfat.com

اپنے لڑکے کی سگائی ایک جگہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ لوگ مانتے نہیں ہیں۔ آپ نے بلا توقف فرمایا، میاں رحیم وہ تو مان گئے، فکر نہ کرو، اللہ کرم کر دے گا۔ میاں رحیم رمز شناس تھا، سمجھ گیا کہ عقدہ حل ہو گیا اور مراد حاصل ہو گئی۔ اجازت لے کر واپس جناب دیوان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کام سے فارغ ہو کر رات گئے گھر پہنچا تو اس کے سمدھی اس کے گھر آئے بیٹھے تھے اور وہ کہنے لگے کہ آج ہی سگائی کے لئے دن مقرر کر لو۔ اللہ اکبر

## دعا سے مشکل حل ہو گئی:

○ غلام محمد اشرفی الجیلانی کیمبل پور حال اٹک سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں زاد بھائی معراج دین ایک غیر ملکی بورنگ کمپنی میں ملازم تھا۔ کسی بناء پر ان کا انگریز افسران سے ناراض ہو گیا اور ملازمت سے جواب دے دیا۔ بعد ازاں کئی جگہ پر انتہائی کوشش کی گئی لیکن روزگار کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ آخر کار معراج دین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ''جاؤ، تم خود افسر بن جاؤ گے'' چنانچہ معراج دین پہلی ملازمت پر بحال ہو گیا۔ بعد ازاں تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کر کے خود افسر بن گیا۔

## عازم حج کے لئے زادِ راہ:

○ مولوی محمد حنیف نے حافظ سید محمد سکنہ پاکپتن شریف سے سن کر بیان کیا کہ ایک موقع پر وہ حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ حاضرین اپنی اپنی گزارشات یکے بعد دیگرے پیش کر رہے تھے۔ دو معزز آدمیوں کی باری آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ حج اور زیارت حرمین شریفین کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ انہیں یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ''مولا کریم مہربانی فرما دیں گے۔ آپ حج کر آئیں'' یہ سن کر ایک نادار شخص جو مجلس میں موجود تھا، بول اُٹھا کہ میں بھی حج کرنا چاہتا ہوں مگر کچھ زادِ راہ نہیں ہے'' آپ نے مسکراتے ہوئے اُسے ایک چونّی دی اور فرمایا کہ جاؤ تم بھی حج کر آؤ۔ یہ لو زادِ راہ، اس شخص نے چونی سنبھال لی اور کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔

حج کے لئے روانگی کے ایام آئے تو وہ دونوں آدمی جو پہلے آپؒ سے اجازت سفر لے چکے تھے حج کے لئے تیار ہو گئے اور ٹکٹ لے کر کراچی چلے گئے۔ اس شخص کو بھی خیال

Marfat.com

آیا کہ حضرتؒ نے زادِ راہ دیا تھا، چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ بھی تھوڑا بہت سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اسٹیشن پر جا پہنچا۔ کراچی جانے والی گاڑی کا وقت ہو چکا تھا۔ بابو صاحب کو چونی پیش کر کے کراچی کا ٹکٹ طلب کیا۔ بابو صاحب نے چونّی واپس کر دی اور کہا کہ ''جاؤ بابا گاڑی آنے والی ہے، ٹکٹ کی کیا ضرورت ہے، تم گاڑی میں سوار ہو جانا، کوئی ٹکٹ نہیں پوچھے گا۔ گاڑی آئی تو وہ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں اس سے کسی نے ٹکٹ نہ پوچھا اور وہ کراچی پہنچ گیا۔

کراچی سے بعض مخیّر حضرات نے جدہ تک آمدورفت کا کچھ انتظام کر دیا۔ راستہ میں کسی نے بھی بازپرس نہ کی۔ جدہ میں جہاز سے اتر کر مکہ معظّمہ پہنچ گیا اور وہ چونی بدستور اس کے پاس تھی۔ وہاں سے مدینہ منورہ جانے کا بھی کوئی ذریعہ بن گیا اور اس طرح وہ حج اور زیارات سے مشرف ہو کر واپسی سفر کے لئے جدہ سے بحری جہاز پر سوار ہو کر سارا سفر مکمل کر کے گھر پہنچ گیا۔ پھر وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے دریافت فرمایا کہ ''سناؤ، حج کر آئے ہو؟'' عرض کیا کہ حضورؒ، آپؒ کی عنایت کردہ زادہ راہ کی برکت سے سارا سفر با آرام طے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''خوب ہوا، لیکن ہاں وہ ہماری چونّی کہاں ہے''۔ اس نے جیب سے چونّی نکال کر پیش کر دی۔ آپ نے چونّی لے کر فرمایا کہ ''حج تو تم کر آئے ہو، اب یہ ہماری چونی ہمیں واپس کر دو''۔

راقم الحروف (محمد اکرام) مؤلف نے جب یہ واقعہ مولوی حنیف صاحب کی زبانی سنا تو اس کو قلمبند کرنے میں تذبذب ہوا، واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا۔ میں کتاب معدن کرم کی تالیف میں مصروف تھا۔ ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذوالحجہ کی مناسبت سے کتاب ''فضائل حج'' کی ورق گردانی کرنے لگا، اچانک صفحہ نمبر 255 پر نظر رک گئی۔ عنوان نمبر 20 کے تحت ایک واقعہ درج تھا جو اس کتاب سے من و عن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہؒ اور متقدمین کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔

(نقل)

Marfat.com

حضرت ابو عمر وزجاجیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درہم مجھے عطا فرمایا۔ میں نے اس کو اپنے کمر بند میں باندھ لیا۔ اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا، خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا، جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ ''لاؤ ہمارا درہم، میں نے خدمت میں پیش کر دیا۔ فرمایا اس کی مہر کیسی پائی، میں نے کہا ''بڑی چالو''۔

## روئی کے کارخانہ کی الاٹمنٹ:

○ رائے محمد اقبال احمد خاں اور رائے نیاز احمد خاں دونوں بھائی موضع رائے کوٹ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں آ کر آباد ہو گئے۔ کپاس کے ایک کارخانہ میں جو کہ اب رائے کاٹن فیکٹری کے نام سے مشہور ہے، رہائش اختیار کر لی۔ اس کارخانے اور اس میں واقعہ مکانات کی عارضی الاٹمنٹ ان کے نام ہو گئی۔ دو تین سال بعد جب مستقل الاٹمنٹ کا سلسلہ شروع ہوا تو رائے کاٹن فیکٹری کی عارضی الاٹمنٹ منسوخ ہو گئی اور اس کی نیلامی کا حکم بھی صادر ہو گیا۔ اب دونوں بھائیوں (رائے صاحبان) کو فکر لاحق ہوئی کہ یہ کارخانہ ہاتھ سے جاتا رہا تو سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ اس پریشانی کے عالم میں دونوں بھائیوں نے نیلامی کی تاریخ سے ایک دن پہلے حضرت کرمانوالا شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! اگر یہ کارخانہ ہاتھ سے نکل گیا تو بڑی مشکل پیش آئے گی اور چیچہ وطنی میں رہنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ آپ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا ''رائے صاحب! آپ بالکل نہ گھبرائیں، اللہ کریم فضل کر دیں گے اور کارخانہ ہمیں ہی ملے گا''۔

دوسرے دن آپ نے جناب صاحبزادہ سید عثمان علی شاہؒ اور اس فقیر (محمد اکرام) کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ چیچہ وطنی میں رائے صاحب کو نیلامی میں کارخانہ لے کر دینا ہے، صوفی نور عالم کو بھی ساتھ لے جاؤ، چنانچہ ارشاد کے مطابق ہم تینوں چیچہ وطنی پہنچ گئے۔

نیلامی شروع ہوئی ایک ریٹائرڈ بریگیڈیر جو سیٹلمنٹ کمشنر کے عہدے پر فائز تھے،

Marfat.com

نیلامی پر مامور تھے۔ بولی تین لاکھ تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ رائے صاحب گھبرا گئے اور تھرائی ہوئی آواز سے چالیس ہزار کہا۔ یہ سنتے ہیں بریگیڈیر صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور گرجدار آواز میں ایک دو تین کہہ کر بولے کہ یہ فیکٹری ہم نے رائے صاحب کو دے دی ہے اور یہ ان کے پاس ہی رہے گی۔ دوسرے خواہش مند حضرات کو اور کارخانے دیئے جا سکتے ہیں۔ اس کارخانہ کے لئے کوئی شخص اپیل نہ کرے۔ واپس جا کر جب حضرت صاحبؒ کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا گیا تو آپ نے رائے نیاز احمد خاں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کارخانہ اب ہمارا ہی رہے گا۔ اسے کوئی نہیں لے سکتا۔ چنانچہ اپیل کرنے والوں کی اپیلیں بھی ناکام ہو گئیں۔

## ایک عقیدت مند کی مشکل کشائی:

○ چوہدری محمد طفیل اوکاڑا والے بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد ہم اپنے علاقہ کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ اوکاڑا میں آ کر آباد ہو گئے۔ ایک محلہ میں ہمیں ایک کشادہ مکان رہائش کے لئے مل گیا۔ مستقل الاٹمنٹ کے موقع پر ہم نے اپنا حق حاصل کرنے کے لئے کاغذات کلیم کمشنر کی عدالت میں پیش کیے لیکن بعض لوگوں کی در پردہ مخالفت کی وجہ سے ہمارے کاغذات تلف کر دیئے گئے۔ چار پانچ مرتبہ اس طرح ہوا چوہدری صاحب نے شروع میں ہی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں مکان کے متعلق عرض کیا تھا اور آپ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ''مکان تمہیں ہی ملے گا، کوشش کرتے رہو'' لیکن دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے معاملہ طول پکڑتا گیا اور ان کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا، حتیٰ کہ مخالفین نے ابتدائی فیصلوں کی بناء پر ان کا مکان اپنے نام الاٹ کروا کر قبضہ کرنے کی کوشش بھی شروع کر دی۔ مخالفین کا قبضہ رکوانے کے لئے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی لے کر وہ پھر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم بحالیات کے بڑے افسر کے پاس لاہور میں اپیل کر دو چنانچہ اپیل کے کاغذات مکمل کر کے یہ چیف کمشنر بحالیات کے پاس جا پہنچے چیف کمشنر نے کاغذات دیکھ کر کہا کہ ہندوستان کے جس قصبہ کے متعلق آپ کے کلیم ہیں، اس کا گزٹ میں کوئی اندراج نہیں مل سکا۔ دفتر والے اس کے

Marfat.com

متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ اس لیے تمہارا کلیم منظور نہیں ہوسکتا۔

چوہدری محمد طفیل کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر میں بے اختیار رونے لگا۔ اس پر کمشنر صاحب نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں تمہارا مقدمہ زیرِ غور رکھتا ہوں اور تمہیں مہلت دیتا ہوں کہ گزٹ میں سے وہ حکم تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ چوہدری محمد طفیل نے جا کر سرکاری لائبریری کے افسر سے گزٹ مانگا۔ اس نے کہا کہ "تمہیں کون سا گزٹ درکار ہے، گزٹ تو بہت سے ہیں" یہ اس وقت پریشان تھے، اسی عالم میں حضرت صاحبؒ کی جانب متوجہ ہوئے اور بے ساختہ منہ سے نکلا کہ 1940ء کا گزٹ دے دیجئے۔ لائبریرین نے 1940ء کا گزٹ نکال کر ان کے حوالے کیا۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گزٹ کھولا، پہلی نظر جس صفحہ پر پڑی اس میں ان کے قصبہ کا ہی ذکر تھا۔ وہ خوشی سے اچھل پڑے۔ لائبریرین سے اُسی وقت مصدّقہ نقل حاصل کر کے کمشنر کے پاس جا پہنچے۔ کمشنر عدالت برخواست کر کے جانے ہی والا تھا، اس نے نقل ملاحظہ کی اور کلیم منظور کرتے ہوئے کہا کہ اب تو بڑی جلدی نقل لے کر آ گئے ہو۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے پیر و مرشد حضرت صاحبؒ کی توجہ اور برکت سے ہوا ہے۔

دوسرے دن وہ خوشی خوشی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا، منشی جی! آخر مکان آپ کو مل ہی گیا۔ بعد ازاں اس حکم کی نقل ہائی کورٹ میں پیش کرنے سے مخالفین کی کوششوں کا وہاں بھی سدّ باب ہو گیا۔

## عقیدت مندوں سے پیار:

○ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد وہ ضلع جھنگ میں آباد ہوئے۔ بے شمار مصروفیتوں کے باعث بہت عرصہ تک ان کو حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا، کئی مرتبہ ارادہ کیا لیکن پھر کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی۔ آخر 1961ء میں ان کے خلاف ساہیوال میں ایک دیوانی مقدمہ دائر ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں وہ لاہور سے ایک وکیل کے ہمراہ ساہیوال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب حضرت کرمانوالا شریف پہنچے تو دن کے بارہ بجنے والے تھے۔ آپؒ مجوزہ مسجد کے صحن میں کیکر کے

Marfat.com

درخت کے نیچے آرام فرماتے تھے۔ جب سڑک پر سے گزرتے ہوئے ان کی نظر حضرت صاحبؒ پر پڑی تو وہیں کار سے اتر کر آپؒ کی جانب چلے آئے۔ وکیل صاحب کار میں بیٹھے رہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپ داڑھی منڈوں سے سختی سے پیش آتے ہیں اس لیے میں کار میں بیٹھتا ہوں۔

جب وہ آپؒ کے نزدیک پہنچے تو آپ باوجود علالت کے چارپائی سے اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش فرمانے لگے انہوں نے عرض کیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں حضرت صاحبؒ نے فرمایا، آپ بہت عرصہ کے بعد آئے ہیں، آج کل آپ کی ''رہائش کہاں ہے اس وقت کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے''؟ عرض کیا، حضرت! ضلع جھنگ میں آباد ہو گیا ہوں۔ اس وقت لاہور سے آ رہا ہوں اور ساہیوال کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جلدی جاؤ کہیں حاکم اٹھ نہ کھڑا ہو اور ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے رہے، پھر فرمایا، جائیں آپ کا ساتھی باہر منتظر ہو گا اور دوبارہ ان کے چہرے کی طرف گھور کر دیکھا، وہ محسوس کر رہے تھے کہ حضرت صاحبؒ ان کی صفاچٹ داڑھی کو ناپسند فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً بول اُٹھے، حضرتؒ انشاء اللہ پھر یہ غلطی نہیں ہو گی۔ یہ سن کر آپؒ نے دست شفقت ان کی پیٹھ پر پھیرا اور محبت بھری نظر سے رخصت کیا۔ وہ ساہیوال عدالت میں پہنچے تو حاکم اُٹھ کر جانے ہی والا تھا۔ چنانچہ انہوں نے درخواست پیش کی اور فیصلہ اسی وقت ان کے حق میں ہو گیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی داڑھی نہیں منڈوائی اور حضرت صاحبؒ کا ان کی طرف توجہ سے دیکھنا ہی ان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کا موجب بن گیا۔

## حضرت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ (حضرت کیلیانوالے) کے یوم وصال پر آپؒ کی بے قراری:

○ حضرت اعلیٰ حضور میاں صاحب شرق پوری سرکار قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ ہمیشہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی شرق پور شریف میں عرس کے موقعہ پر حصول برکات و فیوض کے لئے حاضر ہو جاتے۔ ایک سال حسب دستور آپ شرق پور شریف پہنچے اور نالہ ڈیک کے قریب ایک کنویں پر چھوٹی سی مسجد میں قیام کیا۔ (آپ شہر سے باہر قیام پسند فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے)۔ ربیع الاول کی دو تاریخ ہوئی تو آپ کی طبیعت مبارک میں عجیب قسم کی شان جلالی کا ظہور ہوا۔ حاجی نظام الدین اور دوسرے سب احباب دہشت زدہ ہو کر قریب نہ آتے تھے۔ صرف یہ فقیر (محمد اکرام) آپ کے پاس موجود رہا۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ رضائی اوڑھ کر خاموش لیٹ گئے۔ اس دن شہر کے ایک رئیس نے کھانا بھجوایا تھا مگر میں نے احتیاطاً لنگر کا کھانا بھی منگوا کر رکھ لیا تا کہ آپ جو کچھ چاہیں اور جب چاہیں پیش کر سکوں۔

رات جب کافی گزر گئی تو آپ نے کروٹ بدلی اور رضائی اوڑھے ہوئے لمبا ٹھنڈا سانس لیا، پھر چہرۂ مبارک سے رضائی ہٹا کر دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہے؟ میں نے گھڑی دیکھ کر عرض کیا کہ حضور گیارہ بج کر دس منٹ ہوئے ہیں۔ آپؒ نے پوچھا کہ کیا نماز پڑھ لی ہے؟ میں نے عرض کیا، حضور ابھی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا پہلے نماز پڑھ لیں۔ آپ نے تیمّم کیا اور نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا ''مولوی صاحب کچھ کھانے کو جی تو نہیں چاہتا، یہ اتنے برتن کیسے ہیں''؟ میں نے عرض کیا کہ حضور ملک مظفر صاحب نے کھانا بھیجا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تو لنگر مبارک کی دال روٹی پسند ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہے چنانچہ آپ نے چند لقمے تناول فرمائے۔ بعد ازاں آپ پھر لحاف اوڑھ کر محو استراحت ہو گئے۔ علی الصبح پھر بیدار ہوئے اور نماز و معمولات کے بعد تلاوت قرآن حکیم سے فارغ ہوئے۔ اس دن ربیع الاول کی تین تاریخ تھی۔ اب آپ کی طبیعت قدرے پُرسکون تھی۔ چنانچہ آپؒ نے ختم شریف میں شمولیت کے لئے دربار شریف جانے کی تیاری شروع کر دی تو حاجی نظام الدین صاحب بھی آ گئے۔ آپ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔

آٹھ بجے کے قریب ختم شریف کی تقریبات شروع ہوئیں اور تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا کہ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری صاحبؒ کا وصال ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ سید باقر علی شاہ بخاری اور حضرت صاحبزادہ سید جعفر علی شاہ بخاری باچشم گریاں محفل ختم مبارک سے اُٹھ کر حضرت کیلیانوالہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

ختم شریف کے فوراً بعد حضرتؒ بھی کار میں سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں سمیت حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے ہم حضرت کیلیانوالہ شریف جا پہنچے، جاتے ہی حجرہ مبارک میں حضرت سید نور الحسنؒ شاہ بخاری کی زیارت حاصل ہوئی۔ وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؒ کا وصال رات گیارہ بج کر دس منٹ پر ہوا تھا۔ یہ تھا باہمی تعلق ان دو باکمال ہستیوں کا۔

**میٹھے پانی کا کنواں عطا کر دیا:** حضرت بابا جی سرکار سجادہ نشین اول نے فرمایا کہ کرموں والا ضلع فیروز پور سے تھوڑے فاصلے پر ایک گاؤں قادا بوڑا واقع ہے، اس گاؤں میں جو کنواں کھودا جاتا اس کا پانی کھارا ہوتا۔ وہاں کی عورتیں دوسرے نزدیکی گاؤں سلطان خاں والا سے بصد مشقت پانی لایا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؒ سلطان خاں والا تشریف لے گئے تو قادا بوڑا کی بہت سی عورتیں آپ کے گرد جمع ہو گئیں اور مل کر عاجزی سے التجا کی کہ ہم تو سروں پر اتنی دور سے پانی ڈھوتے ڈھوتے تھک گئی ہیں، ہمارے حال پر رحم فرمائیں ہمیں میٹھے پانی کا کنواں عطا فرمائیں۔ بعد میں حضرت صاحبؒ قادا بوڑا تشریف لے گئے اور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ''اس جگہ کنواں کھودو اللہ کریم میٹھا پانی دے دیں گے'' چنانچہ گاؤں کے لوگوں نے وہاں کنواں کھودا اس کا پانی نہایت خوش ذائقہ تھا۔ شفقت ہو تو ایسی اور کشف ہو تو ایسا۔

Marfat.com

# آپ کا بلند مقام

## حضرت بُوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی کی عزت افزائی:

○ قبلہ مُرشدیؒ نے فرمایا کہ ہم پانی پت شریف میں بُوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہوئے جوں ہی ہم ریلوے اسٹیشن پر اُترے ایک مجذوب جو کبھی کسی سے کلام نہیں کرتا تھا ہمارے ساتھ ہولیا ہم جہاں جاتے یہ مجذوب ہمارے ساتھ ہوتا ایک محافظ کی طرح۔ جب ہم واپس اسٹیشن پر پہنچے تو اس مجذوب نے ہمیں سونے کی ایک ڈلی دی، ہم نے اس ڈلی کو صاحب مزار کی طرف سے تبرک سمجھ کر لے لیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ قلندر صاحب نے بلایا تھا اور سونے کی یہ ڈلی زادِ راہ کے طور پر عطا فرمائی۔ کرمونوالا شریف پہنچ کر وہ ٹکڑا سنار کو دکھایا گیا اس نے قیمت ساڑھے سات روپے بتائی۔ پانی پت سے فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن تک کرایہ ریل ساڑھے سات روپیہ تھا۔ اللہ اکبر۔

آپ کا نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظمؒ پر منتہیٰ ہوتا ہے شیخ جمال ہانسویؒ اور قلندر صاحبؒ خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش 605ھ میں بمقام پانی پت ہوئی۔ اوائل عمر میں تحصیل علوم ظاہری مکمل کر لی اور بارہ برس تک مسجد قوّت الاسلام جو دہلی کے قرب و جوار میں تھی۔ وعظ فرماتے رہے ایک دن ایک فقیر مسجد کے دروازے پر آیا اور بآواز بلند کہا کہ شرف الدین کب تک اس قیل وقال میں رہے گا جس کام کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھول گیا یہ کہہ کر وہ تو چل دیا مگر آپ کے دل میں اُسی لمحے جذبہ محبت الٰہی پیدا ہوا اور آپ ریاضت اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ اپنی علوم ظاہری کی تمام کتب دریا میں ڈال کر بارہ برس دریا میں کھڑے رہے۔ اسی حالت میں غیب سے آواز آئی کہ شرف الدین تیری عبادت ہم نے قبول کی مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض کیا کہ پروردگار تو عالم الغیب ہے مجھے تیرے سوا کچھ درکار نہیں۔ اسی جگہ کھڑا تیری محبت مین جان دے دوں گا۔ آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گود میں اُٹھا کر دریا سے نکالا۔ قلندر صاحب نے حضرت علیؓ کی قدم بوسی کی۔ حضرت علیؓ نے چند نکاتِ وحدت کی آپ کو تعلیم دی اور غائب ہو گئے

Marfat.com

آپ اُس وقت سے مست الست ہو گئے اور آپ پر تمام علوم دین و دنیا کے دروازے کھل گئے اور آپ بُو علی شاہؒ قلندر کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں، مکتوبات جو اختیار الدین مرید کے نام تحریر فرمائے بہت متبرک ہیں۔ یہ خطوط محبت کی زبان میں توحید، ترک دنیا، طلبِ آخرت اور عشقِ الٰہی کے حقائق و معارف سے لبریز ہیں۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ حالت جذب و مستی میں آپ کی لبیں بڑھ گئی تھیں۔ کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ ان کے کٹوانے کی فرمائش کرے آخر مولانا ضیاء الدین سنامی نے جو شریعت کے زبردست حامی تھے ایک ہاتھ میں مقراض اور دوسرے ہاتھ میں ان کی ڈاڑھی پکڑ کر مونچھوں کے بال کاٹ دیئے۔ اس کے بعد قلندر صاحبؒ ہمیشہ اپنی ڈاڑھی کو چوما کرتے کہ کیا مبارک ریش ہے جو راہِ شریعت محمدی ﷺ میں پکڑی گئی۔ مبارز خاں آپ کے محبوب مرید تھے جس کسی کو کوئی حاجت ہوتی، وہ مبارز خاں سے کہتا وہ حضرت سے عرض کر کے اس کی کار براری کرا دیتے۔ بادشاہان وقت آپ کی آستانہ بوسی کرتے تھے۔

ان دنوں دلّی کا بادشاہ علاؤ الدین خلجی تھا۔ اس کا عہدِ حکومت خاندان خلجی کا سنہری دور ہے اس کی حکومت پشاور سے لے کر مدراتک اور آسام سے لے کر کاٹھیاواڑ تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے تکبر کا یہ عالم تھا کہ نبوت کا دعویٰ کرتے کرتے رہ گیا۔ اس بادشاہ کی طرف سے ایک عامل پانی پت میں مقرر تھا۔ ایک دن اس کی سواری بکمال جاہ و جلال آ رہی تھی۔ انہی قلندر صاحب کا ایک محبوب درویش مبارز خاں اس وقت بازار سے گزر رہا تھا۔ یہ خدا مست درویش گورنر کی شان جلالی سے یکسر بے نیاز جا رہا تھا۔ گورنر کی سواری بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گزر گئی مگر اس آزاد منش نے تعظیم نہ دی۔ چوبدار نے درویش کی اس بے نیازی کو گستاخی پر محمول کیا اور اپنا عصاء اس کے سر پر دے مارا۔ درویش نے اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی اور تمام واقعہ عرض کیا۔ قلندر صاحبؒ کو جلال آ گیا اور اسی حالت میں سلطان علاؤ الدین خلجی کو مندرجہ ذیل مضمون کا خط لکھوایا۔

ترجمہ: دہلی کے بادشاہ کو معلوم ہو کہ اس کے خواجہ سرا نے جو اس وقت پانی پت میں عامل ہے ہمارے ایک درویش کو رنج پہنچایا ہے جس کی وجہ سے عرشِ الٰہی بھی کانپ اُٹھا ہے۔ اگر تو

Marfat.com

اس عامل کو قرار واقعی سزا دے تو بہت اچھا ہے ورنہ تیری جگہ کسی دوسرے شخص کو دلی کا شحنہ (بادشاہ) مقرر کر دیا جائے گا۔

علامہ اقبالؒ نے اس موضوع پر ایک غیر فانی نظم لکھی ہے۔ ذیل کے شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

؎ باز گیر ایں عامل بدگوہرے　　　　ورنہ بخشم ملک تو بادیگرے

سلطان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے غیر مشروط معافی مانگی۔ چنانچہ قلندر صاحبؒ نے بادشاہ کی معذرت قبول کر کے معاف کر دیا۔ یہ معافی نامہ امیر خسروؒ قلندر صاحبؒ کی خدمت میں لے کر گئے تھے۔

ایک دفعہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے کچھ نذر قلندر صاحبؒ کی خدمت میں ارسال کرنے کا ارادہ کیا مگر لے جائے کون؟ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ چنانچہ اس کام کے لئے بھی امیر خسروؒ کو منتخب کیا گیا۔ آپ جب قلندر صاحبؒ کی خدمت میں پہنچے تو فرمان کے مطابق اپنی غزل سنائی۔ قلندر صاحبؒ بے حد محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ اگر مولانا نظام الدینؒ کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو میں یہ نذر ہرگز قبول نہ کرتا۔ جب امیر خسروؒ رخصت ہوئے تو ایک خط سلطان علاؤ الدین کے لئے دیا، اس خط میں شہنشاہ علاؤ الدین کو فوطہ دار دہلی تحریر کیا۔ بادشاہ کے امراء نے عرض کیا۔ بادشاہ سلامت! آپ کو ایسا لکھنا خلاف ادب ہے۔ سلطان نے کہا کہ غنیمت ہے کہ قلندر صاحبؒ نے اس ذرہ بے قدر کو فوطہ دار لکھا ہے ایک دفعہ تو ''شحنہ دہلی تحریر فرمایا تھا۔ میں شکرگزار ہوں کہ اس دفعہ فوطہ دار تو لکھا۔ قلندر صاحبؒ کی وفات 12 رمضان المبارک کو مقام بڈھا کھیڑا ہوئی اور کرنال میں دفن ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق پھر آپ کو پانی پت میں لا کر دفن کیا گیا ہے۔ آپ نے موضع بھاگوانی میں بھی چند روز قیام فرمایا تھا۔ آپ کا فیض بڈھا کھیڑا پانی پت کرنال بھاگوانی کے مضافات پر عام ہے۔

؎ ہر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بُود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بُود

Marfat.com

## آپ کا مقام:

○ ملک انوار الحق (از دھرم کوٹ رندھاوا۔ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور)۔ولد شیخ مقبول احمد مرحوم بیان کرتے ہیں کہ امیر ملت والدین حضرت میاں امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کوٹلہ پنچو بیگ والوں (پیرو مرشد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری) کے ایک مرید باصفا اور خادم خاص سائیں محمد دین تھے۔ وہ خود کو عباد الرحمٰن میں شمار کرتے اور خود کو صاحب کرامت بزرگ بھی جانتے۔ مگر حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری (جو ان دنوں کرمونوالا شریف میں سکونت رکھتے تھے) کی نسبت اچھے خیالات نہ رکھتے تھے کہ نوعمر لڑکا ولائیت کا دعویدار بہت کچھ بنتا ہے مگر اتنا کچھ ہے نہیں۔ ایسے ہی خیالات کا اظہار سائیں محمد دین صاحب نے میرے والد صاحب شیخ مقبول احمد ڈسٹرکٹ انجینئر ضلع شیخوپورہ سے ایک ملاقات پر کردیا۔ والد صاحب جوش میں آ گئے اور فرمایا کہ اگر یہ الفاظ پھر دہرائے تو تمہاری ٹانگیں توڑ دونگا۔ سائیں محمد دین صاحب بڑ بڑاتے چلے گئے۔ لیکن چند دن بعد والد صاحب کی ملاقات کے لئے شیخوپورہ آ گئے اور اپنے الفاظ پر معذرت خواہ ہوئے اور کہا کہ سید محمد اسماعیل شاہ کی بڑی شان ہے والد صاحب نے کہا کہ تم مکر کرتے ہو سائیں جی کہنے لگے مکر نہیں حقیقت ہے۔ ایک رات مجھے خواب میں حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر نے فرمایا محمد دین! محمد اسماعیل شاہ صاحب اگر چارپائی کے سرہانے کی طرف ہوں تو تم چارپائی کی پائنتی کی جانب بیٹھو۔ پھر فرمایا نہیں تم اس چارپائی کی پائنتی کے لائق نہیں تم نیچے فرش پر بیٹھو اور سید محمد اسماعیل شاہؒ بخاری چارپائی پر" اب مجھے حضرت قبلہ کی شان ولائت کا علم ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے اُن غلط خیالات سے توبہ کی" اللہ اکبر یہ ہے شان اور مقام ہمارے پیرومرشد کرمانوالی سرکار کا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے بنفسِ نفیس وضاحت فرما دی۔ کیونکہ آپ ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام اول ہیں کہ یہ سلسلہ ان سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے گنج کرم حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار کی فضیلت پر اپنی مہر صداقت ثبت فرما دی۔........ اللہ اکبر۔

شیخ مقبول احمد صاحب اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے متوسلین میں سے

Marfat.com

تھے اور منظور نظر۔ میاں صاحبؒ کے وصال کے بعد میاں صاحبؒ کے حکم پر حضرت قبلہ کی خدمت میں کرمونوالا شریف حاضرِ خدمت ہوئے تھے۔

**کوئٹہ کا زلزلہ اور سائیں محمد دین:** سائیں محمد دین کی شیخ مقبول احمد صاحب سے بڑی بے تکلفی تھی۔ ایک دن بابا محمد دین ایک نوجوان کو ساتھ لے کر ہمارے گھر آئے اور والد صاحب سے کہا کہ یہ بیلی کوئٹہ ڈاک خانہ میں بابو تھا میں نے نوکری چھڑوا دی ہے اور موضع مرادے کلاں نزد شیخوپورہ میں ایک غیر آباد مسجد کے آباد کرنے کے لئے بلا لیا ہے۔ والد صاحب برہم ہوئے اور بابا محمد دین کو سخت سست کہا۔ بابا جی کہنے لگے کہ اگر تم دھرم کوٹ رندھاوا کے نہ ہوتے (حضرت میاں امیر الدین بھی اسی قصبہ کے تھے) تو میں تمہارا بیڑا غرق کر دیتا۔ چند دنوں بعد کوئٹہ میں (1935ء) میں زلزلہ آیا بہت بربادی ہوئی۔ حکومت نے اعلان کیا کہ جو ملازم ملازمت چھوڑ کر یا ریٹائر ہو کر گھروں میں ہیں اگر دوبارہ ملازمت پر کوئٹہ جانا چاہتے ہوں تو آجائیں چند دن بعد بابا محمد دین تشریف لائے اور والد صاحب سے کہنے لگے کہ تم خواہ مخواہ مجھ سے جھگڑتے تھے وہ مولوی صاحب اب ترقی پر اپنی ملازمت پر کوئٹہ جا رہے ہیں۔ ہائے انسان کتنا بے خبر ہے جبکہ پرندے بھی قیامت خیز زلزلہ سے پہلے اپنا گونسلہ چھوڑ گئے تھے۔ (بابا محمد دین نے نور بصیرت سے کوئٹہ کے حالات دیکھ لئے تھے۔ بابو جی کو بلا لیا۔ جان بچ گئی۔ ملازمت پر بحال ہو گئے اور ترقی بھی پائی)۔

**اولیاء اللہ کی گستاخی:** حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری المعروف حضرت بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کرموں والا شریف میں حضرت قبلہ کا ایک خادم محمد رفیق نامی تھا۔ وہ اکثر حضرت صاحب سے کہتا کہ اخبار پڑھنا چاہیے تا کہ تازہ ترین حالات سے انسان باخبر رہے۔ حضرت قبلہ اس کی بات سنی ان سنی کر دیتے۔ وہ بضد تھا اور ہر روز اس موضوع پر حضرت قبلہ سے بحث کرتا۔ آپ خاموشی اختیار فرما لیتے (کیونکہ آپ تو باطنی طور پر ہر بات سے باخبر تھے) ایک مرتبہ وہ فرید کوٹ ریاست میں کسی کام سے گیا تو پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ کیونکہ اس کی گرفتاری کا حکم اخبار میں شائع ہو چکا تھا۔ جیل سے اس نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ حضور میری گستاخی معاف فرمائیں۔ مجھے اپنی غلطی کی سزا

Marfat.com

مل گئی ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی وہ رہا ہو کر فرید کوٹ سے کرمونوالا شریف حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اس نے خواہ مخواہ کی بحث اور تکرار کے باعث حضرت قبلہ کی ناراضگی مول لی تھی اور اس کی سزا بھی پائی۔ بزرگوں کی صحبت میں دور از کار باتوں سے پرہیز لازمی چاہیے۔

**عالم خواب میں مرید کی عیادت و علاج:** صوفی شیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ کے وصال مبارک کے بعد میں گھٹنوں میں درد کے باعث سخت تکلیف میں مبتلا تھا۔ یہاں تک کہ نماز ادا کرنا مشکل ہو گیا۔ علاج معالجہ سے کوئی آفاقہ نہ ہوا۔ عالم خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ایک دلکش خوشنما باغیچہ میں چارپائی پر رونق افروز ہیں آپ نے ایک درویش سے فرمایا کہ صوفی شیر محمد کو بلاؤ۔ وہ درویش مجھے بلا کر لے گیا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا ''بیلیا! چنے دے آٹے دی روٹی چار پنج دن کھا۔ تکلیف ختم ہو جاوے گی''۔ چنانچہ میں نے آپ کے ارشاد مبارک پر عمل کیا تو چند دن میں موذی مرض سے نجات مل گئی۔ اللہ اکبر

## شانِ مُرشدی:

پیر طریقت حضرت علامہ الحاج ابو النصر سید منظور احمد شاہ دام برکاتہم العالیہ بانی و شیخ الحدیث جامع فرید یہ ساہی وال اپنی تالیف لطیف مدینۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رقم طراز ہیں کہ ''مدینۃ الرسول میں ایک رات حدیث شریف، من زار قبری وجبت لہ شفاعتی (یعنی جس کسی نے میری قبر پاک کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گئی) نظر سے گزری۔ اشکال پیدا ہوا کہ ہم حاضرین کے لئے قبر انور کی زیارت تو (ممکن) نہیں ہے۔ لزوم شفاعت کا وعدہ تو قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہے۔ اس پریشانی میں نیند آ گئی۔ قبرِ انور کی زیارت ہوئی بلکہ بوسہ سے مشرف ہوا (یعنی قبر مبارک کا بوسہ لیا) میرے عقیدہ کی اصلاح میرے نظریہ کی تطہیر میرے اشکال کے حل کے لئے مجھے فرمایا گیا۔ ''میرے دروازے کی حاضری میری قبر کی حاضری ہے۔ دروازے کی زیارت قبر کی زیارت ہے''۔

Marfat.com

قبلہ پیر منظور احمد شاہ صاحب رہبرِ طریقت اور علاقہ ساہی وال کی بزرگ ہستی ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمتہ اللہ علیہ پاکپتن سرکار کے منظورِ نظر ہیں لاکھوں مرید ہیں۔ کئی بار حج بیت اللہ شریف اور روضہ اطہر کی حاضری سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ ظاہری اور باطنی صفات کے مالک ہیں۔ ان کو قبر انور کی زیارت اس وقت حاصل ہوئی جب قبلہ شاہ صاحب بنفسِ نفیس روضہ اطہر پر حاضر تھے مجھ (مقبول) ایسے سیاہ کار گنہگار خطا کار کو جسے 1963ء تک نہ تو بیت اللہ کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور نہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ کیمپل پور (اٹک) کی ایک مسجد میں 1963ء میں معتکف تھا کہ دورانِ اعتکاف اپنے پیرومرشد قطب الاقطاب گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیلؒ شاہ صاحب بخاری حضرت کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہوا۔

عرض کیا کہ میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ اطہر اندر سے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ مہربانی فرمائیں۔ حضرت قبلہ کی کرامت سے مجھے یہ سعادت ایک رات دورانِ اعتکاف حاصل ہوئی۔ ایک بتانے والے[1] نے ہاتھ کے تین بار اشارہ سے بتایا۔ ''ھذا قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم '' یہ منظر صرف چند لمحے رہا۔ میں اپنی خوش بختی پر جتنا بھی ناز کروں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفقتِ بے پایاں کا جتنا بھی ذکر کروں کم ہے۔ یہ سعادت مجھے محض اپنے پیر و مرشد حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے حاصل ہوئی۔ اس واقعہ سے گنجِ کرم حضرت کرمانوالی سرکارؒ کے علو مرتبت اور بزرگی کا پتہ چلتا ہے اور اس مقام کا بھی جو حضرت کرمانوالےؒ کو دربارِ رسالت میں حاصل ہے کہ اپنے ایک حقیر پُر تقصیر مرید کو بہت دور (اٹک) سے قبر انور کی زیارت کرا دی اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا دیا۔ کس قدر شفیق ہیں حضرت کرمانوالی سرکارؒ اپنے مریدوں پر اللہ اکبر۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

---

[1] حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کے پاس بیٹھے ہوئے پایا اور انہوں نے ہی تین بار انگشت شہادت سے تین بار فرمایا۔ ہٰذا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

## آپ کا مقام:

O حضرت مولانا محمد عنائت احمد صاحب خطیب جامع مسجد طٰہٰ گلبرگ III لاہور بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد حسین نقشبندی پاک پتن شریف نے جو کہ حضرت خواجہ پیر محمد اکبر صاحب کے مرید ہیں مجھ سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ غلام نقشبند (جو محلّہ پیر گریاں پاکپتن شریف کے سجادہ نشین ہیں) اور حضرت صاحب ٹاہلیاں شریف والے (نزد جہلم جو زیادہ تر آزاد کشمیر میں رہتے ہیں اور بڑی باکمال ہستی ہیں) دونوں حضرات اکٹھے لاہور آرہے تھے۔ راستے میں جب حضرت کرمانوالا شریف پہنچے تو حضرت ٹاہلیاں والے نے خواجہ غلام نقشبند کو تو کار میں ہی چھوڑا اور خود حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر گئے۔ مزار پر سے ہو کر واپس کار تک آئے۔ پھر واپس گئے اس طرح تین مرتبہ کیا اور پھر کار میں بیٹھ گئے اور اپنی منزل لاہور کی طرف چل پڑے۔ حضرت غلام نقشبند نے حضرت ٹاہلیانوالے صاحب سے دریافت فرمایا کہ مزار شریف سے واپس آنے اور پھر دو دفعہ جانے اور آنے میں کیا راز سربستہ تھا۔ تو ٹاہلیانوالی سرکار نے فرمایا کہ مزار پر پہلی حاضری کے وقت حضرت قبلہؒ تلاوت قرآن مجید فرما رہے تھے۔ میں واپس چلا آیا۔ دوسری دفعہ گیا تو پھر بھی تلاوت قرآن حکیم فرما رہے تھے۔ واپس چلا آیا۔ تلاوت قرآن مجید کے دوران میں نے مخل ہونا پسند نہ کیا۔ تیسری دفعہ گیا تو آپ دعا فرما رہے تھے۔ لہٰذا دعا میں شمولیت کر کے واپس آ گیا۔ اس واقعہ سے حضرت قبلہ کی علوِ شان کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیائے کرام دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الا ان اولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون من دار الفنا الی دار ابقا (مشکوٰۃ شریف) (ترجمہ سن لو اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ فانی دنیا سے ہمیشہ رہنے والی دنیا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں)۔

**ماسٹر مقصود احمد اور حافظ سیّد باغ علی شاہ حضوری:** ماسٹر مقصود احمد بیان کرتے ہیں کہ میں مڈل سکول رسول پور بھلیاں نزد سیالکوٹ میں ٹیچر تھا۔ قیام پاکستان سے چار پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ سید محمد یوسف شاہ متعلم جماعت ہشتم میرا شاگرد تھا۔ اس کے تایا

Marfat.com

صاحب حافظ پیر باغ علی شاہ صاحب حضوری تھے۔اس طالب علم کی وساطت سے ہم ایک دوسرے سے متعارف تھے گو بالمشافہ ملاقات نہ ہوئی تھی۔ ایک دن شاہ صاحب اپنے گاؤں اُوراشریف نزد سیالکوٹ سے میری ملاقات کے لئے سکول میں تشریف لائے۔ میں حاضر خدمت ہوا۔فرمانے لگے ''معلوم ہے میں کس لئے آیا ہوں۔بات یہ ہے کہ مجھے اکثر رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔آج رات میں نے دیکھا کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دربار گہربار ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے زریں تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام اپنے اپنے رتبہ کے مطابق صفیں باندھے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام لے کر پکارتے ہیں۔حضرت علیؓ شیر خدا پہلی صف میں سے کھڑے ہوتے ہیں۔آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فلاں قتل کا مقدمہ آپ کے سپرد کیا تھا اس کا کیا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے جواباً عرض کیا کہ میرے آقا و مولیٰ میں نے اس مقدمہ کی مکمل مِسل حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کے سپرد کر دی ہوئی ہے۔جب میں نے حضرت کرمانوالےؒ قبلہ کا نام سنا تو مجھے یاد آیا کہ یہ بزرگ تو مقصود احمد کے پیر و مرشد ہیں۔ پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کرمانوالےؒ شاہ صاحب کا نام لے کر پکارا تو قبلہ شاہ صاحب بھی پہلی صف (جہاں حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام تشریف فرما تھے) میں سے اُٹھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے استفسار مبارک پر شاہ صاحبؒ نے مسکراتے ہوئے عرض کیا'' حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے مِسل مکمل کر لی ہوئی ہے انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ لکھ کر حضور کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔آپ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''شاباش تشریف رکھیں ہم آپ سے خوش ہیں''۔میں نے آپ کے پیر و مرشد کی یہ شان دیکھی تو آپ کو دیکھ کر دراصل آپ کے پیر کی زیارت کرنے آیا ہوں اور بس مزید فرمایا کہ ''مقصود صاحب! آپ خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسے پیر کے مرید ہیں جو روئے

Marfat.com

زمین پر بے مثل شان کے مالک ہیں''۔ اللہ اکبر

**شریعت کی پابندی ضروری ہے:** نفیس خلیلی امرت سر کے ایک مشہور و معروف شاعر تھے۔ وہ اپنی نظموں میں دنیا پرست پیروں فقیروں کے خلاف بہت کچھ لکھتے۔ یہ عاجز بندہ نور احمد مقبول 1935ء میں ایم اے او کالج امرت سر کا طالب علم تھا۔ کالج کے مشاعروں میں نفیس خلیلی صاحب اکثر مدعو کئے جاتے۔ ان سے جان پہچان ہوگئی۔ میر منظور محمود ولی وارثی صاحب نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ میں نے نفیس خلیلی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اکثر پیروں فقیروں کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ مگر حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ کا آپ بہت احترام کرتے ہیں۔ کیا کوئی خاص سبب ہے۔ کہنے لگے کہ ولی بھائی! حضرت قبلہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پابند ہیں اور بدعات سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ دوسرے وہ غریب نادار مسلمانوں کے غم خوار ہیں اور ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ ان (نفیس خلیلی) کے دفتر کے ایک بابو صاحب نے باامر مجبوری پٹھانوں سے کچھ رقم قرض لی۔ ہر ماہ پٹھان ان کی تنخواہ رقم کے سود میں لے جاتے اور وہ بیچارہ پریشان رہتا۔ مفلوک الحالی سے تنگ آ کر وہ مصیبت کا مارا دعا کے لئے حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ تخلیہ میں بات کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہاں تو مجلس میں ہجوم تھا۔ اس کی پریشانی حضرت قبلہ پر عیاں تھی۔ آپ سرکار اُٹھے اور اسے ایک الگ کمرہ میں لے گئے۔ مطلوبہ رقم اُسے مرحمت فرمائی اور کہا کہ اپنا قرض ادا کرلو۔ آئندہ ان سود خوروں سے قرض مت لینا اس بابو صاحب کے دن پھر گئے اور گزر اوقات خوب ہونے لگی نفیس خلیلی کہنے لگے کہ میں ایسے بلند اخلاق اور غریب پرور پیر کے خلاف کیسے قلم اُٹھا سکتا ہوں۔ میں تو ان کی بزرگی کا قائل اور ہزار جان سے ان کا فدائی ہوں۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوت دارد

اگر دارد برائے دوست دارد

O حافظ عطا محمد نقشبندی امام مسجد چک نمبر 304/H.R تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر بیان کرتے ہیں کہ مجھے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کی غلامی کا شرف کئی سال سے

Marfat.com

حاصل ہے۔ ایک مرتبہ 1953ء میں یہ بندہ عاجز حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ حضرت قبلہ کا معمول مبارک تھا کہ بعد نماز عشاء حاضرین اور درگاہ کے خادموں سے نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا تلاوت قرآن پاک کے لئے فرماتے۔ بیلی بڑے ذوق شوق سے یہ سعادت عظمیٰ حاصل کرتے۔ یہ نورانی محفل جاری تھی کہ دو مولوی صاحبان حاضر خدمت ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیلیو کتھوں آئے او (کہاں سے آئے ہو) انہوں نے عرض کیا حضور سیالکوٹ سے۔ آپ قبلہ نے فرمایا تم نے سر پر کیا لے رکھا ہے۔ عرض کیا ٹوپی ہے۔ آپ نے فرمایا "سر تے ٹوپی تے نیت کھوٹی"۔ پھر فرمایا "تساں لوکاں نوں دکھاون واسطے ٹوپی لئی ہوئی اے" فرمایا۔ بیلیو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ٹوپی پر پگڑی باندھنی چاہیے۔ آپ نے ان مولوی صاحبان سے فرمایا ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھو۔ اتفاق سے ان کے پاس چادریں اضافی تھیں۔ آپ نے وہی ان کے سروں پر بندھوا دیں۔ سبحان اللہ کس قدر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار کو۔

## ہندو جج کا فیصلہ:

○ شہزادہ فیروز الدین تحصیل فیروز پور میں نائب تحصیلدار تھے۔ ان کے والد کسی مقدمہ میں پھنس کر سخت پریشان تھے۔ شہزادہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "شہزادہ صاحب فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا، گھبرائیں نہیں، جج صاحب پہلے آپ کے والد کے خلاف فیصلہ لکھیں گے اور پھر اس فیصلہ کو پھاڑ کر ان کے حق میں فیصلہ دیں گے"۔

کچھ دنوں کے بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جج ہندو تھا اور سرکاری وکیل بھی ہندو۔ طرفین کے وکلاء نے خوب زور شور سے بحث کی۔ بحث سننے کے بعد جج نے فیصلہ لکھوایا اور وہ فیصلہ شہزادہ صاحب کے والد کے خلاف تھا۔ شہزادہ صاحب کے والد نے اونچی آواز سے کہا "جناب مجھے تو سرکاری وکیل نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جج ہندو ہے اس لیے فیصلہ تمہارے حق میں نہیں ہوگا۔ چنانچہ مجھے علم تھا کہ آپ میرے خلاف فیصلہ دیں گے۔

Marfat.com

مجھے آپ کے فیصلہ سے کوئی حیرانی نہیں ہوئی'' جج نے سوالیہ نظروں سے سرکاری وکیل کی طرف دیکھا۔ سرکاری وکیل نظریں نیچی کئے خاموش کھڑا تھا۔ جج نے فیصلہ کا کاغذ ہاتھ میں لیا اور پھاڑ ڈالا نیا فیصلہ لکھوایا جو کہ شہزادہ صاحب کے والد کے حق میں تھا۔ اللہ اکبر

## پولیس افسر کی فوری ترقی:

مرزا محمد عباس اوکاڑا میں بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کام کر رہے تھے۔ ایک دن وہ شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی (اوکاڑا) کے ہمراہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ فقیر (محمد اکرام) اس وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا۔ شیخ خادم حسین نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا۔ ''یہ مرزا محمد عباس صاحب اوکاڑہ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں'' آپ نے فرمایا، یہ ڈپٹی تو نہیں یہ تو بڑے کپتان ہیں۔ پھر مرزا صاحب سے باتیں ہوتی رہیں اور آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی آپ مظفر گڑھ بھی گئے ہیں یا نہیں؟ وہاں بہت اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں وہاں جائیں تو ہمارے لئے کھجوریں بھیجیں۔ اس کے بعد ان کو رخصت کیا۔

ملاقات کے بعد مرزا صاحب سیدھا اپنے دفتر میں گئے۔ ان کی میز پر بذریعہ ٹیلیگرام حکم آیا پڑا تھا کہ آپ کو بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس مظفر گڑھ تبدیل کیا جاتا ہے۔ فوراً جا کر چارج لیں۔ مرزا صاحب اسی وقت پھر اپنی جیپ میں واپس حضرت کرمانوالا شریف پہنچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عقیدت پیش کیا۔

## پولیس افسر پر نظر کرم:

چوہدری محمد حنیف سابق ممبر پنجاب اسمبلی نے بیان کیا کہ ان کے چچا چوہدری شہاب الدین ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ملازمت کے ابتدائی ایام میں کسی وجہ سے افسران کے زیر عتاب آ گئے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ان کو معطل کر کے وردی بھی اتروا دی اور حکم دے دیا کہ تا فیصلہ وردی نہ پہنی جائے۔ چوہدری شہاب الدین کرموں والا شریف میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وردی تم

Marfat.com

پہنا کرو۔ چنانچہ وہ واپس امرتسر گئے تو وہاں ہندو مسلم فساد ہو گئے اور سب پولیس والوں کو ہر وقت وردی پہننے کا حکم مل گیا۔ چوہدری صاحب بھی وردی پہنتے رہے اسی دوران ان کی اپیل افسران بالا کے پاس زیر غور تھی۔

چوہدری صاحب پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''تمہاری بحالی کے لئے ہمیں اونچے پہاڑوں پر جانا پڑا ہے'' چنانچہ جب وہ واپس گئے تو شملہ سے انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر سے ٹیلی فون پر پیغام آیا کہ چوہدری شہاب الدین کو بحال کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے عہدے پر کام کرنے لگے۔ بعد میں جب ان کی تنخواہ کا معاملہ پیش ہوا تو ضلع کے افسروں نے معطلی کے زمانہ (چھ سات ماہ) کی تنخواہ نہ دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''ہم نے ساری تنخواہ لینی ہے'' چوہدری صاحب نے آئی جی کے پاس تنخواہ کے بارہ میں ایک اور اپیل کر دی، کچھ دنوں کے بعد وہاں سے حکم آیا کہ ان کو سارے عرصہ کی پوری تنخواہ دی جائے، چوہدری صاحب کو پھر علم ہوا کہ ''ہم نے ساری تنخواہ لینی ہے'' سے آپ کی مراد یہ تھی کہ ان کو ساری تنخواہ ملنی چاہیے ورنہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ شاید حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان کی ساری تنخواہ کا مطالبہ اپنے لئے کر رہے تھے۔

**امیدوار پٹواریوں کو مستقل ملازمت عطا کر دی:** علی محمد ریٹائرڈ پٹواری نہر چک نمبر 104 سرگودھا سے بیان کرتے ہیں کہ 1937ء میں بہت سے پرانے امیدواران پٹوار محکمہ نہر کو صدر دفتر فیروز پور چھاؤنی سے ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس مل گیا۔ ان میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی شامل تھے۔ پچیس سال سے زیادہ عمر ہو جانے کے باعث ان کے نام فہرست امیدواران سے خارج کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا تھا۔ سب نے ان (علی محمد) کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپؒ سے دعا کراؤ، صبح کے وقت جب وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا ''کیا تم کو ابھی پکی پٹوار نہیں ملی؟'' جواب میں عرض کیا کہ حضور ابھی تک تو کوئی صورت نہیں بنی بلکہ ہمیں تو ملازمت سے ہی جواب مل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو تم سب جلد ہی پکے

Marfat.com

پٹواری بن جاؤ گے۔ واپس جا کر انہوں نے سب ساتھیوں کو خوشخبری سنائی، دوسرے دن وہ سب لاہور گئے اور چیف انجینئر کے پاس اپیل دائر کر دی۔ تھوڑے دنوں کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے ان سب کی بحالی کا اعلان ہو گیا اور سب کو مستقل پٹواری بنا دیا گیا۔

## حضرتؒ گنج کرم کا بلند مقام:

ایک عالم دین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ''خزینہ معرفت'' میں یہ لکھا دیکھا کہ جو شخص نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل پانچ سو مرتبہ درود شریف خضری[1] پڑھے گا، اس کو ایک ہفتہ کے اندر ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ اس پر میرے دل میں بھی یہ وظیفہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابھی سات دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ خواب میں ایک نہایت خوبصورت پُر نور اور باوقار بزرگ کسی علیحدہ مقام پر کار سے اترتے ہوئے نظر آئے۔

کچھ دنوں کے بعد میرے دوست حافظ محمد حسین نے کہا کہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے ہیں اور اس وقت بادشاہی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ چلو زیارت کر آئیں۔ وہ اپنے دوست کے ہمراہ بادشاہی مسجد جا پہنچے اور نہایت شوق و ادب سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ روئے مبارک پر نظر پڑی تو خواب میں نظر آنے والے بزرگ کو ہو بہو اپنے سامنے موجود پایا۔ وہ فوراً سمجھ گئے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق کرمانوالے ہی اس وقت نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

## آپؒ کی توجہ کا اثر:

شیخ عمر دین نے بیان کیا کہ ایک دن وہ رینالہ خورد سے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ اڈے پر پہنچے تو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ایک بس آ گئی۔ وہ اس میں سوار ہو گئے اور ڈرائیور کے پاس جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب کیا آپ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا رہے ہیں۔ شیخ عمر دین نے کہا کہ ہاں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی جا رہا

---

[1] درود خضری: صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہٖ وسلم

Marfat.com

ہوں۔ اس پر ڈرائیور نے کہا کہ ''وہاں بس کھڑی کر کے میں بھی آپ کے ساتھ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاؤں گا۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا کچھ بات کرنی ہے۔ ڈرائیور نے کہا کہ کچھ عرصہ ہوا میری بس کے نیچے ایک آدمی دب کر مر گیا تھا اور اس سلسلہ میں چند دنوں تک عدالت میں حاضری ہے۔ کہنے لگا کہ عیالدار آدمی ہوں خطرہ ہے کوئی سخت سزا نہ مل جائے۔

حضرت کرمانوالا شریف پہنچ کر ڈرائیور نے سڑک کے کنارے بس ٹھہرا دی اور خود شیخ عمر دین کے ہمراہ حاضری کے لئے چل پڑا، بڑے دروازے پر شیخ عمر دین نے کہا کہ میں پہلے جا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کے متعلق ذکر کرتا ہوں، پھر جیسے ارشاد ہوگا۔ چنانچہ اندر جا کر شیخ عمر دین نے جب آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو کہہ دو کہ اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔ چنانچہ وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔

ایک ہفتہ کے بعد وہ ڈرائیور پھر شیخ عمر دین کو ملا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں نے کوئی ہستی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شان کی نہیں دیکھی۔ حضور کی دعا سے بالکل صاف بری ہو گیا ہوں۔

<u>کمشنر اشتمال اراضیات پر توجہ:</u> چوہدری نذیر احمد صاحب کمشنر اشتمال اراضیات ملتان اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ایف سی کالج لاہور میں ایم - اے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے فطرت سلیم تھی، جواں سالی اور آزاد ماحول کے باوجود اہل اللہ کی محبت کی چنگاری خانہ دل میں موجود تھی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کمالات کا شہرہ سن کر سعادت ازلی کام آئی اور غائبانہ آپ کے گرویدہ ہو گئے چنانچہ تعطیلات کے ایام میں کرموں والا (ضلع فیروز پور) میں آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ حضور رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ دور رس نے اس سعادت مند نوجوان کے خلوص اور محبت کی متاع کو قابل قدر سمجھتے ہوئے ان کی جانب پوری توجہ فرمائی۔ نہایت شفقت اور مہربانی سے ان کے احوال کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ تعلیم یافتہ نوجوان بھی دربار عالیہ کا رنگ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ کوئی بات خلاف سنت نہ تھی اور حضور اپنے پاس آنے جانے والوں کو توحید و رسالت کے متوالے بنا رہے تھے۔ چوہدری صاحب

Marfat.com

نے بھی حضور رحمتہ اللہ علیہ سے استدعا کر دی کہ انہیں حلقہ ارادت میں منسلک فرمایا جائے۔ آپ نے نماز پنجگانہ کے علاوہ نوافل پڑھنے کی بھی تلقین فرمائی اور وظائف بھی بتلائے۔ چوہدری صاحب نوجوان تھے، عرض کیا کہ حضور اور تو سب ٹھیک ہے، تہجد کے لئے اٹھنا بہت مشکل ہوگا، کیسے اُٹھوں گا" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "آپ ارادہ کرلیں، جگانے والے خود جگالیا کریں گے"۔

لاہور پہنچے تو پہلی ہی رات تہجد کے وقت کسی نے بازو سے پکڑ کر ہلایا۔ ان کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ کمرہ بند ہے اور وہاں کوئی شخص نہیں ہے۔ وقت تہجد کا ہو چکا تھا، اس لیے اُٹھے اور ارشاد کے مطابق نماز تہجد اور وظائف سے فراغت حاصل کی۔ دوسرے روز بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے روز بھی، تیسرے روز یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب فکر سے خود اُٹھا کرو، کیا ہر روز ہمیں ہی آنا پڑے گا۔ چوہدری صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد آج تک ان کی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔

## مرید کے احوال کی نگرانی:

○ چودھری نذیر احمد صاحب کمشنر اشتمال اراضیات ملتان بیان کرتے ہیں کہ تعلیم سے فارغ ہو کر وہ صوبائی سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد لاہور میں بطور مجسٹریٹ کام کر رہے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "اب منٹگمری (ساہیوال) آجائیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کا تبادلہ ساہیوال میں ہوگیا"۔

ڈپٹی کمشنر لاہور غیاث صاحب کو جب علم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں تو آپ کو لاہور سے نہیں جانے دوں گا۔ میں ابھی چیف سیکرٹری (اپنے بھائی) سے آپ کا تبادلہ منسوخ کرواتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی سے بالمشافہ بات چیت کرنے کے لئے ان کے پاس چلے گئے تاکہ تبادلہ کا حکم منسوخ کروا آئیں۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وزیر اعلیٰ کا حکم موصول ہوا ہے کہ جس کسی افسر کے تبادلہ کا حکم جاری ہو چکا ہو وہ ہرگز واپس نہ لیا جائے۔ واپس آئے اور ہنس کر چوہدری نذیر صاحب کو کہا کہ بھائی آپ کے پیر کامل ہیں۔ آپ کا تبادلہ نہیں رُک سکتا آپ ساہی وال جائیں۔

Marfat.com

## عدالتی فیصلوں پر آپ کا تصرّف:

○ رینالہ خورد سے مستری عبدالستار نے بیان کیا کہ قیام پاکستان کے بعد ہمیں ایک آرہ مشین الاٹ ہوئی۔ تین چار خاندان پرورش پانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ہمیں بُلائے بغیر افسران نے ہماری الاٹمنٹ منسوخ کر کے آرہ کسی اور شخص کے نام الاٹ کر دیا اور آرہ مشین سربمہر کر دی۔ ہم نے اس حکم کے خلاف چارہ جوئی شروع کر دی اور میں دعا کے لئے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ تین چار خاندانوں کی روزی کا سبب بنا ہوا تھا۔ الاٹمنٹ خواہ مخواہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ اب ہم سب بہت پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا ''مستری جی، ہم ایک اور انجن نہ خرید لیں'' ہمارے پاس اتنی رقم نہ تھی، اس لیے میں نے عرض کیا کہ حضور! رقم تو اپنے پلّے ہے نہیں، انجن وغیرہ کیسے خریدیں گے۔ آپ نے فرمایا، اللہ کریم مسبب الاسباب ہے، کوئی صورت بن جائے گی۔ چند دنوں کے اندر ہی ہمیں ایک انجن بمعہ آرہ مشین اور چکی مل گیا۔ جو ہم نے جوں توں کر کے خرید لیا۔ ہم بیکار تھے پہلا آرہ سربمہر تھا۔ حضور رحمتہ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے اب اخراجات پورے ہونے لگے اور مقدمہ کا خرچ بھی نکلنے لگا۔

افسران محکمہ بحالیات تاریخ پر تاریخ دینے لگے اور میں ہر بار تاریخ پر جانے سے پیشتر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ تسلی دیتے کہ ''اللہ رحم کر دے گا'' فکر نہ کرو۔ سال ڈیڑھ سال کا عرصہ عدالتوں میں چکر لگاتے گزر گیا تو ایک دفعہ میں گھبرایا ہوا آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے میری پریشانی دیکھ کر فرمایا ''برخوردار ہم نے اس افسر سے فیصلہ نہیں کروانا، کوئی اور اللہ کا بندہ آئے گا، وہ فیصلہ کرے گا'' اسی طرح چھ ماہ کا عرصہ اور گزر گیا اور میری پریشانی بڑھتی گئی۔ ایک دن حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ''برخوردار! اب جلدی فیصلہ ہو جائے گا'' چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ افسر تبدیل ہو گیا اور اس کی بجائے ملتان کے ڈپٹی کمشنر تبدیل ہو کر آ گئے۔ میں نے نئے افسر کے متعلق خدمت میں عرض کیا تو فرمایا ''ہاں اب ہمارا فیصلہ ہو گا'' پھر فرمایا کہ جب کمشنر بحالیات کے پاس تاریخ پر جانا ہو تو ایک دن پہلے بتانا، حسب ارشاد میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کل عدالت میں حاضری کے لئے

Marfat.com

لاہور جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کہ ''جس شخص کے نام آرا الاٹ ہوا ہے، اس کا کلیم کس چیز کا ہے'' میں نے عرض کیا کہ الاٹی دو ہیں، ایک کا دعویٰ ہے کہ مشرقی پنجاب میں میری چکی تھی۔ فرمایا ''اس کا آرے پر کیا حق ہے، وہ چکی لے'' دوسرے کے متعلق عرض کیا کہ اس کا کلیم ہے کہ میرا کتابوں کا پریس تھا'' فرمایا، ''وہ پریس تلاش کرے، ہمارا آرا مشین ہمیں ملنا چاہیے، کوئی بات نہیں اللہ رحم کر دے گا۔ گھبراؤ نہیں، تاریخ پر جاؤ''۔

دوسرے روز میں پیشی پر حاضر ہوا۔ کمشنر صاحب نے بالکل وہی الفاظ دہرائے جو حضور رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائے تھے اور فیصلہ ہمارے حق میں صادر کر دیا۔ واپسی پر میں نے کامیابی کا ذکر کیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

## شیخ کامل کی غیبی امداد:

○ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب زرعی یونیورسٹی سے ایم۔ایس۔سی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکا چلے گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن پروفیسر صاحب کا لیکچر غروب آفتاب کے بعد ختم ہوا۔ رات کے سائے پھیل چکے تھے۔ پروفیسر صاحب نے ان سے دریافت کیا، کیا آپ کے پاس گھر پہنچنے کے لئے کوئی کار یا موٹر سائیکل ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے نفی میں جواب دیا پروفیسر صاحب نے ان کی ایک ہم سبق لڑکی سے دریافت کیا کہ ''تمہارے پاس کوئی موٹر کار ہے'' وہ جھٹ بول اٹھی کہ ہاں میں ان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ وہ دونوں کچھ دور سڑک پر چلتے گئے تو ڈاکٹر رحیم صاحب نے دریافت کیا کہ تمہاری گاڑی کہاں ہے وہ لڑکی کہنے لگی کہ ابھی کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ خدا خیر کرے۔ اتنے میں ایک ٹیکسی آئی اور دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ اس لڑکی کی اقامت گاہ راستہ میں تھی جب وہاں پہنچے تو اس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ کافی کی ایک پیالی پی لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے سادگی اور صاف دلی سے اس کی دعوت قبول کر لی کیونکہ انکار بد خلقی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو لڑکی نے ملاقات کے کمرہ میں بیٹھا دیا اور خود قہوہ تیار کر کے لانے

Marfat.com

کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی تو رات کا لباس پہنے ہوئے تھی اور کافی کے برتن اس کے ہاتھوں میں تھے۔ اب اس کے انداز بدل چکے تھے اور وہ غمزہ و ادا کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس مرحلہ پر ڈاکٹر صاحب کو احساس ہوا کہ وہ کس خطرناک صورت حال میں پھنس گئے ہیں۔ نجات کی راہیں مسدود نظر آئیں تو معاً اپنے پیرومرشد حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا خیال مبارک دل میں آیا۔ نظر اُٹھا کر دیکھا تو سامنے آپ رحمتہ اللہ علیہ دروازے میں کھڑے دکھائی دیئے ڈاکٹر صاحب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فوراً اُٹھ کر دروازے کی طرف بھاگے، دروازہ کھل گیا اور باہر سڑک پر پہنچ کر ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ اس طرح شیخ کامل کی کرم نوازی سے ڈاکٹر صاحب اس غارت گر ایمان کے پنجے سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بیشک شیخ کامل اپنے عقیدت مندوں کی دستگیری اور اعانت کے لئے ہزاروں میل کے فاصلے پر بھی آناً فاناً پہنچ جاتے ہیں۔

## حضرات مشائخ سے روحانی تعلق:

حضرت قبلہ کو حضرت شیخ المشائخ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور ہمیشہ عرس مبارک کے موقعہ پر آستانہ عالیہ پاکپتن شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک سال بیماری کی وجہ سے ارادے میں ذرا سا تذبذب واقع ہوا۔ تکلیف زیادہ تھی اور سفر دشوار نظر آتا تھا۔ اس لیے خیال پیدا ہوا کہ بعد میں صحت یاب ہونے پر حاضری دے لی جائے گی۔

رات کو آپ استراحت فرما رہے تھے کہ حضرت بابا حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے عالم مثال میں ظاہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ ''شاہ صاحب صبح سواری آئے گی اور اس پر بیٹھ کر آ جانا، غیر حاضری نہیں ہونی چاہیے'' آپ اسی وقت اُٹھے اور تیاری شروع کر دی اور صبح کو جب کرمونوالا شریف گاؤں سے باہر نکلے تو وہاں ایک تیز رفتار سانڈنی جس پر کجاوہ کسا ہوا تھا، آپ کے انتظار میں تھی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور پاکپتن شریف پہنچ گئے۔

Marfat.com

## خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی کرم نوازی:

سیٹھ محمد شفیع لاہوری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت مائل بہ کرم تھی۔ آپ جناب رحمتہ اللہ علیہ کے فیضان کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ سے بذریعہ خط پیغام موصول ہوا کہ آپ درگاہ عالی کی حاضری کے لئے اجمیر شریف پہنچیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ حاضری کا اسی صورت میں لطف ہو گا جب بوقت حاضری مکمل تخلیہ حاصل ہو۔ چنانچہ آپ نے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے لطف و کرم کی توقعات دل میں لئے ہوئے رخت سفر باندھا اور بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئے۔ جس وقت آپ درِ اقدس پر حاضر ہوئے دروازہ اندر سے بند تھا، اسی وقت اچانک دروازہ کھلا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نگاہ ادب جھکائے جبیں ارادت خم کیے درگاہ شریف میں داخل ہوئے۔ دروازہ فی الفور بند ہو گیا اور آپ کے خادم بھی باہر کھڑے رہ گئے، بہت دیر کے بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک صاحب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ ان کے چہرۂ مبارک پر انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ وہ بزرگ آپ کو الوداع کہہ کر پھر اندر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں اندر داخل ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ حضور بہ نفس نفیس سامنے تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ پھر حضور رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے دونوں شانوں سے پکڑ کر کمال محبت اور شفقت سے ہلایا اس وقت جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔

## فراست کاملہ:

○ سیٹھ محمد شفیع لاہوری کا بیان ہے کہ 1970ء میں حضور شفیع المذنبین، رحمتہ اللعالمین، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی سجادہ نشین تونسہ شریف بھی وہاں موجود تھے۔ ہم دونوں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین مبارک کی جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر خواجہ خان محمد صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب کرمانوالے سرکار رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ پہلی مرتبہ تونسہ شریف درگاہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری کے لئے گئے تو میں نے تمام خدام کو جناب شاہ صاحب (کرمانوالے سرکار رحمتہ اللہ علیہ) کی رہنمائی کرنے سے منع کر دیا، تاہم ایک خادم کو بوقت حاضری ساتھ رہنے پر مقرر کر دیا۔ خیال یہ تھا کہ وہ خود اپنی مرضی مبارک سے جس طرح چاہیں حاضری دیں اور فاتحہ خوانی کریں۔ چنانچہ آپؒ نے درگاہ شریف میں داخل ہو کر سب سے پہلے حضرت خواجہ شاہ سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پیچھے ہٹے اور حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے سرہانے جا رُکے اور وہاں فاتحہ پڑھی۔ خواجہ صاحب نے یہ واقعہ بیان کر کے سیٹھ صاحب سے کہا کہ میں تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بلند شان کا پہلے ہی قائل تھا۔ اس دن کے بعد کبھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے علو مرتبت میں گمان اور وہم بھی نہ ہوا۔

○ قیام پاکستان سے تین چار سال پہلے آپ نے فیروز پور چھاؤنی کے قریب موضع اچھے والا میں تقریباً ساٹھ ایکڑ اراضی بمعہ چاہ خرید کی۔ مالک زمین موہر سنگھ نامی ایک سکھ رئیس تھا۔ حکیم جمال الدین ان دنوں آپ کے مختار عام تھے۔ وہ فیروز پور گئے اور دن بھر کی تگ و دو کے بعد بیع نامہ کی تحریر اور رجسٹری کے کاغذات مکمل کر لئے۔ اس پر صرف موہر سنگھ کے دستخط ہونے باقی تھے کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے کچہری تک نہیں آ سکا تھا۔ حکیم صاحب اور موہر سنگھ کے بچوں کی اس یقین دہانی پر کہ موہر سنگھ کے دستخط کل کروا لیئے جائیں گے تحصیلدار نے رجسٹری کی تصدیق بھی کر دی۔ رجسٹری کی دستاویز لے کر حکیم صاحب عصر کے وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرمونوالا شریف پہنچ گئے۔ آپؒ نے دستاویز دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نامکمل ہے اس پر موہر سنگھ کے دستخط نہیں ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ وہ بیماری کی وجہ سے کچہری تک نہیں آ سکا۔ کل اس کے دستخط گھر پر ہی کروا لیئے جائیں گے، فکر کی کوئی بات نہیں۔ یہ سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکیم صاحب کو تاکید کی کہ ابھی واپس فیروز پور جا کر موہر سنگھ کے دستخط کروائیں اور دستاویز مکمل کریں۔

حکیم صاحب اسی وقت پھر فیروز پور روانہ ہو گئے۔ مغرب کے بعد وہاں پہنچے اور

Marfat.com

سیدھے موہر سنگھ کے مکان پر گئے۔ اس کے لڑکوں سے دستخطوں کے لئے ذکر کیا تو انہوں نے کہا ان کے باپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے، فکر نہ کریں۔ کل دن چڑھے گا تو دستخط کروا لیں گے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ان کو سہارا دے کر بٹھائیں اور ابھی دستخط کروائیں، کیونکہ مجھے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہی تاکید کی ہے۔ چنانچہ موہر سنگھ کو سہارا دے کر بٹھایا گیا اور اس نے رجسٹری کی دستاویز پر دستخط کر دیئے۔ حکیم صاحب دستاویز لے کر شہر میں کسی دوست کے ہاں جا ٹھہرے صبح اُٹھ کر جب جانے لگے تو خیال آیا کہ موہر سنگھ کی مزاج پُرسی کرتا چلوں۔ اس کے مکان پر گئے تو گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ پچھلی رات موہر سنگھ کی موت واقع ہو چکی تھی۔ حکیم صاحب کو پھر سمجھ آئی کہ آپؒ نے کیوں اس کے دستخط حاصل کرنے کے لئے اتنی تاکید فرمائی تھی۔

## مخلصانہ خدمت کا صلہ:

○ محمد مہر الدین کھوکھر سکنہ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں ایک وقت ان پر ایسا بھی آیا کہ وہ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ عین ممکن تھا کہ وہ پھسل جاتے اور پھر کہیں کے نہ رہتے مگر خوش قسمتی سے ان کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا خیال پیدا ہوا۔ وہ دربار عالیہ میں پہنچے اور کافی دیر تک وہاں قیام کیا۔ حتیٰ کہ طبیعت میں پختگی پیدا ہوئی اور خیالات فاسدہ سے نجات مل گئی۔ ایک دن وہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خادم آیا اور تین آدمیوں کو بلا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے گیا۔ دربار شریف میں بڑا کمرہ زیر تعمیر تھا اور اس پر گارڈر چڑھائے جا رہے تھے۔ ان گارڈروں کے سروں پر زنگ سے بچاؤ کے لئے تارکول لگایا گیا تھا۔ کوئی شخص آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے کے لئے نہیں نکل رہا تھا۔ کیونکہ کپڑے خراب ہونے کا ڈر تھا۔ محمد مہر الدین کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سفید ریشمی قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اس لیے میں بھی ذرا جھجک گیا۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سامنے کھڑے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی میں فوراً سیڑھی پر چڑھا اور گارڈر کو کندھے کا سہارا دے کر اوپر اُٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ سیڑھی سے نیچے اتر کر دیکھا تو قمیض پر بہت بڑا داغ تارکول کا لگ چکا

Marfat.com

تھا۔ دل میں افسوس پیدا ہوا کہ قمیض ضائع ہو گئی۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اس وقت دروازے میں کھڑے تھے۔ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جاؤ اب آرام کرو۔ ساتھیوں کے ساتھ جب میں باہر نکلنے لگا تو میرے داغدار کندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "انسان کو جسم کے داغ سے بچنا چاہیے۔ کپڑے کے داغ معمولی ہوتے ہیں"۔ اس وقت حضور رحمتہ اللہ علیہ میری ظاہری اور باطنی اصلاح کی طرف متوجہ تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد نہانے کی غرض سے جب قمیض اتاری تو دیکھا کہ جہاں تارکول کا داغ تھا وہ جگہ قمیض کے ریشمی کپڑے سے بھی زیادہ سفید تھی۔ میں اس وقت دل و دماغ میں ایک انقلاب سا محسوس کر رہا تھا۔ جب دوسرے دن اجازت لے کر گھر پہنچا تو حالات بدل چکے تھے اور آنے والا حادثہ ٹل چکا تھا۔ حضور رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف باہر کے داغ دھو دیئے بلکہ اندر کے داغ بھی نظر کرم سے صاف کر دیئے۔

## ایک ہندو کی عقیدت:

○ حکیم قاضی علی احمد انصاری کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونوالا شریف ضلع فیروز پور میں حاضر خدمت تھے۔ وہ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے قریب ہی ایک نحیف الجثہ نوجوان بیٹھا تھا۔ وہ نوجوان بیٹھے بیٹھے اپنے سینے کی جانب نظر دوڑا کر ہنسنے لگا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ "میں ہندو ہوں اور آٹھ دس دن سے یہاں آیا ہوں۔ باباجی نے مجھ پر بڑی کرپا کی ہے، میں سِل اور دِق کا مریض تھا اور حکیموں، ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ یہاں آیا ہوں، لنگر کا کھانا کھاتا ہوں اور اب آپؒ کی مہربانی سے تندرست ہوں" پھر اس نے کہا کہ "آپ کی بڑی مہربانی ہو گی اگر آپ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کچھ "پس خوردہ" مجھے لا دیں تا کہ میری تمام بیماریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں، پھر میں اجازت لے کر گھر چلا جاؤں گا"۔

## دیرینہ خاندانی تنازعہ حل ہو گیا:

○ ملک گل نواز احمد خاں ایڈووکیٹ کا بیان ہے کہ اتفاقیہ انہیں 1950-51ء میں ایک خاندانی تنازعہ میں سخت پریشانی، اخراجات کی زیرباری اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر

Marfat.com

طرف سے نا امید ہو گئے۔ ماتحت عدالتوں نے ان کے خلاف فیصلے دیئے اور آخر مقدمہ ہائی کورٹ تک جا پہنچا۔ مخالفین بہت معزز اور بارسوخ تھے۔ ان کے وکلاء بھی ریٹائرڈ جج یا ریٹائرڈ اٹارنی جنرل تھے۔ چیف جسٹس نے مقدمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر مقدمہ اپنے پاس رکھ لیا اور مکمل روئداد دیکھنے کے بعد ملک صاحب کے وکیل کو کہا کہ آپ کا معاملہ بڑا ناممکن نظر آتا ہے، یہ گھبرائے ہوئے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جمعہ کا دن تھا، حاضرین کا ہجوم تھا نماز جمعہ کے بعد لوگ مل مل کر رخصت ہونے لگے، ملک صاحب خاموش بیٹھے رہے کہ تخلیہ ہو تو عرض مدعا کریں۔ سب سے آخر میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی بیان کی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''بابو، جا اللہ کریم خیر کرے گا'' ان کے دل کی تسلی نہ ہوئی۔ وہ یہی سمجھے کہ آپ نے سرسری طور پر ہی دعا کر دی ہے اور خصوصی توجہ نہیں فرمائی۔ چنانچہ پژمردہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فارغ ہو کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے، ایک خادم ہمراہ تھا، تھوڑی دور جا کر اچانک آپ نے خادم کو واپس بھیجا کہ جاؤ اس بابو کو بلا لاؤ، خادم نے واپس آ کر ملک صاحب کو کہا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یاد فرمایا ہے۔ جب ملک صاحب آپ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''بابو تم بہت پریشان ہو؟'' ملک صاحب نے کہا ''جی ہاں، بے حد پریشان ہوں'' تین بار ایسے ہی سوال و جواب کے بعد آپ نے ملک صاحب کی پشت پر تین مرتبہ دست مبارک سے تھپکی دی اور فرمایا ''جا بابو! اللہ تعالیٰ فتح دیں گے'' یہ مسرت سے پھولے نہ سمائے اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے، حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اب بے فکر ہو کر جاؤ''۔

ملک صاحب کا فریق مخالف ہر طرح سے درپئے آزار تھا۔ وہ پچیس ہزار روپے لے کر بھی راضی نامہ کرنے کو تیار نہ تھے۔ جب مقدمہ ہائی کورٹ میں پیش ہوا تو چیف جسٹس صاحب نے ان کو کہا کہ بہتر ہے کہ تم راضی نامہ کر لو دونوں پارٹیاں باعزت ہیں ورنہ میں اپنی مرضی سے فیصلہ کر دوں گا۔ چنانچہ مخالفین نے بغیر کسی مطالبے کے ان سے راضی نامہ کر لیا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

## دنیاوی منصب عطا کر دیا:

○ شیخ رحمت اللہ فیروز پور ضلع کچہری میں بطور چپڑاسی کام کرتے تھے۔ ان کی تعلیم بالکل معمولی تھی۔ ایک دن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف حاضر تھے۔ آپ نماز عصر کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ دریائے کرم جوش میں آیا اور آپ نے شیخ رحمت اللہ سے فرمایا ''مانگو، جو کچھ مانگنا ہے'' دو تین مرتبہ جب حضور رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرح ارشاد فرمایا تو شیخ رحمت اللہ نے عرض کیا کہ ''حضور مجھے کلرک بنا دیں'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''دنیا ہی مانگنی تھی تو بس کلرکی مانگی۔ اچھا جاؤ کلرک ہو جاؤ گے''۔

کچھ دنوں کے بعد ڈپٹی کمشنر کے سپرنٹنڈنٹ نے خود بخود کلرکی کے لئے ان کی سفارش کر کے کاغذات کمشنر کے پاس جالندھر بھیج دیئے۔ مگر کمشنر نے اس بناء پر انکار کر دیا کہ تعلیم تھوڑی ہے۔ چنانچہ شیخ رحمت اللہ پھر حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو تمہارا کام ہو جائے گا۔ اب جب پھر تمہارے کاغذات کمشنر کے پاس جائیں تو خود جالندھر جانا اور وہاں امام ناصر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں بھی حاضری دینا۔ چند دنوں کے بعد پھر ان کے کاغذات کمشنر کے پاس بھیجے گئے۔ شیخ رحمت اللہ درگاہ امام ناصر رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری کے بعد کمشنر کے دفتر میں جا پہنچے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان کے سامنے کاغذات کی پڑتال کی لیکن تعلیم کی کمی پھر ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ آخر سارا دن سوچ بچار کے بعد اس نے کہا کہ اور تو کوئی صورت نہیں، اگر آپ کی کچھ فوجی خدمات ہوتیں تو کام بن سکتا تھا۔ شیخ رحمت اللہ نے اپنی فوجی خدمات کی سندات پیش کیں۔ چنانچہ اسی وقت ان کو بطور کلرک تعینات کرنے کے احکام جاری کر دیئے گئے۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف سے ہوا۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

# گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے

خوش نصیب ہیں ایسے بیلی جنہیں حضرت گنج کرم نے اپنے حلقہ ارادت میں لینے کے لئے از خود رہنمائی فرمائی۔ (مقبول)

حاجی بشیر احمد راجپوت 1-A-64 ٹاؤن شپ لاہور حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی وابستگی کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ 1954ء میں میری تعیناتی محکمہ انہار ڈسچارج ڈویژن دھرم پورہ لاہور میں بطور نقشہ نویس تھی۔ اس وقت عمر 18 سال تھی۔ رہائش آبادی میاں میر میں تھی میں بلاناغہ حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوتا اور دعا کرتا کہ مجھے سلسلہ قادریہ کے کامل ولی اللہ کی بیعت کا شرف حاصل ہو جائے تو قسمت سنور جائے۔ ایک سال بعد ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا کہ ایک دن میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک معمر بزرگ تشریف لائے۔ میں نے انہیں سائل سمجھا۔ اس وقت جیب میں کوئی پیسہ دھیلہ نہ تھا۔ خیال آیا کاش یہ سائل گھر پر آتا تو ان کی کچھ نہ کچھ ضرور خدمت کرتا۔ وہ بزرگ چپکے سے چلے گئے۔ دوسرے روز وہی بزرگ صبح صبح میرے گھر تشریف لائے۔ میں دفتر جانے کی تیاری کر رہا تھا اور لباس تبدیل کر رہا تھا۔ میں نے سب کام چھوڑ کر انہیں ایک اکنی دی۔ انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اس پر میرے دل میں معاً خیال گزرا کہ یہ کوئی سائل نہیں بلکہ کوئی ولی اللہ ہیں جو دل کی بات پر بھی آگاہ ہیں۔ جونہی میرے دل میں ایسا خیال گزرا وہ بزرگ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے ادھر اُدھر بہت ڈھونڈا مگر بے سود۔ ان بزرگوں کی ملاقات کے بعد میں نے اپنے اندر گناہوں سے بیزاری، دنیا سے بے رغبتی اور ذکر اذکار میں ذوق وشوق کا جذبہ موجزن پایا۔ اولیاء اللہ سے کسبِ فیض کی خواہش روز بروز افزوں ہوتی چلی گئی۔ ایک رات عالم خواب میں ایک بزرگ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک اور بزرگ ہستی تھی جنہیں میں نے پہلے نہ دیکھا تھا۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ یہی حضرت کرمانوالے ہیں)

Marfat.com

ان بزرگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بندہ ناچیز (بشیر صاحب) پر توجہ فرمائیں۔ مگر آپؒ کچھ التفات فرمائے بغیر چلے گئے۔ صبح بیدار ہوتے ہی میں حضرت کرمانوالا نزد اوکاڑا پہنچا اور حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں سلام مؤدبانہ کے بعد بیٹھ گیا حضرت قبلہ نے ازخود فرمایا ''تم میاں میر میں رہتے ہو'' عرض کیا جی حضور۔ دل میں خیال گزرا کہ خواہش تو یہ تھی کہ میرے پیر صاحب وہ ہوں جو سلسلہ قادریہ سے ہوں۔ غوث وقت ہوں۔ کامل اکمل ہوں۔ میرے دلی خیالات سے آگاہ ہو کر حضرت قبلہ نے فرمایا ''بیلیا! میں سارے بابیاں دا غلام آں'' یعنی مجھے سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت کی اجازت ہے۔ میں مجلس سے اُٹھ کر باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت قبلہ کا کسی کے قتل کے کیس کا واقعہ سنا رہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قتل کیس برائے تفتیش و فیصلہ حضرت قبلہ کرمانوالا سرکار کے سپرد کیا تھا۔ یہ واقعہ سن کر میں دوبارہ حضرت قبلہ کی نورانی مجلس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے ازخود ارشاد فرمایا ''جو قاتلوں کے مقدمات کے فیصلے کرتا ہے وہ خلیفۃ اللہ ہوتا ہے'' یعنی مجھے بتا دیا کہ حضرت قبلہ غوث دوراں ہیں اور جو حکم آپ حضرت فرما دیتے ہیں سرکاری عدالتیں اسی طرح کا فیصلہ سناتی ہیں۔ سرمو گردانی نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر۔ اس واقعہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری کا معمول اور دورانیہ دن بدن افزوں تر ہوتا گیا اور حضرت قبلہ جب تنہا ہوتے تو مجھے بلا لیتے۔ کسب فیض کا موقعہ میسر آ جاتا۔ کس قدر مہربان تھے میرے سرکار حضرت کرمانوالے اس عاجز پر الحمد للہ کہ آپ کی نظر کرم سے قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔ ؎

؎ سُن او طالب مولیٰ والے وَل مولیٰ دے آویں
ہر قدم اگیرے رکھیں ٹھہر کِتے نہ جاویں

## آپؒ کا مقام:

حاجی بشیر احمد راجپوت 1-A-64 ٹاؤن شپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ چشتیاں شریف حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کے عرس مبارک پر ہمیشہ تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی حضرت صاحب کی معیت میں چشتیاں شریف حاضری کی سعادت

Marfat.com

حاصل ہوئی۔ وہاں مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے آپ کے پاؤں دبانے شروع کئے (یعنی مٹھی چاپی کرنے لگا) آپ نے فرمایا ''جسم ٹھریا پیا اے'' یہ الفاظ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ حضور! میں نے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں پڑھا ہے کہ لاکھوں اولیاء اللہ میں سے چند کو ہی ''لا الہ'' کا استغراق (فنا) نصیب ہوتا ہے۔ پھر ان حضرات قدسیہ (جن کو یہ استغراق نصیب ہوتا ہے) میں سے چند کو ''الا اللہ'' میں استغراق نصیب ہوتا ہے۔ ان کا وجود گرم رہتا ہے پھر ان اولیاء اللہ (جنہیں الا اللہ کا استغراق حاصل ہوتا ہے) میں سے چند کو ''محمد رسول اللہ'' کا استغراق (فنا) نصیب ہوتا ہے ان حضرات کا وجود مسعود سرد رہتا ہے۔ میرا یہ بیان سُن کر آپؒ بہت محظوظ ہوئے اور ارشاد فرمایا ''دوبارہ بیان کرو''۔ تعمیل ارشاد میں یہ بیان دوبارہ سنانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ قبلہ اس بیان پر اتنے مسرور تھے کہ مولانا محمد اکرام صاحب (مصنف معدن کرم) کسی دوسری مجلس میں میری موجودگی میں حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ انہیں بھی وہی مسئلہ (حضرت سلطان باہوؒ کا قول) سناؤ۔ حکم بجالاتے ہوئے میں نے تفصیل سے یہ مسئلہ بیان کیا۔ مولانا اکرام صاحب بھی بہت خوش ہوئے درحقیقت حضرت گنج کرم اس مسئلہ سے اپنا مقام عیاں فرما رہے تھے۔ اتنا بلند مقام، اتنی علو مرتبت، اللہ اکبر۔

از شریعت احسن التقویم شو
وارثِ ایمان ابراہیم شو (اقبالؒ)

○ یہی حاجی بشیر احمد راجپوت بیان کرتے ہیں کہ کتاب ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ محبوب مصنفہ مولانا محبوب عالم صاحب میں ایک واقعہ نظر سے گزرا۔ کہ ایک روز ہر شخص جو حضرت سائیں توکلؒ شاہ انبالوی کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ انہیں دیکھتے ہی فوراً سجدہ میں گر جاتا۔ چونکہ سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے سجدہ کرنے پر ناراض ہوا کرتے تھے مولانا محبوب عالم صاحب نے حیران ہو کر آپ (سائیں توکلؒ شاہ صاحب) کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا۔ بس دیکھنا تھا کہ مولانا صاحب بھی سجدہ میں گر گئے۔ کچھ دیر بعد جب سائیں

Marfat.com

تو کلؒ شاہ صاحب کی حالت بدلی تو محبوب عالم صاحب نے سائیں صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ ''حضرت صاحب! آج کیا ماجرہ ہے کہ ہر آدمی جو بھی آپ کو دیکھتا ہے سجدہ میں گر پڑتا ہے آخر یہ کیوں؟'' حضرت سائیں تو کلؒ شاہ صاحب نے فرمایا'' آج مجھ پر حقیقت کعبہ وارد ہوئی تھی اس لئے جو شخص بھی مجھے دیکھتا اسے سجدہ ریز ہونا پڑتا''۔ میں نے یہ واقعہ پڑھا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ ''یہ تو بڑا مقام ہے'' اپنے پیرو مرشد حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ جب میں دوسرے دن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر میرے دل کی کیفیت ظاہر ہوئی تو آپ نے از خود فرمایا ''بعض لوگوں پر ایسی حقیقت (کعبہ) ہر لحظہ وارد ہوتی ہے۔ مگر ایسے اولیاء اللہ کا ظرف بہت وسیع ہوتا ہے۔ وہ اپنی تجلیات اور انوار کو جذب کر لیتے ہیں۔ ملاقاتیوں کو مطلقاً احساس نہیں ہونے دیتے''۔

ان مختصر مگر جامع الفاظ میں آپ نے اپنا ارفع مقام اشارۃً بتا دیا۔ اللہ اکبر

ے ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

○ یہی حاجی بشیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ کتاب ''ذکرِ خیر'' میں ایک اور محیّر العقول واقعہ درج ہے کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ ایک عورت کے تنور پر گئے اور عورت سے کہا ''میرے لئے روٹی پکاؤ'' اس نے کہا آپ تشریف رکھیئے۔ باری پر لگا دونگی۔ وہ بزرگ کچھ دور ہٹ کر بیٹھ گئے اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے تا کہ یہ وقت غفلت میں نہ گزرے۔ یادِ الٰہی میں مصروف جب کئی دن گزر گئے اور مراقبہ کی حالت میں ہی رہے اور نہ اُٹھے تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ بزرگ واصل بحق ہو گئے ہیں۔ ان کے اوپر مکان بنا دیا گیا اور اس واقعہ کی ساری کیفیت اور حالات بیرونی دیوار پر کندہ کر دیئے۔ وہ شہر ویرانہ ہو کر جنگل بن گیا۔ صدیاں گزرنے کے بعد ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اتفاقاً اُدھر سے گزرا۔ جنگل میں ایک مکان دیکھ کر حیران ہوا۔ کندہ کی ہوئی عبارت پڑھی۔ بادشاہ نے دروازہ کھولا۔ تو مکان بوسیدہ ہونے کی وجہ سے تھوڑی سی مٹی ان بزرگوں پر گری اور ہوش میں آ ئے۔ تو فرمایا ''روٹی پک گئی اے''

[1] مولانا محبوب عالم مولف ''ذکرِ خیر'' حضرت سائیں توکل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین خاص میں سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے انہیں خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

بادشاہ نے عرض کیا حضور! آپ کو یہاں پر صدیاں گزر چکی ہیں اور وہ بستی ہی ختم ہو چکی ہے۔ روٹی پکانے والی عورت کہاں۔ ان بزرگوں نے فرمایا "دروازہ بند کردو" بادشاہ نے حکم کی تعمیل کی اور چلا گیا۔ یہ واقعہ پڑھ کر میں نے ارادہ کیا کہ کسی حاضری کے وقت حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کروں گا کہ ان بزرگوں کا کیا مقام تھا۔ آپ میری دلی کیفیت سے آگاہ ہو گئے کیونکہ آپ شہنشاہ کشف و کرامات تھے۔ جب میں آپ کی نورانی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے از خود فرمایا۔ "اوہ بزرگ نماز فجر پڑھ کر جھٹ مراقبہ کر دے سن۔ اس جھٹکہ (مختصر وقت میں) وچ کئی ہزار مرتبہ آدم علیہ السلام پیدا ہندے سن اور قیامت اوندی سی" یعنی ان بزرگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کے تمام واقعات ہزار ہا مرتبہ ایک لمحہ میں دکھائے جاتے تھے۔ میں نے اس واقعہ کی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے ارفع اور بلند مقام سے تطبیق کی کیونکہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی نماز فجر ادا کرنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے مراقبہ کیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

## اعلیٰ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں پہلی حاضری کا ایمان افروز واقعہ

یہ واقعہ محترم مشفقم چودھری دلاور علی بھلی صاحب (ریٹائرڈ انجینئر محکمہ واپڈا لاہور) نے میرے کئی ماہ کے پیہم اصرار کے بعد تحریر کر کے بغرض اشاعت مرحمت فرمایا۔ ان کا ممنون ہوں کہ ان کا یہ عظیم واقعہ حضرت قبلہ گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے علو مرتبت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ نیز اظہر من الشمس ہے کہ انہیں حضرت قبلہ نے اپنی غلامی میں لینے کیلئے از خود رہنمائی فرمائی۔ (مقبول)

"قبلہ و کعبہ حضرت صاحب (سرکار کرماں والا شریف) نے بکمال کرم آپ کو خواب میں اپنے جلوہ جہاں آرا کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے آپ کو وہاں بلایا گیا ہے۔

Marfat.com

لہٰذا آپ جلد از جلد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری دیں"۔ یہ بات میرے سابق استاد محترم جناب صوفی مقصود احمد صاحب سکنہ باجرہ گڑھی ضلع سیالکوٹ نے میرے اُس خواب کی تعبیر میں فرمائی جو کچھ عرصہ پیشتر راقم الحروف نے لاہور میں (زمانہ طالب علمی انجینئرنگ کالج) دیکھا۔ جس میں مجھے ایک بزرگ کی زیارت ہوئی تھی اور میں نے نورانی چہرہ والے بزرگ کا حلیہ مبارک، لباس شریف کی تفصیل کچھ عرصہ بعد عند الملاقات اپنے استاد محترم کی خدمت میں بیان کی تھی۔

○ حوادث و آلام کی شدت، عزائم و تدابیر کی شکست و ریخت اور خواہشات و مقاصد میں ناکامی انسان کو کرب و اضطراب کے بے آب و گیاہ لامتناہی بیاباں میں دھکیل دیتے ہیں جہاں آسودگی کے نخلستان تک پہنچنے کی تمام کوششیں حسرت و یاس میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ جب دکھوں کی انتہا ہو جائے اور ان کا کوئی مادی مداوا نظر نہ آئے تو رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور دکھی انسان کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتی ہے اور بے بسی کے آنسو ہی رحمت حق کے نزول کے لئے متاع بے بہا بن جاتے ہیں۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے (اقبال)

کچھ ایسا ہی پس منظر راقم الحروف کے مذکورہ خواب کا تھا۔

## حریم شوق و ناز میں اوّلین حاضری:

استاذی المکرّم جناب صوفی مقصود احمد صاحب سے متذکرہ ملاقات کے بعد جذبہ شوق متقاضی ہوتا کہ جلد از جلد حضرت کرمانوالا شریف حاضر ہونا چاہیے لیکن آلودہ عصیاں ہونے کا احساس مانع ہو جاتا۔ پھر خیال آتا کہ اہل اللہ گناہوں سے تو نفرت کرتے ہیں گنہگاروں سے نہیں۔ انجام کار سعادت ازلی غالب آئی تو ایک روز راقم الحروف اپنے تایا زاد بھائی چودھری عطاء اللہ صاحب کے ہمراہ بذریعہ ٹرین لاہور سے بعد نماز عصر حضور قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔ یہ غالباً 1956ء موسم گرما کا واقعہ ہے۔ بعد نماز عصر صدر دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی بکائنوں کے قریب چارپائی

Marfat.com

پر تشریف فرما ہستی پر نظر پڑی تو پہچان میں کوئی دِقت پیش نہ آئی۔ کیونکہ یہ تو وہی تھے جو خواب میں ملے تھے۔

حاضرین کی طویل قطار میں ہمیں علیحدہ علیحدہ جگہ ملی۔ حضرت صاحب حاضرین سے باری باری (مشرق سے مغرب کی سمت میں) گفتگو فرما رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو حضرت صاحب نے چہرہ مبارک پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے مشفقانہ انداز میں استفسار فرمایا۔ ''باؤ جی! کتھوں آئے او۔ کیویں آئے او''۔ پھر فرمایا۔ ''باؤ جی! کیہ کردے او''۔ عرض کیا حضور انجینئرنگ کالج میں پڑھتا ہوں فرمایا۔ ''اوہ کیہہ ہندی اے'' میں نے مختصراً جواب عرض کیا تو قبلہ حضور نے اپنے خادم خاص بابا بلند اسے فرمایا کہ ''اندر سے پتھر لے آؤ''۔ وہ قریبی کمرہ سے رومال میں بندھا ہوا پتھر لے آئے تو وہ پھر مجھے پکڑا دیا گیا حضرت قبلہ نے استفسار فرمایا۔ ''باؤ جی! ایہہ کیہ اے''۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سنگ مرمر کے خاندان کا پتھر ہے اور بہت قیمتی ہے (یہ بہت اچھی قسم کا Onix تھا جو بالکل سبز رنگ کا تھا اور بے داغ تھا) میں اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس پتھر کی انتہائی خوشگوار ٹھنڈک کو اپنے جسم میں سرائیت کرتے محسوس کر رہا تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ''باؤ جی! تسیں علم تے بہت پڑھے او کوئی اجیہا علم بھی پڑھیا جے کہ آپاں صبح اُٹھئے تے اس پتھر دی مسجد بنی ہووے تے آپاں اوہدے وچ نمازاں پڑھ لئے'' پھر نگاہیں میرے چہرے پر مرتکز کر کے فرمایا۔ ''باؤ جی! اجیہا علم وی پڑھنا چاہی دا اے''۔ پھر کیا ہوا۔ یہ ہوش کس کو۔ یہ کون جانے۔ اتنا یاد ہے کہ جب میں نے خود کو عالمِ شعور میں پایا تو حضرت صاحب مجھ سے آگے مغرب کی طرف بیٹھے ہوئے پانچویں شخص سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کچھ دیر بعد نماز مغرب کی تیاری کے لئے جملہ حاضرین کو کہا گیا۔ اس طرح سے فیضان و عرفان کی یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

رات مسجد والی جگہ پر گزاری۔ فرش پر گھاس پھوس بچھی ہوئی تھی۔ بستر اور سرہانہ کے بغیر سونا تھا۔ مچھر سے بھی واسطہ پڑا۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ ارد گرد کافی لوگ نوافل ادا کرتے نظر آئے۔ نجانے کس وقت آنکھ لگ گئی۔ نماز تہجد کے وقت کچھ لوگ خود بیدار ہو

Marfat.com

گئے۔ بعض کو بار بار کہہ کر اٹھایا گیا۔ لیکن بھائی عطاء اللہ صاحب اور میں نماز تہجد کے لئے نہ اُٹھے اور نہ ہی ہم سے زیادہ اصرار کیا گیا۔ بہر حال فجر کی اذان کے بعد ہمیں بھی اٹھا دیا گیا۔ ہم دونوں وضو کے لئے ریلوے اسٹیشن کی طرف گئے تو بھائی عطاء اللہ نے کہا کہ باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے لیکن رات کو نیچے (یعنی فرش پر) سونا مسئلہ ہے۔ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب سے نماز اشراق کے بعد ملاقات ممکن ہو گی۔ چنانچہ اس نشست میں ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے تو بکائنوں کے قریب والی جگہ ملی ہم بیٹھ گئے۔ جاتے ہی حضرت صاحب نے فرمایا۔ ''بیلیو! تھلے منجیاں بستریاں دی کمی دی وجہ نال نئیں سوئیں دا اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دی مہربانی نال بڑی منجیاں تے بڑے بسترے۔ تھلے سون وچہ ایہہ حکمت اے کہ کسے رب دے بندے دے قدم کسے جگہ تے لگے ہون تے جسم اوتھے لگ جائے تے بیڑے پار ہو جان''۔ سبحان اللہ یہ واقعہ قبلہ وکعبہ حضرت صاحب کے کمال کشف پر ہی دلالت نہیں کر رہا تھا بلکہ بیلیوں کی تعلیم وتربیت کا سامان بھی لئے ہوئے ہے۔

اسی نشست میں تھوڑی دیر بعد قبلہ وکعبہ نے شرف بیعت سے مشرّف فرمایا۔

**الحمد لله علی ذالک**

ہیچ کسے بخویشتن رہ نہ برد بسوئے او
بلکہ بپائے او رود ہر کہ رود بسوئے او
تا نبود ازو طلب طالب او کسے نہ شد
ایں ہمہ جستجوئے ما ہست ز جستجوئے او

ترجمہ: کوئی شخص بھی خود بخود ان کی طرف چل کر نہیں جاتا۔ بلکہ جو کوئی بھی ان کی طرف جاتا ہے انہی کے پاؤں سے چل کر جاتا ہے۔ جب تک ان میں طلب پیدا نہیں ہوتی کوئی بھی ان کا طالب نہیں ہوتا۔ ہماری یہ تمام جستجو انہی کی جستجو کے باعث ہے۔ (المختصر یہ قدم اُٹھتے نہیں اُٹھائے جاتے ہیں)۔

آپ قبلہ حضرت صاحب بکمال کرم درود خضری آگے آگے پڑھتے رہے اور میں

Marfat.com

حسب الارشاد پیچھے پیچھے پڑھتا رہا۔ صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم آپ نے فرمایا نماز تہجد کے بعد یہ درود شریف پانچ تسبیح یعنی 500 بار پڑھا کریں۔ پہلے بارہ رکعت نفل دو دو کر کے ادا کریں۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ مرتبہ قل شریف اور دوسری رکعت میں تین مرتبہ قل شریف پڑھیں۔ ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں۔ کچھ دیر بعد اجازت مل گئی اور ہم دونوں واپس آ گئے۔

لاہور سے حضرت کرمانوالا شریف کا سفر خوف ورجا کا حامل تھا۔ لیکن واپسی پر قلب میں شوق اور محبت کا جذبہ موجزن تھا اور یہ احساس بیدار ہونے لگا کہ کثافت کی ظلمت کا لطافت کی روشنی میں تبدیل ہونے کا آغاز ہو گیا ہے۔ حضرت قبلہ کی علوشان کے احساس دروں کا بھی غلبہ ہو رہا تھا۔ یہ عاجز حضرت صاحب کے حلقہ غلامی میں داخل ہو کر اپنی خوش بختی پر نازاں تھا کہ:

ع میرا سر وہاں جھکا ہے جہاں ختم بندگی ہے

اب اساسِ عصیاں پر لامتناہی رحمت حق محیط ہوتی نظر آ رہی تھی اور "سبقت رحمتی علی غضبی" کی تجلیات دل حزیں کی تاریکیوں کو روشن کرتی محسوس ہونے لگی تھیں۔ المختصر خود کو جادۂ حیات کا ایک تازہ دم اور پُرعزم مسافر محسوس کر رہا تھا کیونکہ:

ع برفتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

ترجمہ: میں نے اپنا سر ایک صاحبِ دولت کے آگے خم کر دیا ہے۔

میں سر جھکائے سوئے جہنم چلا ہی تھا ۔۔۔ کچھ رحم آ گیا میرے پروردگار کو
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب ۔۔۔ اس در کی حاضری سے مقدر بدل گیا

ہاں تاسف تھا تو یہ کہ اتنی دیر حضرت صاحب کے حلقہ غلامی میں کیوں داخل نہ ہو سکا۔

؎ عمرِ عزیز رفت بیاتا قضا کنیم ۔۔۔ عمرے کہ بے حضور صراحی و جام کرد
(یعنی افسوس وصل پر نہیں بلکہ اس عمر پر ہے جو بے وصل گزر گئی) (حافظ شیرازی)

Marfat.com

## سیّدی ومرشدی گنج کرم قدس سرہٗ العزیز کی سیال شریف (سرگودھا) تشریف آوری:

غالباً 1964ء کا واقعہ ہے۔ میری تعیناتی بطور سب ڈویژنل آفیسر سرگودھا میں تھی۔ اطلاع ملی کہ میرے آقا ومولا سرکار کرماں والے قدس سرّہ العزیز سیال شریف عرس مبارک میں شمولیت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اپنے پیر بھائی جناب نذیر احمد صاحب ساکن گھرانے تحصیل وضلع سیالکوٹ (جو میرے ساتھ ہی کام کرتے تھے) کو قبلہ و کعبہ چھوٹے بابا جی حضور رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں کرماں والا شریف بھیجا تا کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کے پروگرام کا پتہ کر کے آئے۔ چھوٹے بابا جی حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اصل پروگرام تو حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کی مرضی پر منحصر ہے لیکن امید ہے کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز رات لاہور میں جناب سیٹھ محمد شفیع صاحب کیلیے والا کے پاس قیام فرمائیں گے۔ جہاں سے آپ عموماً سحری کے وقت سفر اختیار فرماتے ہیں۔ صبح کی نماز بھی راستہ میں ادا فرماتے ہیں اور یہ فرمان بھی موصول ہوا کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ کی تشریف آوری کی تشہیر نہ کی جائے۔ صرف اپنے بیلیوں کو مطلع کر دیا جائے اور مقررہ تاریخ کو لاہور سے آنے والی سڑک پر آپ کا انتظار کیا جائے۔

اس احقر نے سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں واقع اپنی رہائش گاہ کی صفائی کرائی۔ فرش دھلائے۔ نئی صفیں کمروں میں بچھادیں۔ گائے کے تازہ دودھ کا انتظام کیا۔ میری سب ڈویژن میں متعین جملہ پیر بھائی صبح صبح میرے مکان پر پہنچ گئے۔ حافظ نیک محمد صاحب بہت تاخیر سے پہنچے جس کے باعث ہم سب لاہور سرگودھا روڈ پر اپنے پروگرام سے تاخیر سے پہنچے۔ کافی وقت گزرنے کے بعد بھی جب آپؒ تشریف نہ لائے۔ تو میں نے جناب سیٹھ محمد شفیع صاحب کیلیے والے کے گھر لاہور فون کیا اور معلوم ہوا کہ آپ جناب قدس سرہٗ العزیز فجر کی اذان سے بہت پہلے سیال شریف کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ ہم سب سیال شریف پہنچے کہ غالباً میرے آقا ومولا ہمارے سڑک پر پہنچنے سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہاں جا

Marfat.com

کر معلوم ہوا کہ ابھی آپ تشریف نہیں لائے۔ہم واپس سرگودھا واپسی کا سوچ رہے تھے کہ قبلہ و کعبہ خواجہ قمر الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں اپنے کمرہ میں بلا لیا اور بہت شفقت فرمائی۔ میں نے سرگودھا واپسی کی اجازت طلب کی۔ لیکن محترم خواجہ صاحبؒ نے ہمیں دلاسا دیا کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز پہنچنے ہی والے ہیں۔

میں نے استفسار کیا کہ قبلہ و کعبہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کے قیام کا کیا بندوبست کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے مجھے آپ جناب کے لئے مختص کمرہ دکھایا۔ میں نے جائزہ لینے کے بعد خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا کہ وہ کمرہ میرے آقا و مولا کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے ساتھ غسل خانہ نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کو اس وقت پیشاب کی تکلیف تھی۔ قبلہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس پر میرا بار بار شکریہ ادا کر رہے تھے کہ اگر میں نہ پہنچتا تو قبلہ و کعبہ حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کے لئے مناسب کمرہ کے انتخاب میں کوتاہی ہو جاتی۔

راقم الحروف اپنے آقا و مولا کے تشریف نہ لانے کے باعث بہت مضطرب تھا۔ چنانچہ میں چند بیلیوں کے ساتھ واپس سرگودھا روانہ ہو گیا۔ جب ہم بیرونی مین روڈ کے قریب پہنچے تو سامنے سے میرے شہنشاہ قدس سرہٗ العزیز کا قافلہ نظر آیا۔

گاڑی ایک طرف کھڑی کر کے ہم سب سڑک کے کنارے دست بستہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ سب سے آگے میرے آقا و مولا منٹگمری (ساہیوال) والے رائے صاحب کی کار میں تشریف فرما تھے۔ کار کے پیچھے قبلہ و کعبہ چھوٹے بابا جی حضور رحمتہ اللہ علیہ اپنی زرد رنگ والی پک اَپ میں تشریف فرما تھے۔ پیچھے کچھ بیلی تھے۔ پک اَپ کے پیچھے محترم جناب فضل کریم صاحب (چوہڑ کانہ والے) کی بس تھی جس میں بیلی سوار تھے۔

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کا کارواں ہمارے پاس آ کر رُک گیا۔ جونہی یہ غلام آگے بڑھا آپ جناب قدس سرہٗ العزیز نے اپنا دایاں دستِ مبارک آگے بڑھا دیا۔ جسے میرے تشنہ لبوں کے علاوہ بیتاب قلب و نظر نے بھی دل بھر کر چوما۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

ایسا موقعہ قسمت سے ہی میسر ہوتا تھا۔ پھر ہم قافلے کے پیچھے پیچھے سیال شریف پہنچے اور اس احقر العباد نے فوراً خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ کو حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کی تشریف آوری کی اطلاع بھیجی۔

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کار سے اُتر کر حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کی طرف چل پڑے۔ یہ غلام بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ جناب مزار شریف کے احاطہ کے کنارے تک پہنچے تو سامنے جناب خواجہ قمر الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آ گئے اور عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ جناب خواجہ قمر الدینؒ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سر مبارک میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کے قدموں پر تھا خواجہ صاحبؒ قبلہ پر رقت طاری تھی آپ کا جسم لرز رہا تھا آپ رو رہے تھے۔ میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز نے نہ تو مزاحمت کی اور نہ ہی ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار فرمایا بلکہ پورے سکون سے کھڑے رہے۔ سینکڑوں حاضرین دم بخود اس منظر میں جذب نظر آ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز نے جناب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خود اوپر اٹھایا جن کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر تھی۔ اپنے سینے کے سامنے دونوں ہاتھ باندھ کر لرزتی آواز میں کہا:

"حضور! میں نالائق خادم ہوں۔ میری سفارش فرمائیں"

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز جناب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر جناب خواجہ شمس الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کے اندر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ حاضرین کا جمِ غفیر ساکت و مبہوت اور دم بخود کھڑا رہا۔ کافی دیر بعد مزار شریف کا دروازہ کھلا۔ آگے آگے میرے آقا و مولا اور ان کے پیچھے قبلہ خواجہ صاحب باہر تشریف لائے۔ جناب قبلہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک درخشاں تھا اور قبلہ مرشدی قدس سرہٗ العزیز شاداں و فرحاں نظر آ رہے تھے۔

اس یادگار اور تاریخی واقعہ پر کوئی تبصرہ کرنا میرے احاطۂ اختیار سے باہر ہے۔ لیکن

Marfat.com

اتنا عرض ہے کہ جہاں یہ واقعہ میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کے علوّ شان اور رفعتِ مقام کا مظہراور عملی ثبوت ہے وہیں یہ قبلہ خواجہ قمر الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کردار کی عظمت پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ نے سیال شریف کے خلفائے کرام اور مریدین کی موجودگی کو روکاوٹ نہ بننے دیا۔

اس غلام کے علم کے مطابق میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز نے بعض گدّیوں کے سجادہ نشینوں کو روحانی فیوضات عطا فرمائے اور نہ صرف یہ کہ اس بات کا اظہار نہ فرمایا بلکہ بعد میں بھی ان کا احترام قائم رکھا۔

## اعترافِ حقیقت:

برٹش عملداری میں ریاست پونچھ جموں وکشمیر کے ڈاک خانے برٹش حکومت کے ماتحت تھے۔ ڈوگرہ شاہی کے باعث علاقہ بھر میں رشوت کی وبا عام تھی۔ محکمہ پوسٹ آفس کے اہلکار بھی اِس حمام میں ننگے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد علاقہ پونچھ، پلندری، تراڑ خیل راولاکوٹ اور باغ کے ڈاک خانے انسپکٹر پونچھ سب ڈویژن کے ماتحت کر دیئے گئے۔ فروری 1949ء میں مجھے انسپکٹر پونچھ سب ڈویژن (ہیڈ کوارٹر راولپنڈی) تعینات کیا گیا۔ میں نے رشوت کی وبا ختم کرنے کے لئے سخت اقدامات کئے تو تمام اہلکار (کلرک میل اور سیر اور پوسٹمین وغیرہ) میرے مخالف ہو گئے۔ میری زندگی ختم کرنے کے لئے منصوبہ بنایا کہ کسی دشوار گزار راستہ پر مجھے گہری کھڈ میں گرا کر کام تمام کر دیا جائے۔ ایک سال بعد عملہ کے چند سرکردہ اشخاص میرے پاس آئے اور معافی طلب کی۔ میں نے کہا معافی کس بات کی؟ تو انہوں نے اپنے ناپاک منصوبہ کا ذکر کیا اور اعتراف کیا کہ جب کبھی ہم نے ایسا ارادہ کیا تو شیر کی خوفناک گرج ہمیں لرزہ بر اندام کر دیتی۔ یقیناً یہ آپ کے پیر و مرشد کی غیبی امداد تھی۔ میں نے معاف کر دیا۔

Marfat.com

## دفتر کا معائنہ:

PMG صاحب لاہور نے میرے[1] دفتر پوسٹل ڈویژن ساہی وال کا معائنہ کیا۔ پھر ہیڈ پوسٹ آفس ساہی وال گئے تو دیکھا کہ پوسٹ آفس کی گراؤنڈ میں آم کے درختوں کے جھنڈ ہیں۔ فرمایا کہ یہ کٹوا دیں۔ میں نے کہا کہ کچھ باقی بھی رہنے چاہئیں کہ پنشنر لوگ سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ کہا مناسب تعداد میں رکھ لیں باقی کٹوا دیں اور لکڑی نیلام کر دیں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک روز میں ہیڈ پوسٹ آفس میں تھا کہ محکمہ جنگلات کا بلاک افسر کسی کام سے پوسٹ آفس میں آئے۔ انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ میں نے انہیں اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ آموں کے درخت کٹوانے کا حکم ہے۔ مناسب فاصلہ پر ایک ایک درخت رکھنا چاہتے ہیں۔ باقی کٹوانے کا آرڈر ہے۔ جو کٹوائے جائیں گے ان کی قیمت کا اندازہ بھی کر دیجئے تاکہ نیلامی کر سکوں۔ ان کا کام میں نے کروا دیا اور وہ کل آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے روز ہم دونوں نے ان درختوں پر نشان لگوا دیئے جو کٹوانے مطلوب تھے۔ انہوں نے ان کی قیمت بھی لکھ دی۔ درخت کٹوا دیئے گئے اب نیلامی کا مرحلہ باقی تھا۔ اشتہار دیا۔ وقت مقررہ پر خریدار آ گئے۔ بولی ختم کر دی۔ یہ رقم اُس رقم سے ڈیڑھ گنا زیادہ تھی جو بلاک افسر صاحب نے لکھ کر دی تھی۔ سٹاف کے آدمیوں نے مشورہ دیا کہ کٹی ہوئی لکڑی میں سے کچھ آپ اپنے گھریلو استعمال کے لئے رکھ لیں۔ میں نے انکار کر دیا کہ مبادا کل کلاں یہی بات میرے خلاف شکایت کی بنیاد بن جائے۔

نیلامی کی رقم حاصل کر کے سرکاری کھاتہ میں جمع کرا دی۔ چند دن کے بعد PMG صاحب سید فاخر حسن کا فون آیا کہ آپ کے خلاف شکایت موصول ہوئی ہے کہ آخری بولی والے سے رشوت لی گئی ہے۔ انکوائری کے لئے ڈپٹی پی ایم جی ملک امیر نواز صاحب آ رہے ہیں۔ یہ شکایت پوسٹمین یونین کے سیکرٹری نے وزیر مواصلات کو بھیجی تھی۔ اس وجہ سے کہ ساہی وال کے وکیل رانا محمد حنیف خاں وزیر خزانہ تھے۔ پیپلز پارٹی کا دور تھا۔ انکوائری ہوئی۔ میں نے اس بلاک افسر کو پیش کر دیا اور ان کی چٹ بھی جس پر اُن کے دستخط بھی

---

[1] مؤلف چودھری نور احمد مقبول سپرینٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات۔ یہ 1972ء کے وسط کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

تھے۔ جب ڈپٹی پی ایم جی صاحب کو یقین ہو گیا کہ یہ چٹ کسی منصوبہ کے تحت نہیں بلکہ اتفاقیہ دی گئی تھی تو وہ مطمئن ہو کر چلے گئے اور شکایت داخل دفتر کر دی گئی۔ بلاک افسر صاحب کا اتفاقیہ آنا اور اُن سے چٹ حاصل کرنا میرے پیرو مرشد حضرت گنج کرم کی استمداد بعد از وصال تھی۔ اللہ اکبر۔

اس واقعہ کے بعد میں نے محسوس کیا کہ جب تک موجودہ عہدیدار پوسٹمین اور کلریکل یونین پر قابض ہیں سپرنٹنڈنٹ کے لئے سر دردی رہے گی۔ چنانچہ میں نے کلریکل یونین کو نئے سرے سے ترتیب دیا اور خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ چودھری محمد یٰسین صاحب انسپکٹر ساہی وال اور رانا محمد اکرم کلرک ہیڈ آفس نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ سیکرٹری پوسٹل کلریکل یونین کو جو ہیڈ آفس میں کام کرتا تھا ساہی وال کچہری کے پوسٹ آفس میں تبدیل کر دیا۔ اس نے PMG صاحب کو لکھا۔ PMG صاحب نے فون پر دریافت کیا۔ میں نے کہا یہ بد بخت ہیڈ آفس میں ہے۔ جب بھی میں اوقات کار میں ہیڈ آفس جاتا ہوں یہ اپنے مطالبات شکایات پیش کرتا ہے سرکاری کام نہ ہو سکتا تھا۔ کچہری کا پوسٹ آفس نصف میل سے بھی نزدیک ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ PMG صاحب نے اتفاق کیا اور کہا بہت اچھا کیا۔ اب پوسٹمین یونین کی طرف متوجہ ہوا۔ سیکرٹری باریش تھا اور نمازی شخص۔ میں نے اُسے بلایا اور سمجھایا کہ میں حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا خادم ہوں۔ دل میں خوف خدا ہے کسی کو ناجائز تنگ نہیں کرتا ہوں۔ وہ نہ سمجھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ سیکرٹری شمس الدین کسی گھریلو معاملہ کے باعث ساہی وال چھوڑ کر پشاور کی طرف روپوش ہو گیا۔ سٹاف نے محسوس کیا کہ یہ مقبول صاحب کے پیرو مرشد کا تصرف ہے کہ اُس کانٹے کو راستہ سے دور پھینک دیا۔ بعد ازاں متوازی کلریکل اور پوسٹمین یونین کھڑی کر دیں جس میں بہت جلد اور مکمل کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت اور پیرو مرشد کے تصرف اور نظر کرم سے ہوا۔ سبحان اللہ۔

بیکساں را کس توئی در ہر نفس     من ندارم در جہاں جز تو کس

ترجمہ: بے سہاروں کے آپ ہی سہارا ہیں۔ آپ کے سوا میرا اور کون ہے؟

Marfat.com

## سیدی و مرشدی کی رفعتِ شان کا ایک نادر واقعہ:

1962-63ء میں مَیں[1] جڑانوالہ تبادلہ کے بعد سب ڈویژن کے پہلے معائنہ (انسپکشن) پر جڑانوالہ مین ڈرین (Drain) کے ساتھ ساتھ جیپ پر جا رہا تھا۔ سیم نالہ کے دوسرے کنارہ پر واقع بہت وسیع و عریض کوٹھی کے متعلق راقم الحروف نے شریکِ سفر اُوور سیر فریدی صاحب سے پوچھا کہ اس ویرانہ میں کس نے یہ عظیم الشان مکان بنوایا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ایک بہت بڑے بزرگ .......... کا مکان ہے۔ جن کا حلقہ ارادت کافی وسیع ہے اور انڈیا سے بھی ان کے کافی مرید یہاں آتے ہیں۔ ان کی کئی کرامات کا ذکر کیا اور کہا کہ قیام پاکستان سے قبل جڑانوالہ میں منعقد ہونے والے ہندوؤں اور سکھوں کے میلہ میں یہ تشریف لے گئے اور بلند آواز سے کلمۂ طیبہ کا ورد کیا۔ جس جس ہندو اور سکھ کے کانوں میں کلمہ کی آواز پہنچی وہ بے اختیار با آوازِ بلند کلمۂ طیبہ پڑھتے ہوئے آپ کے پیچھے چلنے لگتا۔ نیز ان کے متعلق یہ بھی بتایا کہ یہ بزرگ جس شخص پر بھی توجہ کرتے ہیں وہ مست (مجذوب) ہو جاتا ہے۔ فریدی صاحب نے مجھے ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کہا اور یہ بھی بتایا کہ موصوف ان (فریدی) پر بہت مہربانی فرماتے ہیں اور وہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سرکاری ڈیوٹی پہلے ادا کر لیں۔ اگر واپسی پر وقت ہوا تو انشاء اللہ حاضری دیں گے۔

واپسی پر ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موصوف اپنے کتابی چہرہ، سفید رنگت، پوری سفید داڑھی، سفید لباس، درازی مائل قد، بارعب اور پُر وقار شخصیت کے ساتھ ایک کشادہ کمرے میں ایک قیمتی قالین پر تشریف فرما تھے اور باقی تینوں دیواروں کے ساتھ کافی لوگ مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں ایک ڈی-ایس-پی صاحب سرکاری وردی میں ملبوس بھی شامل تھے۔ ہم دونوں کو داخل ہونے والے دروازہ کے قریب جگہ ملی۔ فریدی صاحب نے میرا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ بطور ایس ڈی او میرا تبادلہ جڑانوالہ ہوا ہے۔ نیز یہ کہ میں حضرت کرمانؒ والوں کا غلام ہوں۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد وہ

---

[1] چودھری دلاور علی بھٹی ریٹائرڈ انجینئر واپڈا

Marfat.com

بزرگ وقفہ وقفہ سے مجھ سے باتیں کرنے لگے جو مختصراً درج ذیل ہیں:۔

☆ ''میں تو فقیر ہوں۔ جبکہ کرماںؒ والے تو پیر ہیں (یہ بات کئی دفعہ دہرائی) آپ دل کے نیک نظر آتے ہیں۔

☆ اتنی بڑی بڑی گدّیوں والے پیر مسئلہ کشمیر کیوں حل نہیں کراتے؟

☆ میں بھی آپ کے پیر کی خدمت میں کرموں والا ضلع فیروز پور گیا تھا۔ لیکن سکھ کا سکھ ہی گیا اور سکھ کا سکھ ہی واپس آ گیا۔

☆ آپ کسی فقیر کے پاس جائیں تو وہ آپ کو فوراً منزل پر پہنچا دے۔

☆ آپ پیروں کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میری طرف آئیں۔ میں آپ کو چشم زدن میں منزل مقصود تک پہنچا دوں اور فیض عطا کر دوں''

''میں اس فیض پر تھوکتا تک نہیں جو میرے پیر قدس سرہ العزیز سے ہٹ کر مجھے پہنچے'' میری آواز کمرے میں گونجی۔

وہ نیم دراز حالت سے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آنکھیں بھی سرخ ہو کر مجھ پر مرتکز ہو گئیں اور وہ انتہائی جلال سے گرجے:

''ہم جھکڑ کر فیض پہنچاتے ہیں''

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''جس کے ہاتھ پاؤں پہلے ہی اپنے آقا و مولا کی غلامی میں جھکڑے ہوئے ہوں انہیں اور کوئی کیسے جھکڑ سکتا ہے؟''

اس وقت میں مَیں نہ رہا۔ میرا وجودِ ناقص معدوم تھا اور میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز ہی موجود نظر آتے تھے۔ زبان میری تھی، باتیں کہیں اور سے آ رہی تھیں۔ سننے والے نے میری زبان سے سنا:۔

''آپ کو آٹھ پہر کے لئے چارج اور اختیار دیا گیا اور آپ نے نظام درہم برہم کر دیا اور اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ کشمیر کا حل موقّت ہے کسی مناسب وقت پر حل ہو گا، یہاں پر انہوں نے جس رُخ بیٹھے ہوئے تھے اسی رُخ پر سجدہ کر دیا۔ جب اُٹھے تو میں نے کہا:۔

Marfat.com

''عمر بن ہشام حضور نبی کریم علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی ''ابو الحکم'' سے ''ابو جہل'' بن گیا۔ لیکن اس سے محبوبِ ربِ کریم علیہ کی رفعتِ شان و مقام میں تنقیص کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ اگر آپ میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر بھی سکھ کے سکھ ہی واپس آئے تو اسے آپ کی شقاوتِ ازلی ہی کہا جا سکتا ہے۔ میرے آقا و مولا کرماں والوں کی کرم نوازی پر اس سے کوئی حرف نہیں آتا''۔

اس وقت انہوں نے دوسری دفعہ زمین پر سر رکھ کر پھر سجدہ کیا۔ جب انہوں نے سر اُٹھایا تو میری زبان سے یہ کلمات نکلے:

میرے پیروں کی شان یہ ہے کہ فرشتے دست بستہ حاضر خدمت ہوتے ہیں اور مسجد کی تعمیر کیلئے اینٹیں اٹھانے اور دوسری خدمات سرانجام دینے کی اجازت مانگتے ہیں۔ لیکن ان فرشتوں کو یہ کہہ کر اجازت نہیں ملتی۔ کہ ''یہ سعادت تو ہمارے بیلیوں کیلئے ہے''۔

اب انہوں نے تیسری مرتبہ بھی سجدہ کیا۔ جب اٹھے تو میں نے دیکھا۔ کہ ان کے چہرہ اور آنکھوں کی تحکمانہ سرخی عجز کی سفیدی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ ان کی ولائت سلب ہو چکی تھی۔ جملہ حاضرین کے جسم بے حرکت اور زبانیں گُنگ تھیں۔ مجھے یہ یقین عطا ہوا کہ اس کی ولایت کی مستقل منسوخی یا بحالی کا اختیار ''صاحب اختیار'' اور ''اولی الامر'' نے اپنے اس غلام کی زبان پر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے انتہائی ملتجیانہ نگاہوں سے منکسرانہ انداز میں مجھے کہا۔ ''میرے لیے دعا کریں'' میں نے کہا کہ ''میں تو اپنے آقا کا ایک حقیر سا غلام ہوں۔ آپ بزرگ ہیں۔ دعا کرنا آپ کا مقام ہے''۔

لیکن وہ بار بار مُردنی آواز میں یہی کہتے رہے کہ ''آپ میرے لئے دعا کریں''۔

کمرہ میں مکمل سکوت تھا۔ جس میں ''میرے لئے دعا کریں'' کے نحیف و نزار انداز میں کہے گئے مذکورہ بالا الفاظ بھی سب کے کانوں تک پہنچ رہے تھے۔ آخر کار میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کے جلال پر جمال غالب آ گیا۔ کرماں والوں کی کرم نوازی کی شان کا ظہور ہوا اور کہنے والے کی زبان سے نکلا۔ ''اچھا، اللہ کریم مہربانی فرما دیں''!

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اس ہیچ میدان سے بغل گیر ہوئے۔ ان کے چہرہ پر خوشی

Marfat.com

کے آثار عود کر آئے۔ اپنے آقا کے اس غلام کو محسوس ہوا کہ میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کی نظر کرم نے ان کی سلب کردہ شان بحال فرما دی ہے۔

انہوں نے گھنٹی دی اور ان کا ملازم کمرہ میں داخل ہوا۔اُن کے حکم کے مطابق تھوڑی دیر بعد کمرہ میں چائے کے ساتھ مختلف اقسام کی مٹھائیاں اور بسکٹ وغیرہ آ گئے اور انہوں نے اصرار کر کے مجھے چائے پلائی۔ پھر مجھے ساتھ لے کر کئی راہداریوں اور کمروں سے گزرتے ہوئے ایک خصوصی کمرہ میں پہنچے۔ جہاں انہوں نے بڑے ادب اور سلیقہ و قرینہ سے رکھے ہوئے اپنے مرشد کے تبرکات دکھائے۔ بعد میں میرے منع کرنے کے باوجود وہ بزرگ ننگے پاؤں مع جملہ حاضرین کے جیپ تک ہمارے ساتھ آئے۔اور بار بار کہتے تھے کہ پھر جلد آنے کا وعدہ کرو۔جس پر عرض کیا کہ جو اللہ کریم کو منظور۔

دورانِ سفر فریدی صاحب کہنے لگے۔''بھلّی صاحب! آپ کو کیا ہو گیا تھا۔وہ تو جس کی طرف جلال کی نظر سے دیکھیں وہ شخص پاگل ہو جاتا ہے''۔

میں نے کہا۔''فریدی صاحب! آپ تو حضرت باوا فرید گنجِ شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔آپ کے ذہن میں یہ خیال اور اندیشہ نہیں آنا چاہیے۔ کیونکہ میں تو غوثِ زمان (حضرت کرمانوالے) کا غلام ہوں۔

اس واقعہ کے بعد میں نے اپنے آقا و مولا کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا جس میں مذکورہ واقعہ اجمالاً تحریر کیا اور یہ شعر شامل کیا:۔

خواجہ من! نگاہ دار آبروئے گدائے خویش　　　آنکہ زجُوئے دیگراں پُر نکند پیالہ را

یعنی میرے آقا و مولا! اپنے گدا کی آبرو کی حفاظت فرما۔ جو دوسروں کی ندی یا نہر سے اپنا پیالہ پُر نہیں کرتا۔

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کی طرف سے فوراً محبت نامہ موصول ہوا۔ جو سراپا کرم ہی کرم تھا۔

تجھے کیا خبر اے زاہد! میری سجدہ ریزیوں کی
میرا سر وہاں جھکا ہے، جہاں ختم بندگی ہے

Marfat.com

## حضور نبی کریم ﷺ کی حضرت کرماں والا شریف میں تشریف آوری

حضرت کرماں والا شریف میں میرے آقا و مولا کی زیرِنگرانی خصوصی طرز پر خصوصی قسم کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور اپنے آقا کے حسب ارشاد یہ غلام ان تیاریوں میں شامل رہا۔ مسجد والے احاطہ کے شمال مغربی کونے میں واقع ایک مسقّف کمرہ کی سفیدی کی گئی اس کے چھت پر چھوٹے چھوٹے مینار بنا کر اُن پر بھی سفیدی کی گئی۔ صحنِ مسجد میں تازہ خشک گھاس بچھائی گئی کلمہ طیبہ کے دو خوبصورت بورڈ لاہور سے تیار ہو کر آئے اور انہیں مسجد کے باہر لگایا گیا اور لاہور سے ہی حضرت خواجہ علاؤ الدین احمد صابرؒ کے درج ذیل فارسی اشعار ایک فریم شدہ خوبصورت قطعہ کی شکل میں لکھے ہوئے آئے جن کا عنوان تھا۔ ''تشریف آوری''

### تشریف آوری

امروز شہِ شاہاں مہماں شد است ما را
جبریلؑ با ملائک درباں شد است ما را
در محفلِ گدایاں ، شاہاں کُجا بگنجند
بے برگ و بے نوائی ساماں شد است ما را
درجلوہ گاہِ وحدت کثرت کُجا بگنجد
ہژدہ ہزار عالم ، یکساں شد است ما را
احمؔد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
اینجا رضائے جاناں ، رضواں شد است ما را

یہ قطعہ میرے آقا و مولا قدس سرہ العزیز نے اپنے کمرۂ خاص کی انگیٹھی پر رکھوایا اور ایک دن مجھے اسے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ یہ آپ جناب قدس سرہٗ العزیز کی توجہ کا اثر تھا کہ ایک دفعہ پڑھنے سے ہی مجھے مذکورہ بالا اشعار یاد ہو گئے اور آج تک یاد ہیں۔

آپ جناب نے فرمایا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ حضرت صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے۔ تو اس وقت جناب صابر صاحبؒ نے یہ اشعار کہے۔ یہاں

Marfat.com

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز نے پہلے شعر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شعر میں صابر صاحبؒ نے کہا ہے۔

''آج میرے ورگا کیہڑا ہے کہ جبریلؑ اجیہے میرے دربان نیں'' (آج مجھ جیسا کون ہے کہ حضرت جبریلؑ بھی میرے دربان ہیں)

فارسی نہ جاننے والے احباب کی سہولت کے لئے متذکرہ بالا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

☆ آج بادشاہوں کے بادشاہ میرے مہمان ہوئے ہیں اور حضرت جبریلؑ مع ملائکہ میرے دربان بنے ہوئے ہیں۔

☆ گداگروں کی محفل میں بادشاہوں کا گزر کیسے ممکن ہے اور وہ وہاں کیسے سما سکتے ہیں۔ میری بے سروسامانی ہی میرے لئے سامان بن گئی ہے۔

☆ ''وحدت'' کی جلوہ گاہ میں ''کثرت'' کہاں سما سکتی ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم میرے لئے یکساں یعنی ایک ہوئے پڑے ہیں۔

☆ احمدؔ! عاشقوں پر جنت اور دوزخ دونوں حرام ہیں۔ یار کی رضا ہی ہمارے لئے جنت ہے۔

یہاں جناب علاؤ الدین احمدؔ صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''احمدؔ'' کا تخلص استعمال فرمایا ہے۔ جمعتہ المبارک کا نیّر تاباں طلوع ہوا۔ تو مین روڈ (Main Road) پر واقع صدر دروازہ سے حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کے مکان شریف کو آنے والی گلی بھی اچھی طرح صاف کروائی گئی۔ اس دن صفائی وغیرہ کے کچھ خاص ہی انتظامات نظر آرہے تھے۔ اپنے آقا و مولا کی خدمتِ عالیہ میں اس احقر العباد کو بہت سے ''جمعے'' پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس دن بات بالکل مختلف نظر آرہی تھی۔ میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز خود بھی خصوصی تیاری فرما رہے تھے۔ جب آنجناب منبر مبارک پر تشریف فرما ہوئے۔ تو چہرۂ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی تھی۔ عجب سج دھج تھی۔ رُخِ انور سے پھوٹنے والی نورانی شعاعیں اکنافِ عالم کو منور فرما رہی تھیں۔ عشّاق کے قلوب بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔

Marfat.com

آج بھی میری چشمِ تصور کے سامنے وہ رُخِ انور چمک رہا ہے۔ اپنے آقا و مولا کے رُخِ انور کی ایسی کیفیت مجھے چند گنتی کے موقعوں پر ہی دیکھنے کو نصیب ہوئی۔

ع دارد جمال روئے تو امشب تماشائے دگر

یعنی آج تو تمہارے حُسن کا نظارہ عجیب و غریب ہے

عشّاق پر عجیب سرمتی و سرشاری کی کیفیت طاری تھی۔ اس عالمِ شوق میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے مشہور نعتیہ اشعار نظر میں تلاطم خیز کیف پیدا کر رہے تھے۔

الطیف سری من طلعتہ ولشد وبدی من وفرتہ

فسکرت ھنا من نظرتہ نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

(خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو مہکی جس کو دیکھتے ہی میں مدہوش ہو گیا)

مُکھ چند بدر شعشانی اے ۔۔۔ متھے چمکے لاٹ نورانی اے

کالی زلف تے اکھ مستانی اے ۔۔۔ مخمور اکھیں ہن مدھریاں

سبحان اللہ ما اجملک ۔۔۔ ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء ۔۔۔ گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

میرے آقا و مولا قدس سرہٗ العزیز کا شوق انگیز اور وجدان خیز خطاب کیا شروع ہوا بربطِ ذوق و شوق کی تاروں میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ روحیں مستی میں جھومنے لگیں۔ وہی مستی جو ''الست بربکم'' کے حُسنِ صوتی کے زیرِ اثر ''بلیٰ'' کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے غالباً پہلی دفعہ پیدا ہوئی۔ لیکن میرے آقا و مولا کی بارگاہِ عالیہ میں جذبہ پر ادب کے قرینوں کی حکمرانی تھی۔ روحیں تو جھوم رہی تھیں۔ لیکن سب عشاق دم بخود تھے۔ سرکار مخزنِ کرم قدس سرہ العزیز کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ دم بخود حاضرین و سامعین کے اندر مٹھاس گھول رہے تھے کہ اچانک سکوت چھا گیا۔ دیکھنے والے نے دیکھا کہ منبر پر تشریف فرما حضرت سرکار کرماں والے قدس سرہٗ العزیز اپنی حالتِ نشست سے اٹھے۔ سر مبارک کو قدرے آگے کی

Marfat.com

سمت جھکایا اور اپنے دونوں ہاتھ جبینِ مبارک تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رُخ رُخ انور کی طرف تھا۔ جسے مؤدبانہ سلام کا انداز کہا جا سکتا ہے۔ محسوس کرنے والے نے اپنی مشامِ جاں کو معطر ہوتے محسوس کیا۔ سیّدی و مرشدی قدس سرہٗ العزیز منبر شریف پر دوبارہ بیٹھ گئے اور سکون و تمکنت کی ادائے دلبرانہ سے فرمایا۔

بیلیو! مبارک ہے (بیلیو مبارک ہو)

یہ منظر آج بھی چشمِ تصور کے سامنے آتا ہے تو میری روح بارگاہِ رب العزت میں اظہارِ تشکر کے لئے سجدہ کناں نظر آتی ہے۔

نماز جمعہ کے بعد حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حسب معمول لوگوں کا ہجوم رہا۔ دیگر باتیں ہوتی رہیں۔ لیکن کسی کو جرأتِ گفتار اور جسارتِ استفسار نہ ہوئی کہ آنجناب قدس سرہٗ العزیز سے یہ دریافت کرے کہ حضور! یہ کیا واقعہ تھا۔ کیونکہ اس بارگاہ عالیہ میں محیرّ العقول واقعات کا ظہور غیر معمولی بات نہیں سمجھا جاتا تھا اور پھر ایسے اسرار و رُموز کا اظہار اور آنحضرت کی عُلوِ شان اور کرامات کا تذکرہ میرے آقا و مولا پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے نہ تو میرے آقا و مولا نے اس واقعہ پر خود تبصرہ فرمایا اور نہ ہی کسی کو جرأتِ استفسار ہوئی۔ ہاں! سیدی و مرشدی قدس سرہٗ العزیز کے کرم کے طفیل اس کے متعلق کسی نیاز مند کے لئے کچھ پردے اٹھا دیئے گئے۔

وقت گزرتا گیا۔ بڑے باباجی حضور رحمتہ اللہ علیہ اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل فیصل آباد تشریف لائے۔ محترم جناب حاجی محمد سلیم صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش D-397 جناح کالونی میں قیام تھا۔ متفرق گفتگو ہو رہی تھی کہ سیدی و مرشدی حضرت صاحب مخزنِ کرم کی عُلوِ شان کا ذکر چھڑ گیا۔ کافی بیلی موجود تھے۔ باباجی حضور رحمتہ اللہ علیہ کے حسبِ الحکم اس غلام نے بعض دیگر واقعات کے علاوہ مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا اور غلبۂ جذبات میں دست بستہ عرض کیا:۔

''حضور! اس واقعہ کے متعلق میں یہ سمجھا ہوں کہ اُس روز جناب سرورِ کائنات فخرِ

Marfat.com

موجودات کی حضرت کرماں والا شریف تشریف آوری ہوئی جملہ تیاریاں اسی لئے تھیں۔ جونہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری ہوئی میرے آقا و مولا حضرت صاحب قدس سرہٗ العزیز نے اُٹھ کر استقبال و سلام کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو جملہ مریدوں کی بخشش کی بشارت دی..........''

یہ معروضات پیش کرتے ہی میں نے دست بستہ عرض کیا۔

''حضور! میں کہیں غلط تو نہیں سمجھا''؟

جناب بابا جی حضور رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا!

''بھلّی صاحب! آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں''

الحمد للہ علیٰ ذالک.

## بھلّی صاحب کا خواب:

میں عاجز اپنے آقا و مولا قدس[1] سرہ العزیز کے وصال سے ایک رات قبل خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان محل نما مکان کی چھت کے اوپر کھڑا ہوں چھت کے چاروں طرف خوبصورت اور بلند تعمیری پردہ ہے۔ میں اس کے جنوبی پردہ والی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوں جبکہ ایک انتہائی قد آور درخت اس دیوار کے ساتھ کافی بلندی تک پہنچا ہوا ہے اور اس کا ایک مضبوط حصہ میرے جسم کے قریب چھت کی طرف بڑھا ہوا ہے۔ اچانک ساری چھت گر جاتی ہے اور میں اس مضبوط شاخ کے سہارے کھڑا رہتا ہوں اتنے میں ایک آواز میرے کان میں پہنچتی ہے کہ اس شجر کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اگلے دن ریڈیو پر اس خواب کی تعبیر[2] سن لی اور یہ غلام حضرت کرماں والا شریف روانہ ہو گیا تا کہ ایک مُردہ ایک زندہ کی نماز جنازہ میں شامل ہو سکے۔

---

1. حضرت قبلہ کرماں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ۔
2. حضرت قبلہ کے وصال کی خبر 27 رمضان المبارک 1385ھ، 20 جنوری 1966ء

Marfat.com

## چابیوں کا گچھا:

1956-60 کے دوران راقم الحروف پوسٹماسٹر جنرل لاہور کے دفتر میں تفتیشی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھا۔ شیخ عبدالغنی (ADI) اسسٹنٹ ڈائریکٹر تفتیشی برانچ اور ملک دلنواز صاحب .Dy.P.M.G پوسٹل سروسز تھے۔ ہوا یوں کہ واہ کینٹ میں ایک جرمن لیڈی افسر کے نام جرمنی سے ایک گفٹ پارسل موصول ہوا۔ جرمن لیڈی نے پارسل کھولا تو قیمتی اشیاء غائب۔ عجیب بات یہ کہ پارسل میں سے پاکستانی چابیوں کا ایک گچھا برآمد ہوا۔ اس پر جرمن لیڈی نے براہِ راست اپنی جرمن ایمبیسی کو شکایت کر دی۔ شکائت کے کاغذات پھرتے پھراتے .P.M.G آفس لاہور پہنچ گئے۔ اہم معاملہ تھا۔ شیخ عبدالغنی صاحب (A.D.I) نے تفتیش اپنے ذمہ لی مگر ناکام رہے۔ پھر Dy.PMG دلنواز صاحب نے خود انکوائری شروع کی مگر کوئی سراغ نہ ملا میں نے ازخود کہا کہ یہ کیس میرے سپرد کیا جائے۔ طوعاً وکرہاً کیس برائے انکوائری مجھے دے دیا گیا۔ میں نے خوب تسلی کرلی کہ یہ چوری علاقہ لاہور میں نہیں ہوئی بلکہ کراچی FGN Post میں ہوئی ہے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ برائے مزید انکوائری اس عاجز کو کراچی جانے دیا جائے۔ بادلِ نخواستہ مجھے انکوائری کے لئے کراچی بھیج دیا گیا۔ پختہ یقین تھا کہ یہ واقعہ FGN Post میں ہوا ہے۔ سوچ رہا تھا کہ Line of Action کیا اختیار کروں۔ ایک بات ذہن میں القا ہوئی۔ کراچی کی کسٹم برانچ میں پہنچا۔ سپروائزر ہاف ٹائم کے باعث کھانا کھانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ پیکر موجود تھا۔ اُس سے کہا کہ میں لاہور سٹاک ڈپو سے آیا ہوں قفل ایسے مضبوط بنوانے چاہتے ہیں جو چور بھی نہ کھول سکیں نہ توڑ سکیں۔ اس نے کہا کہ چند ماہ ہوئے ہمارا چابیوں کا گچھا گم ہو گیا تھا۔ متعلقہ قفل نہ ٹوٹ سکے تو اُن کے رِنگ کاٹ کر الماری کھولی گئی یہ دیکھو وہ قفل۔ میں نے ذرا اوٹ میں ہو کر ایک چابی جو لگائی تو قفل کھل گیا ایک چابی میز کے دراز کی تھی وہ بھی لگ گئی۔ میں نے بعجلت پیکر کا بیان قلمبند کر لیا اور قفل اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اتنے میں وہ سپروائزر بھی آ گیا۔ میں نے اسے چابیوں کا گچھا دکھایا۔ اس نے برملا کہا یہ تو میری چابیاں ہیں۔ میں نے اس کا اعترافی بیان لے لیا۔ بعد میں اسے وہ تالا بھی دکھایا۔ میں نے متعلقہ ریکارڈ قبضہ میں لے لیا

Marfat.com

اوراس کامیابی پر خوش بخوش دفتر D.G کراچی میں میجر اکبر صاحب .Dy.D.G سے ملنے کے لئے چلا گیا۔ میں نے ان کے ساتھ فوجی ڈاک خانوں یعنی (P.A.P.S) ، 1951,53 میں کام کیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولے مقبول! کیسے آئے، میں نے کیس کا حوالہ دیا۔ فوراً بولے ''کیا رزلٹ ہے''۔ کہا ''وارداتی کو پکڑ لیا ہے'' انہوں نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا فارن پوسٹ کا سپروائزر۔ بہت خوش ہوئے اور خوشی میں میز پر زور سے مکہ مارا اور کہا مقبول! شاباش اور ساتھ ہی قاضی صاحب کو جو اس برانچ کے .Dy.D.G تھے آواز دی۔ وہ بھی بہت خوش ہوئے اور یہی کیس میری ترقی گریڈ 16 میں ایک اہم زینہ بن گیا۔ بات اس طرح ہوئی کہ سپروائزر نے گفٹ پارسل سے قیمتی اشیاء جو نکالیں تو چابیوں کا گچھا پارسل میں گر پڑا۔ انہیں خبر نہ ہوئی۔ اور اسی وجہ سے یہ چوری پکڑی گئی۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر     تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کہنے والے کہتے رہ گئے کہ مقبول صاحب دیکھنے میں تو سیدھے سادھے نظر آتے ہیں خدا! خبر اس پیچیدہ کیس کے وارداتی کا سراغ لگانے میں کیونکر کامیاب رہے جبکہ شیخ عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر تفتیشی برانچ جو اس لائن (LINE) کے استاد مانے جاتے ہیں ناکام رہے۔ انہیں کیا خبر کہ ایک روحانی دنیا بھی ہے جس کی حکمرانی مادی دنیا پر ہے۔ مقبول صاحب کے پیرومرشد قطب الاقطاب غوث زماں پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری اس روحانی دنیا میں شہنشاہ کشف و کرامات ہیں۔ پیرومرشد نے ہی کچھ اس طرح کا انتظام فرما دیا کہ اس پیچیدہ کیس کی لاینحل گتھیاں کھلتی چلی گئیں۔ پیکر کا موجود ہونا اور سپروائزر کا بعد میں آنا کامیابی کی ایک اہم کڑی تھی اور یہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے تصرّف سے ہوا۔ مزید برآں LINE OF ACTION کا سمجھا دینا ایک عظیم رہنمائی تھی ورنہ اتنا الجھا ہوا معاملہ اتنی آسانی سے حل نہ ہوسکتا۔ ؂

پنجہ مومن میں ہے رہوارِ عناصر کی لگام
مرد مومن کے تصرّف میں جہانِ شش جہات

Marfat.com

## قبلہ پیرومرشدی کا تصرف ہر مقام پر:

پیر سید نوازش علی شاہ صاحب رام گلی لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ 1954ء میں میری درخواست برائے حج بیت اللہ منظور نہ ہوئی میں حضرت[1] قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پیرا ہوا کہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ تھا مگر درخواست منظور نہیں ہوئی آپ نے پُر جوش لہجہ میں فرمایا ''پیر جی! ہم ضرور حج کے لئے جائیں گے'' میں نے عرض کیا کہ میرے دو تین اور ساتھی ہیں جو حج بیت اللہ کے لئے بے تاب ہیں مگر ان کی درخواستیں بھی نامنظور ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا پیر جی جتنے آدمی آپ ساتھ لے جانا چاہیں لے جائیں۔ ایک صد، دو صد، تین صد، چار صد، انشاء اللہ کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی، میں بے حد مسرور ہوا اور گھر واپس آ گیا۔

میں محکمہ ریلوے کی اسکاؤٹس تنظیم میں چیف اسکاؤٹ تھا اور محکمہ ریلوے کا انسپکٹر بھی، ایک روز میرا ایک دوست دوڑتا ہوا میرے کمرہ میں آیا اور کہا کہ پیر جی آپ کی درخواست برائے حج منظور ہو گئی، میں نے اِسے طنز خیال کرتے ہوئے اُسے ڈانٹ دیا، مگر اس نے تحمل سے بتایا کہ گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے چٹھی موصول ہوئی ہے کہ پاکستان سے بارہ (۱۲) اسکاؤٹس حاجیوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی جہاز سے واپس آئیں گے، لاہور ریلویز نے آپ کو نامزد کیا ہے آخری فیصلہ ایک بورڈ دے گا، اس بورڈ کے ایک ممبر قاری عبدالرؤف صاحب دوسرے CMO، ریلوے ہیڈ کوارٹرز اور تیسرے ڈاکٹر شجاع الدین صاحب سیکرٹری بوائے سکوٹس ایسوسی ایشن ہیں، یہ سیکرٹری صاحب باریش اشخاص کو پسند نہ کرتے تھے، میں باریش تھا اور سادہ لباس میں ملبوس، جبکہ دیگر سکاؤٹس بے ریش اور اعلیٰ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، دو ممبران نے مجھے چن لیا تو سیکرٹری صاحب نے بھی بادل نخواستہ ہاں میں ہاں ملا دی۔ ان بارہ منتخب شدہ اسکاؤٹس میں صرف میں نان گزٹیڈ اہلکار تھا جبکہ باقی گیارہ افسر اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے مگر ان تمام نے مجھے ہی اپنا لیڈر چن لیا، کراچی پہنچ کر میں انچارج حج دفتر سے ملا، وہ بڑی شفقت سے پیش آیا، میں نے رقم ادا

---

[1] ایسے پیرومرشد حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

کرنے کے بعد اپنا ٹکٹ حاصل کیا، میرے وہ دوست جن کی درخواستیں نامنظور ہوگئی تھیں، کراچی میں حج دفتر میں مجھے ملے، میں نے ان کو بھی ٹکٹ دلوادیئے، اس طرح ہم پانچ چھ آدمی زائد ہوگئے، بحری جہاز کی روانگی کے وقت مجھے ہی حاجیوں کی تعداد چیک کرنے پر مامور کیا گیا تاکہ کوئی شخص بلا ٹکٹ بحری جہاز میں سوار نہ ہوجائے چند حاجیوں کے کاغذات چیک کئے اور درست پائے، تو میں نے باقی ماندہ حاجیوں سے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر سوار ہو جائیں، جہاز کے اندر پڑتال کی گئی تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ 350 حاجی بلا ٹکٹ اور زائد ہیں۔ جہاز کے اندر راشن خوراک اور نماز کے انتظامات بھی میرے سپرد کردیئے گئے جہاز میں مسلسل اعلان ہو رہا تھا کہ تین صد پچاس آدمی کیسے زائد ہوگئے اور کیوں، مجھے تشویش ہوئی کہ اگر ان زائد آدمیوں کا کرایہ آمدورفت اور خرچ خوراک مجھ سے وصول کیا گیا تو کیا صورت ہوگی، میں حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی پریشانی کا بتایا نتیجتاً اعلان ہونے تو بند ہوگئے، مگر فکر لگا رہا کہ اگر چیکنگ ہوئی تو ذمہ داری مجھ پر ہی عائد ہوگی، ایک دن جہاز کا کپتان میرے پاس سے گزرا، میرا دل دھڑکنے لگا مبادا کچھ پوچھ گچھ کرلے، وہ مسکراتا ہوا آگے نکل گیا اور اس موضوع پر کوئی بات نہ کی۔ مگر میرا ایک ممبر مجھے بار بار کہتا کہ تم نے اچھی طرح پڑتال کیوں نہ کی، نقصان کے تم ہی ذمہ دار ہو، وہ مجھ سے بار بار تکرار کرکے مجھے پریشان کرتا، میں نے حضرت قبلہ سے اس ممبر کی شکایت کی کہ اس سے میں بے حد تنگ ہوں، میری جان اس سے چھڑائیں، اتفاق ایسا ہوا کہ اسے سمندری بخار ہوگیا اور وہ جہاز کے ہسپتال میں جدہ پہنچنے تک زیر علاج رہا، جدہ پہنچنے پر کپتان نے کہا کہ پیر جی! جس طرح حاجی سوار کئے تھے، اسی طرح اُتار بھی لیں۔ میں گیٹ پر کھڑا ہوگیا، بسم اللہ پڑھ کر حاجیوں کو اترنے کے لئے کہا، سب جہاز سے اتر گئے، ہم مکہ معظّمہ کے لئے بسوں میں روانہ ہوئے، فریضہ حج ادا کرنے کے بعد ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری کے لئے مدینہ منورہ پہنچے، ایک دن بعد نماز ظہر میں نے مرشدی حضرت کرمانوالی سرکار کو سرور عالم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے سلام پڑھتے پایا، میں نے یہ منظر اپنے ساتھی خواجہ محمد رفیق انسپکٹر سکولز نوشکی کو بھی دکھایا مگر چند منٹ بعد

Marfat.com

سرکار مرشدی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

بعد اختتام فریضہ حج ہم واپسی سفر کے لئے جدہ پہنچے تو حاجیوں کو سوار کرنے کے لئے مجھے ہی کہا گیا، ہم کراچی پہنچ گئے۔ مجھے ڈر تھا شاید کپتان صاحب زائد حاجیوں کے اخراجات کا مجھ سے مطالبہ کریں مگر ایسا نہ ہوا بلکہ انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا اور بڑی شفقت سے رخصت کیا، لاہور پہنچ کر چند دن بعد میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کوٹھی کے باہر صحن میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھتے ہی فرمایا پیر جی! آپ کتنے آدمی بلاٹکٹ اپنے ساتھ لے گئے تھے، پھر خود ہی فرمایا تین صد پچاس اتنے حاجی بلاٹکٹ۔ میں نے عرض کیا سرکار آپ خود ہی تو لے جانے اور لانے والے تھے، آپ نے فرمایا کہ پیر جی! مسجد نبوی شریف کی ڈاٹیں کتنی ہیں، ہر چند حافظہ پر زور مارا۔ مگر بے سود، مرشدی نے فرمایا پیر جی! ابھی شمار کر لیتے ہیں، فرمایا، ایک، دو تین.......... جیسے مسجد نبوی شریف سامنے ہے۔ اللہ اکبر۔

مردِ کامل کو تو سمجھے ہے حقیر ہے نظر بندی یہ اے مردِ خبیر
وہ ہے شاہِ جنّ و اِنس و بحر و بر تو جسے سمجھا ہے مُفلس اے پسر
حُکم میں اس کے ہیں یہ سنگ وحجر چوب و بادہ وآب وخاک وخشک وتر

O مسجد رحمت للعالمین سانده کلاں لاہور کے پیش امام حافظ شبیر احمد عمرہ کے لئے 22 رمضان المبارک کو روانہ ہونے والے تھے کہ کسی سخت رکاوٹ کے باعث روانگی معرض التوا میں پڑ گئی۔ وہ اتنے مایوس ہوئے کہ کہنے لگے کہ اب حج کے لئے ہی جائیں گے۔ عمرہ کے لئے جانا تو مشکل نظر آتا ہے۔ میں نے تسلی دی کہ رب کریم بہتر کارساز ہے۔ رات قبلہ حضرت کرمانوالی سرکار کی طرف متوجہ ہو کر عرض گزار ہوا اور انداز ناز میں کہا کہ پیر سید نوازش علی شاہ رام گلی لاہور والوں کو 350 آدمیوں کے ساتھ ''مفتو مفت'' بھجوا دیا تھا۔ (دیکھئے واقعہ سید نوازش علی شاہ صاحب) میرے امام مسجد کو بھی بھجوا دیں تو مزا آ جائے۔ یہ التجا اس انداز سے ادا ہوئی کہ ہر مقام سے منظوری ہو گئی۔ (بارگاہ رب العزت بارگاہ رسالت اور آستانہ عالیہ پیر و مرشد) بس پھر کیا تھا کہ شبیر صاحب کو دوسرے دن ہی اجازت نامہ مل گیا اور وہ بروز پیر عمرہ کی سعادت کے لئے روانہ ہو گئے۔ اللہ اکبر کیا شان ولایت ہے حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کی اور کتنی پذیرائی ہے دربارِ رسالت میں آپ کی۔ سبحان اللہ۔

Marfat.com

# انڈکس اسمائے گرامی راوی حضرات


| | |
|---|---|
| اللہ دتہ صوفی نقشبندی مغلپورہ لاہور | 208,91 |
| اللہ دتہ مولنا خطیب جامع مسجد پاکپتن شریف | 97 |
| انوار الحق قاضی سابق مفتی اعظم جونا گڑھ حال | 97 |
| خطیب جامع مسجد مہاجرین اٹک | |
| افتخار احمد فریدی عارف والا ساہی وال | 107 |
| اصغر علی جلوی المعروف اکبر علی فیصل آباد | 122,121,85,80 |
| انوار الحق ملک ایڈوکیٹ شیخوپورہ | 249,248,80 |
| اے-ار-سلیم 45 جمال کالونی ملتان | 75 |
| احمد دین غلہ منڈی ہارون آباد | 175 |
| افضال بیگ مرزا پونچھ ہاؤس کالونی لاہور | 201 |
| احسان قریشی صابری سیالکوٹ | 225 |
| انور حسین گجرپورہ لاہور | 233 |
| ابراہیم صوفی چک 196 ماڑی فیصل آباد | 207 |
| امام علی شاہ سید گجومتہ ضلع لاہور | 224 |
| برکت علی شیخ الحاج سمن آباد لاہور | 119,54,53 |
| | 184 تا 187 |
| بشیر احمد راجپوت الحاج ٹاؤن شپ لاہور | 270,90,89 تا 273 |
| بشیر احمد جاوید چشتیاں شریف حال لندن | 120 |
| بشیر احمد مولنا خطیب دربار عالی چشتیاں شریف | 204,106,105,87 |
| برکت علی صوفی ساندہ خورد لاہور | 153,135 |
| جلیل شاہ پیرواں رادھارام ضلع قصور | 137 |
| جنید اشرف بٹ گلبرگ III لاہور | 211 |
| چراغ دین شیخ فیروز پوری | 226 |


Marfat.com

حشمت خاں پرنسپل گورنمنٹ کالج فیصل آباد 130
حق نواز حافظ پیش امام مسجد دربار عالی حضرت کرمانوالا شریف 154
حضرت گنج کرم قبلہ رحمۃ اللہ علیہ 245
خورشید احمد الحاج جنگ فیکٹری پاک پتن شریف 147
خوشی محمد ماسٹر 152
خوشی محمد حکیم سکنہ دوتار سنگھ مراد چشتی پاکپتن شریف 175,174
خادم حسین انسپکٹر مارکٹنگ کمیٹی اوکاڑا 256,230
دلاور علی بھلّی چودھری ریٹائرڈ انجینئر واپڈا لاہور 273 تا 285,282، تا 293
درویش علی مولٰنا خطیب جامع مسجد اہل سنت علاقہ نواب صاحب لاہور 103,84
دھنامل خادم دربار عالیہ کرمونوالا شریف فیروز پور (بھارت) 140
رحمت علی حاجی اڑھتی بوڑے والا ساہی وال 191, 190,163 تا 158,98
ریاض الرحیم چودھری الحدید میکلوڈ روڈ لاہور 114
رحیم بخش مولٰنا خطیب جامع مسجد راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں 173,116
رحمت اللہ شیخ فیروز پوری 135
رحمت اللہ چپڑاسی ضلع کچہری فیروز پور (بھارت) 269
سردار محمد ملک (C.M.A) نزد لال مسجد لاہور 166,165,110,69,68
سلطان باہو مولٰنا خطیب جامع مسجد چو برجی لاہور 193,110,109
سکندر خاں حاجی موضع مہموں پاک پتن شریف 232
سید محمد حافظ پاکپتن شریف 237
شیر محمد 59/D-B خطیب یزمان منڈی ضلع بہاولنگر 156,155,73
شمس الدین ریلوے پھاٹک والا اوکاڑا 189
شمس الدین پہلوان سانده کلاں لاہور 189,82
شیر محمد حکیم بگی ڈل فیصل آباد 205,163,151,150,104
شیر محمد حکیم اعظم چھینہ، بہاولنگر 181,180,107,106
شیر محمد صوفی 250

Marfat.com

| | |
|---|---|
| ضیاء الحق حکیم سوڈیوال پنڈ بند روڈ لاہور | 112 |
| ظہور الدین ساندہ کلاں لاہور | 187 |
| عبدالحق نمبردار چک GD-6 رینالہ خورد | 198,65 |
| علم دین شیخ بھاٹہ راولپنڈی | 72 |
| عطاء اللہ خواجہ سیالکوٹ | 79 |
| عطا محمد حافظ نقشبندی امام مسجد H.R-304 فورٹ عباس ضلع بہاولنگر | 254,79 |
| عبدالمجید 5-TDA سرگودھا | 112 |
| عبدالعزیز شیخ تاجر رنگ محل لاہور | 134 |
| عمر دین شیخ رینالہ خورد | 259,258,140,139 |
| عبدالستار مستری رینالہ خورد | 261,141 |
| عبدالتواب مولنا خطیب جامع مسجد ارائیں اچھرہ لاہور | 196,195,171 |
| عبدالحمید چک 5-TDA سرگودھا | 197,172,112 |
| عبدالرشید سیّد ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر لاہور | 208 تا 211 |
| عبدالواحد مستری ساندہ کلاں لاہور | 213 |
| عبدالحمید خاں حاجی سابق سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ لاہور | 218 |
| عبدالرحمٰن شیخ پاک پتن شریف | 236,235 |
| علی محمد پٹواری نہر چک 104 سرگودھا | 257 |
| عبدالعزیز صوفی چک 5-TDA جوہر آباد سرگودھا | 194 |
| عبدالرحیم ڈاکٹر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد | 262 |
| علی احمد حکیم انصاری فیروزپوری | 267 |
| علی محمد میاں موضع سلطان خاں والا فیروزپور (بھارت) | 86 |
| غلام محمد تکیہ سادھواں حال صدر لاہور | 165,164,107 |
| غلام مصطفٰے زرگر چمن آباد | 131 |
| غلام رسول چودھری بھٹی گوجرانوالہ | 147,146 |
| غلام جیلانی حافظ قصور | 153 |


Marfat.com

| | |
|---|---|
| غلام محمد چک چودھری والا فیصل آباد | 207 |
| غلام مصطفےٰ غازی انڈسٹری | 219 |
| غلام محمد اشرفی الجیلانی اٹک | 237 |
| غلام نبی ضلع نواب شاہ سندھ | 88 |
| فتح دین خاں ملک | 130 |
| فیروز الدین شہزادہ فیروز پوری | 255 |
| قدرت اللہ شاہ پیر | 128 |
| کرم داد ملک D.C ساہی وال | 221 |
| گلاب دین چاہ بلندے والا قصور | 165 |
| گل نواز احمد خاں ملک ایڈووکیٹ لاہور | 268,267,221 |
| لدھیانوی صاحب | 235 |
| محمد امین حکیم ننکانہ صاحب | 203,148,102,101,49 |
| محمد انور بٹر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ لاہور | 176,83,71,68,51 |
| | 197,188,182,177 |
| محمد انور شیخ شر قپوری | 59 |
| حضرت پیر سیّد محمد علی شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ کرماں والا شریف | 249,244,176,69 |
| محمد شریف سنگھ پورہ لاہور | 77 |
| محمد صادق شیخ سانده کلاں لاہور | 78 |
| محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد بری امام نور پور شاہاں راولپنڈی | 201,87 |
| محمد دین حکیم فیصل آباد | 167,110 |
| محمد ابراہیم صوفی میروال ضلع شیخوپورہ | 202,100,99 |
| محمد اسحاق قبولہ ضلع ساہی وال | 115 |
| محمد خلیل اختر سیکرٹری مارکٹنگ کمیٹی اوکاڑا | 219,216,185,183,115 |
| محمد اقبال رائے صاحب چیچہ وطنی | 239 |
| محمد اسحاق منڈی ہیرا سنگھ | 224 |


Marfat.com

محمد اقبال صوفی 121
محمد عنایت احمد مولنا خطیب جامع مسجد طٰہٰ گلبرگ III لاہور 123,122
محمد اسماعیل منشی چک 173-EB گگو 124
مقصود احمد ماسٹر باجڑہ گڑھی سیالکوٹ 253,252,125
محمد اکرام صاحب ہیڈ ماسٹر (خادم خاص حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ) میاں چنوں 256,242,127,62
محمد صدیق مولوی فیروز پوری 137,136
محمد حسین منشی قریشی تحصیل فتح جنگ 221,138
محمد سلیمان سبزی فروش ننکانہ صاحب 204,202,147
محمد امین مولنا شرقپوری ایڈیٹر ماہنامہ آئینہ 158
منظور احمد میر 166
محمد یونس اسٹیشن ماسٹر (ریٹائرڈ) 167
محمد منیر فوجی 173
میاں محمد شریف کنٹریکٹر بہاول شیر روڈ لاہور 205
منظور احمد خواجہ لدھیانوی 228,184
محمد اشرف ملک انشورنس کمپنی والے لاہور 192
محمد اسحاق مولنا خطیب جامع مسجد محلہ بلوچاں شیخوپورہ 206
محمد یعقوب مفتی لکشمی چوک نسبت روڈ لاہور 206
محمد انور شوق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ P.L.I اوکاڑا 212
محمد شفیع سیٹھ کیلے والا لاہور 265,264,223
محمد اکبر زمیندار رینالہ خورد 227
مولنا محمد شفیع اوکاڑوی (خطیب پاکستان) کراچی 229
محمد رفیق ڈاکٹر ڈپٹی ڈائریکٹر ریٹائرڈ محکمہ زراعت لاہور 229
محمد اسماعیل چک L-11/1 234
محمد طفیل چودھری اوکاڑا 240

Marfat.com

حضرت مولنا الحاج منظور احمد شاہ جامع فریدیہ ساہیوال 250
محمد حبیب اللہ چغتائی خطیب اعظم کامونکی 105
محمود میر صاحب 234
محمد حنیف مولوی و حافظ سید محمد پاک پتن شریف 256,237
مہر دین کھوکھر شیخوپورہ 266
محمد رفیق حافظ مجاہدہ آباد لاہور 67
محمد ضیاء الحق ڈاکٹر بن مولنا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور 81
محمد سعید مولنا خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور 124
محمد عبداللہ نقشبندی فیصل آباد 134
محمد اسلم چک چودھری والا فیصل آباد 207
محمد اقبال احمد خاں، نیاز احمد خاں چیچہ وطنی 239
محمد حنیف چودھری سابق M.P.A 256
نوازش علی شاہ پیر رام گلی لاہور 298 تا 296,74
نور محمد مولنا پٹوار املی موتی پاک پتن شریف 194,193,147,101
نور عالم بابو ریلوے ڈویژنل آفس فیروزپور (بھارت) 217,131
نظام دین حاجی خادم دربار عالی حضرت کرمانوالا شریف 133,132
نذیر احمد کمشنر اشتمال اراضیات ملتان 260,259,138
نذیر احمد ریٹائرڈ اورسیر کامونکی 164
نجم نعمانی (محمد یٰسین ہیڈ ماسٹر) ملٹری فارم اوکاڑا 197،170 تا 168
ناظر حسین باغبانپورہ لاہور 170
نور محمد بابا حاجی دربار شریف کرمانوالا اوکاڑا 189,188
نذیر حسین شاہ ضلع کچہری ساہی وال 231
نفیس خلیلی امرت سری (بھارت) 254
نور احمد مقبول (مؤلف) لاہور 198,156,113,112,99
216 تا 214,200,199
295،294,284 تا 282,251,250

Marfat.com

Marfat.com